مالک اشتر

مولوی محمد باقر نقوی

کان لی کما کنتُ لرسول اللہ

مالک اشتر میرے لئے ایسے ہی تھے جیسا میں رسول اللہؐ کیلئے

(امیر المومنین علی ابن ابی طالب)

مصنفہ

الاستاذ محمد رضا الحکیم دام مجدہ

(عراق)

مترجمہ

محمدؐ باقر النقوی

مولوی فاضل صدر الافاضل

مدیر رسالہ اصلاح کجھوہ (بہار)

پرنٹر

الواعظ صفدریہ پریس لکھنؤ

پبلشر

مینجر اصلاح کھجوہ

قیمت :- سات روپیہ

فہرست مضامین

باسمہ سبحانہ

مالک اشتر اسلام سے پہلے

جب ہم قبل از اسلام عربوں کی زندگی کی چھان بین کرتے ہیں تو اس زمانہ کی زندگی انتہائی تیرہ و تاریک اور وحشتناک زندگی نظر آتی ہے انتشار و پراگندگی کا ہر طرف تسلط اور نفرت و بدحالی پورے خطہ پر طاری تھی پورا ملک اجڈ گنواروں کا ملک تھا۔

اس زمانہ کے عربوں کی زندگی کا کیا رنگ ڈھنگ تھا اس کے متعلق اس سے زیادہ اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ وہ سراسر بدوی زندگی تھی جس میں سوا لوٹ، مار قتل و غارت کے اور کسی چیز کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہر وقت معرکہ کارزار گرم تھا زندگی کے شب و روز یا تو میدان جنگ میں گذرتے یا جنگلوں بیابانوں میں مویشیوں کو ساتھ لئے گھومتے پھرنے میں دن میں مویشی چراتے اور رات کو بالوں

یا کھالوں سے بنے ہوئے خیمہ میں لمبی تان کر نیند سوتے غرض روحانی و اخلاقی سماجی اور معاشرتی ہر طرح کی پستی ہی پستی تھی جس کا آج بھی عراق کے بعض بدو قبائل میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

جس ملک کے لوگ اس طرح کی زندگی بسر کرتے رہے ہوں فطری بات تھی کہ وہاں کے عوام بالکل ہی جاہل اور ان پڑھ ہوں جہالت کا دور دورہ ہو اور عقل و شعور میں اتنی پستی کہ نیک و بد کا احساس ہی باقی نہ رہے چنانچہ جس زمانہ میں فارس والے ترقی کی شاہراہ پر گام زن برابر آگے ہی بڑھتے جا رہے تھے دفاتر قائم کر رہے تھے دستور و قوانین بنا رہے تھے اور زندگی کے تقاضوں کے مطابق اپنی معاملات کی سرانجامی کی تدابیر اختیار کر رہے تھے نیز جس زمانہ میں روم والے زقند بھرتے ہوئے آگے دوڑ رہے تھے اور مسلسل و متواتر علم و ثقافت کی منزلیں طے کر رہے تھے اس زمانہ میں عرب والے باہم دست و گریباں تھے ایک دوسرے کا خون بہا رہے تھے آئے دن ایک دوسرے پر چڑھائیاں ہو رہی تھیں۔

اس طرح عرب والے تقدم اور ترقی کرنے سے یکسر محروم رہے، انھیں گھاٹا ہی گھاٹا نصیب ہوا اور دیگر اقوام سے وہ تہذیب و ثقافت علم و ادب اور فکر و دانش میں شرمناک حد تک پیچھے رہے ان کی تاریخ بری طرح خلط ملط ہو کر رہ گئی سب سے لائق و فائق اور قابل قدر افراد کے کارناموں کا پتہ نہیں

www.kitabmart.in

...پاتا بہت سے ایسے ہیرو جنھوں نے امت عربیہ کی قدر و قیمت میں چار چاند لگائے اُن کی زندگی پر آج تک پردے پڑے ہوئے ہیں۔ انتہائی دکھ کی بات یہ ہے کہ مالک اشتر کا نصیب بھی ان لوگوں سے زیادہ بہتر نہیں جن پر تاریخ نے ظلم و زیادتی کی اور اُن کی زندگی کا بیشتر حصہ دنیا کی نظروں کے سامنے آنے نہیں دیا تاریخ نے اُن کی زندگی کے بہت سے اوراق ہماری نظروں سے اوجھل رکھے جن سے ہم اُن کی طبیعت و فطرت اور میلانات کا رخ متعین کر سکتے ہمیں بہت کچھ تحقیق و تلاش کرنے کے بعد بھی پتہ نہ چل سکا کہ وہ کب پیدا ہوئے کہاں اور کہاں اُن کا بچپن گذرا کیسے نشوونما پائی ایام شباب میں ان کے مشاغل کیا رہے غرضیکہ اسلام سے پہلے کی اُن کی زندگی ہمیں کچھ بھی معلوم نہ ہو سکی اور ہم ناظرین سے معذرت خواہ ہیں کہ تاریخ کی اس کوتاہی کی وجہ سے ہم کچھ بھی روشنی ڈالنے سے مجبور رہیں۔

مالک اشتر کا نام و نسب، اُنکے القاب اور اوصاف

اُن کا نام مالک تھا اس پر تو تمام راویوں کا اتفاق ہے البتہ اُن کے سلسلہ نسب کے متعلق کسی قدر اختلاف ہے اکثر روایتوں میں ان کا جو سلسلہ نسب ملتا ہے وہ یہ ہے۔

مالک بن حارث بن عبد یغوث بن مسلمہ بن ربیعہ بن خزیمہ بن سعد بن مالک بن نخع انھیں نخع کی طرف مالک اشتر منسوب کئے

جاتے ہیں۔ نخع کا اصل نام جسر تھا چونکہ وہ اپنے قوم و قبیلہ سے الگ ہٹ کر جا بسے تھے اس لئے اُن کا نام نخع پڑ گیا جیسا کہ اکثر راویوں کا بیان ہے یہ نخع بیٹے تھے عمرو بن علہ بن خالد بن مذحج کے۔ اسی مذحج کے نام سے یمن کا ایک بڑا باعزت اور طاقتور قبیلہ مشہور ہوا مالک اشتر بڑے فخر و ناز سے مذحج کی طرف منسوب ہونے کا ذکر کیا کرتے چنانچہ وہ اپنے رجز میں کہا کرتے۔

لست من الحی ربیع و مضر لکنّی من مذحج الغر الاغر

میں نہ تو قبیلہ ربیعہ سے ہوں نہ قبیلہ مضر سے بلکہ میں قبیلہ مذحج کا ہوں جو تابندہ و روشن جبین تھے۔

مالک اشتر کو حق ہی تھا کہ قبیلہ مذحج سے ہونے پر فخر کریں کیونکہ ایک تو اس قبیلہ کی شرافت اور دبدبہ و اقتدار پھر پیغمبر خدا کی اس خاندان کے بارے میں جنت کی شہادت جیسا کہ قرطبی کی کتاب ... و الامم میں ابو عمرو سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا۔

تمام قبائل سے زیادہ جنت میں مذحج والے ہوں گے

مذحج کے بارے میں راویوں سے اختلاف کیا ہے کسی نے کہا ہے کہ مذحج سے مراد مالک بن ادد کی ماں ہے جس کی طرف اس کی اولاد منسوب ہوئی کسی نے کہا ہے کہ سرخ رنگ کی جھاڑیوں کو کہتے ہیں جس میں مالک بن ادد پیدا ہوا اور اسی کے ساتھ اس کی شہرت ہوئی بعض کا کہنا ہے کہ مالک کی اولاد یمن میں کسی جھاڑی کے پاس

اکٹھا ہوئی جسے مذحج کہا جاتا ہے اور انھوں نے کہا آؤ ہم اس مذحج کو
اپنی ماں قرار دیں چنانچہ وہ سب مذحج کہلانے لگے

بہرحال اس قبیلہ کے مذحج نام سے موسوم ہونے کا جو سبب بھی
رہا ہو اس میں کوئی کلام نہیں کہ یہ قبیلہ شرف و عزت بہتر ساز و سامان
اور کثرت تعداد کی بنا پر یمن میں تمام قبائل سے قدیمی اور باعزت تھا

علامہ ابن اسحاق نے مالک اشتر کے آباؤ اجداد کے یکے بعد دیگرے
نام گنائے ہیں چنانچہ بقول ان کے مذحج بیٹا تھا ادد کا وہ بیٹا تھا زید کا
وہ بیٹا تھا یشجب کا وہ بیٹا تھا عریب کا وہ بیٹا تھا زید کا وہ بیٹا تھا
کہلان کا وہ بیٹا تھا سبا کا یہاں آکر اشتر کا سلسلہ نسب ختم ہو جاتا ہے

مالک اشتر، اشتر کے لقب سے بہت زیادہ مشہور ہوئے اتنی
شہرت ہوئی کہ وہ اس لقب کے بغیر پہچانے ہی نہیں جاتے صاحب
لباب الآداب کا دعویٰ ہے کہ یہ لقب انھیں بنی حنیفہ کے ارتداد
کے واقعہ میں حاصل ہوا انھوں نے ایک عجیب قصہ نقل کیا ہے
جو ذکر کرنے کے لائق ہے اور اس واقعہ سے اشتر کی حیرت انگیز
شجاعت و بہادری کا اندازہ ہوتا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب بنو
حنیفہ مرتد ہو گئے اور حضرت ابوبکر نے ان سے جنگ کرنے کے لیے
لشکر بھیجا تو اس لشکر میں اشتر بھی تھے جب دونوں صفیں آراستہ
ہو گئیں تو مالک اشتر نے ابومسیکہ کو جو بنو حنیفہ کا سردار تھا آواز دی
جب ابومسیکہ سامنے آیا تو مالک اشتر نے کہا ابومسیکہ کیا اسلام لانے

توبہ کا اقرار کرنے کے بعد تم مرتد ہو گئے اور کفر کی طرف پلٹ گئے ابو سیکہ
نے کہا مالک کیا کہوں یہ لوگ شراب کو حرام قرار دے رہے ہیں اور
مجھے بغیر اس کے چین نہیں مالک اشتر نے کہا تو پھر آؤ اسی بات پر ہم
تم لڑلیں دونوں نے ایک دوسرے پر نیزے کے وار کئے ایک
دوسرے پر تیر باران کی پھر تلوار کی طرف لپکے ابو مسیکہ نے بھرپور
وار تلوار کا مارا جس سے مالک کا سر شگافتہ ہو گیا۔ مالک گھوڑے کی
گردن میں باہیں ڈالے واپس آئے ان کے دوستوں عزیزوں نے اپنے
حلقہ میں لے لیا ہر شخص اُن کے مارے جانے پر رو رہا تھا مالک نے کسی
سے کہا کہ اپنی انگلی میرے منہ میں دو اس نے جب انگلی منہ میں دی تو
مالک نے دانتوں سے زور سے کاٹی وہ شدت تکلیف سے چیخ پڑا مالک
نے اپنے ساتھیوں سے کہا میری جان کو کوئی خطرہ نہیں اگر ڈاڑھیں سالم
ہیں تو سر بھی محفوظ ہے پھر انھوں نے سر کو عمامہ سے خوب مضبوط بندھوایا
اور کہا میرا گھوڑا لاؤ لوگوں نے سبب پوچھا تو کہا ابو مسیکہ سے نپٹنا باقی ہے
وہ گھوڑے پر روانہ ہوئے ابو مسیکہ کو آواز دی وہ تیر کی طرح مالک پر
جھپٹا دونوں میں کچھ دیر رد و بدل ہوئی پھر مالک نے تلوار کا ایسا ہاتھ مارا
کہ تلوار ابو مسیکہ کے سر و تن کو کاٹتی ہوئی گھوڑے کی زین تک جا پہنچی
مالک واپس پلٹ پڑے اور کئی دن تک بیہوشی میں پڑے رہے۔

یہ پورا واقعہ پڑھ کر خیال پیدا ہوتا ہے کہ صاحب لباب الاداب
نے اشتر کے ساتھ ملقب ہونے کی جو وجہ لکھی ہے وہی صحیح ہے لیکن

جب علامہ مرزبانی کی معجم الشعراء دیکھی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اس واقعہ کی طرف اشارہ تک بھی نہیں کیا بلکہ انھوں نے جنگ یرموک کا حوالہ دیا ہے چنانچہ اس جنگ کے متعلق بہت کچھ لکھنے کے بعد وہ لکھتے ہیں "اور اشتر کے عقب بہ اشتر ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ جنگ یرموک میں ایک شخص نے ان کے سر پر تلوار کا وار کیا زخم ان کی آنکھ تک پہونچا اور آنکھ اپنی جگہ سے ہٹ گئی"

گمان غالب یہی ہے کہ مالک اشتر بنو حنیفہ کی جنگ میں شریک نہیں تھے اور مرزبانی کا قول ہی زیادہ صحیح ہے مرزبانی کی تائید علامہ ابن حبان کے قول سے بھی ہوتی ہے انھوں نے ثقات تابعین کے سلسلہ میں ذکر کیا ہے کہ مالک اشتر جنگ یرموک میں شریک ...... ہوئے اور ان کی آنکھ جاتی رہی۔ آنکھ جانے سے انکا مطلب یہی ہے کہ آنکھ اپنی جگہ سے ہٹ گئی۔

اشتر کے معنی یہ ہیں کہ آنکھوں کے اوپر کی پلک نیچے اور نیچے کی اوپر ہو گئی اور آنکھ سکڑ گئی۔

بہر حال جناب مالک اشتر بھی اسی کے ساتھ بہت ہی زیادہ بھاری بھرکم اور طویل القامت انسان تھے ایک پیر میں ذرا لنگ تھا آواز بڑی پاٹ دار تھی کلائیوں پر بہت بال تھے

مالک اشتر کا اسلام و ایمان

مالک اشتر پیغمبر خدا کے زمانہ میں مشرف اسلام

ہوے اور ان کا اسلام بہت پاکیزہ رہا راویوں کے بیان سے اشتر کے اسلام کے متعلق بس اتنا ہی معلوم ہوتا ہے لیکن یہ کہ وہ کب مسلمان ہوے اور کیسے ہوے اس کا کچھ بھی پتہ نہیں چلتا اور پتہ چلے بھی تو کیسے جبکہ تاریخ و حدیث اس سلسلہ میں بالکل خاموش ہیں، ہم نے حدیث و سیر اور تاریخ کا ایک ایک ورق چھان مارا مگر ایک سطر یا ایک روایت بھی ایسی نہیں ملی جس سے معلوم ہوتا کہ اشتر کب اور کیسے مسلمان ہوئے زمانہ جاہلیت میں وہ کس مسلک کے پابند تھے دین اسلام قبول کرنے کے کیا اسباب ہوئے غالباً تاریخ بھی ان باتوں میں ہماری طرح جاہل ہے ورنہ جہاں اشتر کے اسلام کا اس نے اقرار کیا اور حسن اسلام کی شہادۃ دی وہاں دیگر تفصیلات بھی اس میں ضرور درج ہوتیں۔

بہر حال اشتر مسلمان ہوئے اور بقول محدثین ان کا اسلام پاکیزہ رہا اور اتنا پاکیزہ کہ پیغمبر خدا نے اُن کے ایمان کی گواہی دی جیسا کہ علامہ ابو عمرو بن عبدالبر نے استیعاب میں جناب ابوذر غفاری کی طرف منسوب کر کے حدیث نقل کی ہے۔ ابو عمرو بیان کرتے ہیں کہ جب ربذہ میں ابوذر کی موت کا وقت قریب آیا تو ان کی بیوی رونے لگیں ابوذر نے رونے کا سبب دریافت کیا انھوں نے کہا میں کیوں نہ روؤں تم بے آب و گیاہ زمین پر دم توڑ رہے ہو نہ میرے پاس اتنا کپڑا ہے کہ تمھیں کفن دے سکوں نہ اتنی طاقت ہے کہ غسل و کفن اور دفن کے فرائض انجام دے سکوں ابوذر نے کہا خوش ہو جاؤ اور رو و

نہیں میں نے رسول اللہ کو ارشاد فرماتے سنا ہے جس مسلمان زن و شو
کے دو یا تین فرزند مر جائیں اور وہ زن و شوہر صبر سے کام لیں اور
خدا سے اجر کے طالب ہوں وہ کبھی بھی آتش جہنم کا سامنا نہ کریں گے
اور میرے تین فرزند میرے سامنے مر چکے ہیں۔ نیز میں نے رسول اللہ
کو چند لوگوں سے جن میں میں بھی شریک تھا ارشاد فرماتے سنا تم میں
سے ایک شخص بے آب و گیاہ زمین میں مرے گا اس کے دفن و کفن
میں مومنین کا ایک گروہ شریک ہوگا۔ رسول اللہ نے جن لوگوں کے
درمیان یہ بات کہی تھی وہ سب ایک ایک کر کے مر چکے اور اُن میں
سے کوئی بھی بے آب و گیاہ زمین میں نہیں مرا کوئی کسی قریہ میں مرا کوئی
لوگوں کے درمیان مرا ان سب لوگوں میں فقط ایک میں ہی بچ رہا ہوں
اور میرا دم اس بے آب و گیاہ زمین میں نکلنے والا ہے مجھے کوئی شک نہیں
کہ میں ہی وہ شخص ہوں خدا کی قسم میں نے نہ کبھی جھوٹ بولا نہ کبھی جھٹلایا
گیا تم راستہ پر جاکر دیکھو۔ ابوذر کی بیوی نے کہا راستہ پر اب جاکر دیکھنے
سے کیا حاصل ہے جب کہ حاجیوں کا قافلہ گذر چکا اب کوئی بھی آتا جاتا نہیں
ابوذر نے کہا تم جاؤ تو سہی جناب ابوذر کی زوجہ فرماتی ہیں میں دوڑ کر ٹیلہ
پر جاتی اور راہ پر چڑھ کر آنے جانے والے کو دیکھتی پھر ابوذر کے
پاس واپس آکر ان کی تیمارداری کرتی ہم دونوں اسی حال میں تھے کہ
کچھ سوار اونٹوں پر آتے نظر پڑے وہ لپک کر میرے پاس آگئے اور کہا
کنیز خدا تجھے کیا ہوا ہے میں نے کہا ایک مرد مسلمان مر رہا ہے کیا تم اس

گے کفن کا انتظام کر سکتے ہو ان لوگوں نے پوچھا وہ کون ہے میں نے کہا
ابوذر لوگوں نے پوچھا کیا رسول اللہ کے صحابی ہیں میں نے کہا ہاں! ان لوگوں
نے کہا ہمارے ماں باپ ان پر قربان! وہ لوگ دوڑتے ہوئے ابوذر
کے پاس آئے ابوذر نے ان سے کہا تمہیں بشارت ہو میں نے حضرت
رسول خدا کو چند لوگوں سے جن میں میں بھی شامل تھا ارشاد فرماتے
سنا کہ تم میں سے ایک شخص بے آب گیاہ زمین پر مرے گا جس کے
کفن و دفن میں مومنین کا ایک گروہ شریک ہو گا۔ وہ چند لوگ
سب کے سب مر چکے کوئی کسی گاؤں اور آبادی میں مرا کوئی لوگوں
کے درمیان (میں ہی بچ رہا ہوں) خدا کی قسم نہ میں نے کبھی جھوٹ
بولا نہ کبھی جھٹلایا گیا اگر میرے پاس اتنا کپڑا ہوتا جو میرے یا میری بیوی
کے لیے کافی ہوتا تو میں اپنی ہی کپڑے میں یا اپنی بیوی کے کپڑے میں
کفن دیا جاتا میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے وہ شخص کفن
نہ دے جو امیر یا عریف یا نقیب یا قاصد ہو زوجہ ابوذر کہتی ہیں کہ
اس مجمع میں کوئی ایسا نہ تھا جو ان اوصاف میں سے کسی صفت سے
متصف نہ ہو البتہ انصار سے ایک نوجوان نے کہا چچا جان! میں آپ کو
اپنی اس چادر اور ان دو کپڑوں کا کفن دوں گا جو میرے توشہ میں
ہے اور جسے میری ماں نے سوت کات کر تیار کیا ہے ابوذر نے کہا
تم ہی مجھے کفن دینا پھر وہ قبلہ رو ہو گئے اور انتقال کر گئے۔ حاضرین
نے قبر کھودی انھیں غسل دیا اور اس انصاری نوجوان نے کفن پہنایا

مالک اشتر نے جو اس جماعت کے سربرآوردہ بزرگ تھے نماز جنازہ پڑھائی جب ابوذر کو دفن کر کے فارغ ہوئے تو اُن کی قبر پر بیٹھے قبر کو ہاتھ سے چھوا انتہائی حزن و اندوہ کے آثار چہرے پر طاری تھے پھر کہا "خداوندا یہ ابوذر صحابی رسول ہیں انھوں نے عبادت گذاروں کے ساتھ تیری عبادت کی تیرے بارے میں مشرکین سے جہاد کیا انھوں نے نہ تغیر کیا نہ تبدیلی البتہ ناپسندیدہ باتیں دیکھیں اور انھیں اپنی زبان اور اپنے دل سے بدلنے کی کوشش کی اسی بات پر اُن پر ظلم و زیادتی کی گئی وہ جلاوطن کئے گئے آذوقہ سے محروم ہوئے اُن کی ذلت و تحقیر ہوئی اور عالم غربت و بیچارگی میں انتقال کیا خداوندا جس نے انھیں محروم کیا اور دار الھجرۃ اور حرم رسول اللہ سے نکال باہر کیا اس کی کمر شکستہ کر"

پیغمبر خدا کی اس قطعی اور دو ٹوک شہادت کے بعد ہم بھی اشتر کے کمال ایمان پر ایمان لاتے ہیں اور دیگر ادلہ و براہین پیش کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ آگے چل کر جنگ یرموک و قادسیہ وغیرہ میں ہم اُن کے کارنامے ذکر کرینگے اُن سے ناظرین کو ان کے کمال ایمان کا مزید ثبوت مل جائیگا۔

یمن سے ہجرت

پیغمبر خدا کی رحلت ہوئی اور مسلمانوں کے معاملات کسی حد تک زیر و زبر ہوئے بہت سے لوگ اُلٹے پیروں اپنی جاہلیت کی طرف

پلٹ گئے جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں اس کا تذکرہ فرمایا ہے کہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم نہیں ہیں محمدؐ مگر ایک رسول جن کے پہلے اور بہت سے رسول گذر چکے ہیں کیا محمد اگر مر جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم لوگ اپنے الٹے پیروں واپس پلٹ جاؤ گے۔ پھر ابوبکر مسلمانوں کے خلیفہ ہوئے اور انھوں نے شہروں میں اپنے عمال مقرر کرکے بھیجے مرتد ہو جانے والوں سے جنگ کی یہاں تک کہ وہ پھر دائرۂ اسلام میں پلٹ آئے رفتہ رفتہ فضا پرسکون ہوتی گئی فتنے ختم اور مسلمانوں کے امور اب پرانے ڈھرے پر چلنے لگے اور ابوبکر کا اقتدار پوری طرح لوگوں پر قائم ہو گیا۔

۱۳ھ میں جہاد کا اعلان عام ہوا اور مسلمانوں کو دعوت دی گئی کہ وہ اپنے اور اپنے دین کے دشمن روم والوں سے لڑنے کے لئے تیار ہو جائیں کیونکہ انھوں نے یہ سنتے ہی کہ پیغمبر کی رحلت ہو گئی ہے اور مسلمانوں میں خلافت کے مسئلہ میں پھوٹ پڑ گئی ہے موقع کو غنیمت سمجھا . . . .

اور اس ہیجانی فضا سے فائدہ اٹھانے کی ٹھانی عیسائیوں کے راہب اور پادری اور بڑے بڑے لیڈر رومی شہروں میں گھوم پھر کر عیسائیوں کو مسلمانوں سے جنگ کی ترغیب دلانے عیسائیت کی دہائی دیتے اور مذہب اسلام کی وجہ سے ان کے مذہب پر جو زوال آیا تھا اس کا رونا

روتے وہ اپنے ہم مذہبوں کو بھڑکاتے کہ بس یہی موقع ہے مسلمانوں پر فوراً ٹوٹ پڑنا چاہیئے اسی صورت سے عیسائیت کے پھر پہلے جیسے دن پلٹ سکتے ہیں ان لوگوں نے نت نئے ہتھکنڈوں سے کام لے کر عیسائیوں کے سینوں میں آگ لگادی عیسائیوں میں ایک عام ہیجان تھا اور ہر شخص مسلمانوں کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا اور اسی کے نتیجہ میں روم والے ایک بہت بڑا لشکر لے کر مسلمانوں پر چڑھ دوڑے اور ممالکت اسلامیہ کے دروازے تک آ پہونچے اسلام کی آواز بھی بلند ہوئی اور اس کے غیرتمند اور نیکوکار فرزندوں کو اس ہولناک خطرے اور سرکش دشمن کی طرف توجہ دلائی گئی جو ہر چیز کو ملیامیٹ کرنے پر تلا ہوا تھا۔

اسلام کی آواز سے پورا جزیرہ نمائے عرب گونج اٹھا یہ گونج یمن کی فضاؤں میں بھی پہونچی اور یہاں کے دیندار لوگ یہ آواز سنتے ہی دوڑ پڑے ہر شخص شوق جہاد میں بیچین اور مرنے اور مارنے پر تیار تھا تیزی سے منزلیں طے کرتے ہوئے یہ لوگ یرموک پہونچے جہاں مسلمانوں کا لشکر قیام کئے ہوئے تھا یہ لوگ اپنے بھائیوں کے شانہ بشانہ ہو کر روم کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے لشکر کے مقابلہ میں ڈٹ گئے۔

جناب مالک اشتر یمنی لشکر کے ہراول دستہ میں شامل تھے جہاد کے شوق میں بیچین اور اسلام کی راہ میں قربان ہو جانے کے

لئے جان کی بازی لگائے ہوئے اس معرکہ میں آپ نے شجاعت وجوانمردی
اور دشمن پر بڑھ بڑھ کر حملے کرنے کی مثال قائم کر دی اور ایسی شجاعت
کا آپ سے مظاہرہ ہوا کہ رومیوں پر آپ کی دھاک بیٹھ گئی لڑائی
جاری ہی تھی کہ ابوبکر کا انتقال ہو گیا وہ اپنے بعد عمر کو خلیفہ نامزد کر گئے
اور اُن کے زمانہ میں رومیوں کو شکست ہوئی خداوند عالم نے مسلمانوں
کو فتحیاب کیا۔ مجاہدین مظفر ومنصور کامرانی کا تاج پہنے اپنے گھروں
کو واپس ہوئے لیکن مالک اشتر ان لوگوں کے ساتھ واپس نہیں
ہوئے بلکہ وہ شام ہی میں ابوعبیدہ بن الجراح کے ساتھ مقیم رہے
اور دشمن کی ہزیمت خوردہ جماعت پر پے در پے حملے کرتے رہے۔
سنہ ۱۴ھ میں حضرت عمر نے اہل فارس سے لڑائی کا تہیہ کیا آپ
نے ایک بہت بڑا لشکر ترتیب دیکر سعد بن ابی وقاص کی قیادت
میں قادسیہ کی طرف روانہ کیا جب سعد قادسیہ پہونچے اور وہاں فارس
والوں کا بے پناہ لشکر دیکھا تو گھبرا اُٹھے انھوں نے حضرت عمر کو خط لکھکر
مزید کمک مانگی حضرت عمر نے ابوعبیدہ بن الجراح کو جو ابھی تک شام میں
مقیم تھے تاکیدی خط لکھا کہ سعد کی مدد کرو انھوں نے ہزار آزمودہ کار
سواروں کا دستہ تیار کر کے سعد کی طرف روانہ کیا اس دستہ کا سردار
قیس بن ہبیرہ مرادی تھا مالک اشتر بھی اس دستہ کی اولین صفوں میں
تھے اور پورے دستہ میں آپ کی شجاعت وبہادری کی عام طور پر
شہرت تھی۔ آپ نے اس لڑائی میں بڑے بڑے معرکے انجام

دبنے یہاں تک کہ فارس والے آپ سے کترانے لگے بڑے سے بڑے بہادر کو بھی آپ کے مقابلہ میں آنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی اس جنگ میں مسلمانوں کو شاندار فتح حاصل ہوئی۔ سعد بن ابی وقاص لڑائی کے بعد بھی قادسیہ میں ٹھہرے رہے انھیں حضرت عمر کے خط کا انتظار تھا یہاں تک کہ انھیں حضرت عمر کا خط ملا جس میں تاکید کی گئی تھی کہ اپنے ساتھ کے عربوں کے لئے ایک شہر آباد کریں اور وہ شہر ایسی جگہ پر ہو کہ اس کے اور مدینہ کے درمیان سمندر حائل نہ ہو۔

سعد لشکر کے ہمراہ قادسیہ سے روانہ ہوئے پہلے مقام انبار پر ٹھہرے لیکن وہاں چونکہ مکھیوں کی کثرت تھی اس لئے وہاں سے چل کر کوفہ ابن عمر پہونچے مگر یہ جگہ بھی انھیں پسند نہ آئی وہاں سے چل کر کوفہ آئے اور یہیں ڈیرہ ڈال دیا کیونکہ کوفہ کی آب و ہوا پاکیزہ اور پانی شیریں تھا اسی کوفہ کو انھوں نے فوجی چھاؤنی اور اپنے ساتھ کے مجاہدین کے لئے وطن بنانا تجویز کیا۔

اس طرح قبائل عرب آخر کار کوفہ میں آکر قیام پذیر ہوئے۔ قبیلہ نخع والے جن کے راس رئیس مالک اشتر تھے مشرقی حصے میں ٹھہرے اور وہاں انھوں نے اپنے گھر بنائے۔

مدینہ کا سفر

مالک اشتر کوفہ میں جاہ جلال ہیبت و وقار کے ساتھ زندگی

کے دن بسر کرتے رہے ہر شخص کے دل میں اُن کا احترام تھا وہاں کے اکابر و اعاظم میں سے ایک وہ بھی تھے اپنے قبیلہ نخع اور اُن کے حلیفوں کے پیر و سردار تسلیم کئے جاتے تھے۔ تھوڑے دنوں کے بعد حضرت عمر کا انتقال ہو گیا اُن کے بعد عثمان خلیفہ ہوئے انھوں نے اپنے زمانہ خلافت میں بہت کچھ تغیر و تبدل کیا تمام شہروں سے حضرت عمر کے مقرر کردہ عاملوں کو معزول کر کے بنی امیہ کے لوگوں کو عامل مقرر کیا اور اس طرح اپنے اعزہ و اقارب بنی معیط کے لوگوں کو مسلمانوں کی گردنوں پر مسلط کر دیا معاویہ شام کے پہلے ہی سے گورنر چلے آرہے تھے اپنے ماموں زاد بھائی عبد اللہ بن عامر بن کریز کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا اپنے رضاعی بھائی عبد اللہ بن سعد بن ابن سرح کو مصر کا اپنے مادری بھائی ولید بن عقبہ ابن ابی معیط کو کوفہ کا۔

یہ ولید پکا شرابی انتہا درجہ کا بدکار، مجسمہ فسق و فجور اور بے حیائی بے شرمی کا مجموعہ تھا اس کے فاسق ہونے کے بارے میں کلام مجید کی آیت نازل ہوئی، پیغمبر خدا نے اس کے جہنمی ہونے کی گواہی دی یہ جب کوفہ کا گورنر ہو کر آیا تو اس نے مسلمانوں کا مال خراج سمیٹنا شروع کیا یتیموں کے اموال میں من مانا تصرف کرتا۔ لوگوں کے حقوق غصب کر لیتا۔ علانیہ شراب پیتا اور مے خواروں، مغنیوں کو ہر وقت اپنے پاس بٹھائے رکھتا مے نوشی اور گانے بجانے لونڈیوں

کنیزوں کے ساتھ چہلیں کرنے میں پوری رات گذار دیتا ایک مرتبہ
اس نے رات میں شراب پی جب صبح ہوئی اور موذن نے آکر نماز صبح
کی اطلاع دی تو نشہ میں جھومتا جھامتا مسجد میں پہونچا اور محراب میں جاکر
لوگوں کو صبح چار رکعت پڑھا ڈالی آخری سجدہ کو بہت طول دیا عتاب
بن غیلان ثقفی نے جو پہلی ہی صف میں اس کے پیچھے کھڑے نماز پڑھ
رہے تھے اُسے سجدہ میں کہتے سنا "پی اور پلا" عتاب نے کہا آخر
تمہارا کیا ارادہ ہے خدا تمہیں برکت نہ دے خدا کی قسم ہمیں تم پر
تعجب نہیں اس پر تعجب ہے جس نے تم کو ہم لوگوں کا حاکم بنا کر بھیجا
ہے۔ جب ولید نماز سے فارغ ہوا تو لوگوں کی طرف مڑ کر کہا کہو تو دو
پڑھادوں پھر اس نے منبر پر جاکر خطبہ پڑھنا چاہا تو لوگوں نے اس پر
کنکریاں پھینکنی شروع کی وہ منبر سے کانپتا گراتا اترا اور قصر حکومت
میں واپس چلا گیا ولید کی اس حرکت کی خبر جب کوفہ میں پھیلی تو باشندگان
کوفہ میں ایک قیامت برپا ہو گئی وہ اس کھلی ہوئی بے حیائی و
بے شرمی پر آپے سے باہر ہو گئے ان لوگوں نے جب سے اسلام
قبول کیا تھا ایسی بے حیائی کبھی دیکھی نہ سنی وہ اتنا غضبناک ہوئے
کہ ولید پر چڑھ دوڑے کوفہ میں ایک تلاطم برپا ہو گیا ساری
آبادی مسجد اعظم میں اکٹھا ہو گئی لوگوں نے دار الامارہ کا نرغہ
کر لیا جس میں ولید فروکش تھا کوئی کف افسوس ملتا کسی کی زبان
پر لاحول ولا قوۃ الا باللہ جاری تھا سب پر دین کی بربادی

اور حرمت اسلام برباد ہونے کا انتہائی رنج واندوہ طاری تھا وہ
بھی ایسے شہر میں جو مجاہدین کا شہر تھا بہت سے دینداراور مومنین مارے
غصہ کے آپے سے باہر تھے کوئی ہاتھ اٹھا کر دھمکیاں دیتا ولید کو
اور حضرت عثمان کو جنھوں نے ولید کو گورنر بنا کر بھیجا تھا گالیاں دیتا
لوگ ایک دوسرے پر زور دیتے کہ اس فاسق وفاجر وبے حیا و
بے شرم پر پل پڑو دین و مذہب کو بچاؤ اور مسلمانوں کو اس کے شر سے
نجات دو۔ تھوڑی ہی دیر میں کوفہ کے شرفاء و معززین کی ایک
جماعت دارالامارہ میں گھس پڑی یہ لوگ ولید کے کمرہ میں پہونچے
دیکھا کہ وہ اپنے پلنگ پر چت لیٹا ہوا ہے اور نشہ کی زیادتی کی وجہ
سے اپنے حواس میں نہیں ان لوگوں نے کوشش کی کہ حواس میں
آجائے مگر ناکامی ہوئی بلکہ اس نے جو کچھ شراب پی رکھی تھی ان
لوگوں پر قے کردی۔ ابوزینب ابن عوف ازدی اور ابوجندب بن
زہیر نے اس کے ہاتھ سے انگوٹھی اتاری اور چند لوگوں کے ساتھ
مدینہ کی طرف روانہ ہوگئے تاکہ ولید کا حال جاکر حضرت عثمان اور مدینہ والوں
سے بیان کریں یہ لوگ تیزی کے ساتھ منزلیں طے کرتے ہوئے
مدینہ کی طرف چلے اس جماعت کے قائد وسردار یہی مالک اشتر
تھے آپ کو سب سے زیادہ غصہ تھا۔ حضرت عثمان کے پاس پہونچکر
ان لوگوں نے ولید کے کرتوت سے انھیں آگاہ کیا اور مطالبہ کیا
کہ ولید کو فوراً معزول کیا جائے حضرت عثمان نے ان لوگوں سے

پوچھا ولید کی شراب خواری کا گواہ کون ہے؟ ان لوگوں نے کہا ابو زینب اور ابو جندب!

حضرت عثمان نے ابو زینب اور ابو جندب سے بہت ہی طیش میں آکر پوچھا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ ولید نے شراب پی ہے!

ابو زینب اور ابو جندب یہ وہی شراب تھی جو ہم اسلام سے پہلے پیا کرتے تھے۔

عثمان۔ کیا تم دونوں نے اپنی آنکھ سے اُسے شراب پیتے دیکھا؟

ابو زینب اور ابو جندب نہیں۔

عثمان۔ تب

ابو زینب اور ابو جندب اس نے شراب قے کی اور ہم نے اس کی داڑھی نچوڑی تو بھی شراب نکلی اسکی مدھوشی میں ہم نے اس کی انگلیوں سے انگوٹھی اتاری جس کی اُسے خبر نہ ہوئی۔

حضرت عثمان نے غضبناک ہوکر کہا تم سب میرے گھر سے نکل جاؤ کوفہ والے سراسیمہ و مضطرب حضرت عثمان کے گھر سے نکلے مارے رنج کے سب کا حال غیر تھا۔ یہ لوگ امیر المومنین کی خدمت میں آئے اور آپ سے مدد چاہی امیر المومنین فوراً اٹھے اور عثمان کے پاس آئے حد کہا

آپ نے گواہوں کو دھتکارا اور حدود باطل کئے

عثمان ذپس وپیش کرتے ہو) پھر ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔

میری رائے یہ ہے کہ آپ فوراً ولید کو بلا بھیجئے اگر ان دونوں نے اس کی شراب خواری کی گواہی دی اور ولید سے کوئی جواب بن نہ پڑا تو آپ اس پر حد قائم کیجئے۔

حضرت عثمان کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا کہ وہ ولید کو مدینہ بلا بھیجیں جب ولید مدینہ آیا تو ابو زنیب اور ابو جندب کو گواہی کے لئے طلب کیا ان دونوں نے گواہی دی اور ولید کوئی بہانا نہ کر سکا۔ حضرت عثمان نے با دل ناخواستہ کوڑا امیر المومنین کے حوالے کیا کہ آپ اس پر حد جاری کریں امیر المومنین جب کوڑا لے کر ولید کی طرف بڑھے تو اس نے ادھر ادھر بھاگنا شروع کیا امیر المومنین نے اُسے پکڑ کر زمین پر پٹکا اور کوڑا بلند کیا عثمان نے کہا آپ کو اس طرح کرنے کا حق نہیں امیر المومنین نے چیخ کر کہا بلکہ اس سے بھی بدتر سلوک کا یہ مستحق ہے اگر یہ اپنے فسق پر تلا رہا اور حد جاری کرنے سے مانع ہوا۔

پھر حضرت عثمان نے مجبوراً ولید کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ سعید بن عاص کو گورنر مقرر کیا سعید کوفہ آیا اس کے ساتھ مالک اشتر اور اُن کے ہمراہی بھی واپس آئے کوفہ آنے کے بعد سعید بن عاص نے منبر پر جانے سے انکار کر دیا اور حکم دیا کہ یہ منبر دھویا جائے اور کہا کہ ولید گندگی و نجاست کی

پوت تھا بنی امیہ کے لوگوں نے سعید کو قسمیں دیں کہ ایسا نہ کرو یہ بہت بری بات ہے اگر کوئی دوسرا ایسا کرتا تو تمہیں منع کرنا واجب تھا کیونکہ ایسا کرنے سے ولید ہمیشہ کے لئے ذلیل ہو جائے گا۔
سعید نے ان کی بات نہیں مانی اڑا رہا کہ منبر ضرور دھویا جائے جب منبر دھل گیا تب اس نے جا کر خطبہ پڑھا۔

جلاوطنی

سعید نے کوفہ کے گورنری کے زمانہ میں اسلامی جنگوں میں نام پید اکئے ہوئے غازیوں اور قاریاں بصرہ وغیرہ کو تقرب بخشا یہی لوگ اس کے حوالی موالی اور دربار کے مخصوصین تھے ہر شب اس کے یہاں دیر تک نشست ہوتی اور مختلف اذکار ہوا کرتے۔ ۳۳ھ میں سعید سے کچھ ایسی حرکتیں سرزد ہوئیں جسے عام طور پر ناپسند کیا گیا۔ بیت المال میں اس نے کچھ خرد برد بھی کیا مال خراج خمس میں تمام مسلمانوں کا حق تھا دبا بیٹھا جیسا کہ اس سے پہلے ولید نے کچھ اسی قسم کی حرکتیں کی تھیں۔ ایک مرتبہ شب میں اس کے یہاں نشست جمی ہوئی تھی ادھر ادھر کی باتیں ہو رہی تھیں حاضرین میں مالک اشتر بھی موجود تھے وہ سعید کے افعال و حرکات اور چال چلن پر اندر ہی اندر ناراض تھے مگر ابھی تک انھوں نے کھل کر اپنی ناراضی کا اظہار نہیں کیا تھا اور طرح

دیتے چلے آرہے تھے باتوں باتوں میں عراق کی دولت اور اس کے
سرسبز علاقوں کا ذکر چھڑ گیا سعید نے بڑے مطمئن لہجہ میں کہا عراق
کا کیا کہنا یہ سرسبز علاقہ قریش والوں خصوصاً بنی امیہ کا باغ ہے۔ مالک
جو عرصہ سے سعید کی حرکتوں پر برہم چلے آرہے تھے مگر اب تک گر
کا موقع نہیں مل پایا تھا اس کے اس جملہ پر بھڑک اٹھے اور بگ
گر کہا خداوند عالم نے جس سرزمین کو ہماری تلواروں اور نیزوں کی
بدولت ہمیں مرحمت فرمایا ہے اسے تم اپنی اور اپنی قوم والوں
باغ قرار دے رہے ہو اس میں تمہارا زیادہ سے زیادہ اتنا ہی
حصہ ہے جتنا ہم میں سے کسی ایک کا۔

اشتر کے اس فقرہ پر سعید کے چہرے کا رنگ بگڑ گیا اور پیچ
تاب کھا کر رہ گیا۔ سعید کا افسر پولیس عبدالرحمان اسدی بھی
دربار میں موجود تھا اس نے مالک اشتر کے نقرہ پر سعید کو کبیدہ
خاطر ہوتے دیکھ کر سعید کو خوش کرنے اور اس کا تقرب حاصل
کرنے کے لئے مالک اشتر سے ترش روئی سے کہا۔

”کیا تم امیر کی بات کاٹ رہے ہو؟“

اس کے علاوہ بھی اس نے بہت کچھ تلخ کلامی کی۔ مالک اشتر
نے اپنے ساتھیوں کی طرف نظر کی اور کہا یہ جانے نہ پائے ابھی یہ
فقرہ ان کی زبان سے پورا بھی نہ ہوا تھا کہ ہر سمت سے لوگ عبدالر
پر ٹوٹ پڑے اسے اتنا روندا گیا کہ وہ بیہوش ہو گیا لوگوں

کر بیروں سے گھسیٹ کر ایک گوشہ میں ڈال دیا اور خود قصر سے باہر نکل گئے ان لوگوں نے سعید کی بزم میں آنا چھوڑ دیا اور اپنے گھروں میں بیٹھ رہے اس کی حرکتوں پر برے دیے اور اس کی سیرت پر ناشائستہ چینی کیا کرتے۔ سعید نے حضرت عثمان کو لکھا۔

"کوفہ کے کچھ لوگوں نے میرے خلاف محاذ قائم کر لیا ہے میری اور آپ کی برائیاں بیان کرتے ہیں ہمارے دین پر اعتراضات کرتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ وہ کہیں زور پکڑ گئے تو کافر نہ ہو جائیں"۔

حضرت عثمان نے سعید کو لکھا کہ ان لوگوں کو کوفہ سے نکال باہر کرو اور شام کی طرف جلاوطن کر دو جہاں معاویہ بن ابی سفیان موجود ہیں سعید نے جناب مالک اشتر، ثابت بن قیس بن منقع، کمیل بن زیاد نخعی، صعصعہ بن صوحان اور بہت سے معززین و اشراف کوفہ کو معاویہ کے پاس روانہ کر دیا۔

ان لوگوں کو کوفہ سے جلاوطن کرنے سے حضرت عثمان کا منشا یہ تھا کہ ان لوگوں کا خطرہ کم ہو جائے کوفہ میں انھیں جو جاہ و جلال نصیب ہے اس میں کمی آئے ان کے مذہبی جذبات فردہ اور شوریدہ حساسات کا خاتمہ ہو جائے اسی لئے انھوں نے بجائے کسی اور گورنر کے پاس بھیجنے کے ان لوگوں کو معاویہ کے پاس بھیجا کیونکہ معاویہ ہی ایک اکیلے ایسے آدمی تھے جو ایسے مشکلات میں ان کے کام آسکتے تھے حضرت عثمان نے انھیں لکھا۔

"کوفہ کے کچھ لوگ تمہارے پاس بھیجے جا رہے ہیں انھیں خو
دہشت زدہ کرنا ان کے سر پر مسلط ہونا اگر ٹھیک رہیں تو نرمی
اور اگر تمہیں عاجز کریں تو انھیں کوفہ واپس بھیج دینا۔

جب یہ لوگ شام پہونچے اور معاویہ اُن سے واقف ہوئے
کے لئے کوئی چارہ کار نہیں رہا سوا اس کے کہ عزت و احترام
ساتھ ان لوگوں کو ٹھرائیں اور راحت آسائش کا سامان کریں چنا
مریم نامی گرجا میں ان لوگوں کو ٹھرایا گیا جو شام کا سب سے بڑ
خوبصورت قصر تھا پھر اُن کے وہ وظائف بھی جاری کر دئے
ہیں اُن کے نام جاری تھے۔ معاویہ صبح و شام انھیں لوگوں کے
کھانا کھاتے اور پوری عزت و احترام کے ساتھ اُن سے بات
کرتے۔ ایک دن اِدھر اُدھر کی باتیں ہو رہی تھیں معاویہ نے
دیکھ کر کہ اب یہ لوگ کسی حد تک نرم پڑ چکے ہیں کہا۔

"تم لوگ معززین عرب ہو اسلام کے ذریعہ تمہاری عزت بڑھی
قوموں پر تم لوگ غالب آ گئے اُن کے درجات و مراتب اور
جائداد کے مالک ہو گئے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ قریش
پر ناراض ہو حالانکہ اگر قریش والے نہ ہوتے تو تم لوگ ذلیل
خوار ہی رہتے تمہارے امام و پیشوا (یعنی قریش والے) آج
تمہارے لئے سپر ہے اس سپر سے بے پروائی نہ کرو۔ تمہارے
امام و پیشوا تمہارے لئے ظلم و زیادتی پر صبر کرتے ہیں تمہاری

ے زحمتیں اٹھاتے ہیں پھر وہ چیخ کر بولے۔ خدا کی قسم تم لوگ اپنی
حرکتوں سے باز رہو ورنہ خداوند عالم تم پر ایسا حاکم مسلط کردے گا
تمہیں خوب ستائے گا۔

پھر بولے خدا کی قسم میں تم لوگوں کو کسی بات کا حکم نہیں دیتا جب
ں خود میں، میرے اہل و عیال اور میرے مخصوصین اُسے کر نہیں
تمام قریش والے جانتے ہیں کہ پورے قریش میں ابوسفیان سب
زیادہ شریف اور شریف کا بیٹا تھا یہ دوسری بات ہے کہ خداوند عالم
پنی نبوت سے پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفےٰ کو سرفراز کیا انھیں
ب نبوت کے لئے منتخب کیا اور انھیں سب سے زیادہ معزز
انھیں پاکیزہ اخلاق سے متصف اور صفات پسندیدہ سے آراستہ
دا کیا ہر برائی اور ہر بری بات سے انھیں پاک و صاف رکھا
خیال ہے کہ اگر ساری دنیا کے لوگ ابوسفیان کی نسل سے ہوتے
بوسفیان اُن کا باپ ہوتا تو یقیناً ہر شخص زیرک و دانا ہوتا۔"
مالک اشتر اور اُن کے ساتھیوں نے معاویہ کی بات کاٹتے
ے کہا۔

، تم جھوٹے ہو۔ خداوند عالم نے سارے لوگوں کو ایسے شخص
ب آدم) سے پیدا کیا جو ابوسفیان سے کہیں بہتر تھے جنھیں اللہ
پنے ہاتھ سے خلق کیا اُن میں اپنی روح پھونکی اور ملائکہ کو

یہ کار احمق اور عقلمند ہر طرح کے لوگ ہوتے"۔

معاویہ یہ سن کر غضبناک ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے پاس سے چلے گئے جب رات آئی تو معاویہ پھر آئے اور گفتگو شروع کی اور کہا۔

"لوگو۔ میری بات کا مناسب جواب دو یا پھر خاموش رہو یہ سمجھو کہ کونسی بات تمہارے لئے بہتر ہے۔ تمہارے لئے بھی گھر والوں اور تمہارے قوم و قبیلہ کے لئے بھی اور جس سے مسلمانوں کو بھی فائدہ پہونچے۔ ایسی ہی بات چاہو کہ تم بھی زندہ رہو تمہارے ساتھ ہم بھی زندہ رہیں۔

معززین کوفہ۔ تم اس کے اہل نہیں اور نہ خدا کی نافرمانی کے تمھاری اطاعت کی جا سکتی ہے۔

معاویہ:۔ کیا شروع ہی میں میں نے تمہیں خدا سے ڈرنے اس کی اور اس کے پیغمبر کی اطاعت کرنے کو نہیں کہا تم سب مل کر اللہ کی رسی کو پکڑو اور پراگندہ نہو۔

معززین کوفہ:۔ نہیں بلکہ تم نے ہمیں متفرق و پراگندہ اور پیغمبر کے لائے ہوئے احکام کے خلاف عمل کرنے کا حکم دیا۔

معاویہ:۔ اچھا اب میں حکم دیتا ہوں۔ اگر میں نے ایسا کیا تو میں خدا سے توبہ کرتا ہوں اور تمہیں اس سے ڈرنے اور اس کے پیغمبر کی اطاعت کرنے جماعت میں شامل رہنے

افتراق و پراگندگی سے بچنے کو کہتا ہوں نیز یہ کہ تم اپنے امام و پیشوا کی عزت و توقیر کرو اور جتنا ہو سکے اُن کی خیر خواہی کرو۔

معززین کوفہ:۔ ہم بھی تم سے کہتے ہیں کہ تم اپنی گورنری سے ہٹ جاؤ کیونکہ مسلمانوں میں بہت سے ایسے افراد ہیں جو تم سے زیادہ اس منصب کے سزاوار ہیں۔

معاویہ:۔ وہ کون؟

معززین کوفہ:۔ وہ جس کا باپ اسلام میں تمہارے باپ سے زیادہ ثابت قدم اور خود تم سے زیادہ بہتر اسلام والا تھا۔

معاویہ:۔ ہو سکتا ہے کہ کسی کا اسلام میرے اسلام سے زیادہ اچھا ہو لیکن اس زمانہ میں جتنا مضبوط و قوی میں ہوں دوسرا کوئی نہیں اسو بخوسمجھو اور مناسب بات کہو۔

معززین کوفہ:۔ تم ہرگز اس کے سزاوار نہیں۔

معاویہ:۔ خداوند عالم بہت سی صورتوں سے عذاب میں مبتلا کرتا ہے مجھے پورا اندیشہ ہے کہ تم لوگ شیطان کی پیروی کر رہے ہو اور یہ پیروی تمہیں ذلت کی جگہ میں پہونچادیگی۔

معززین کوفہ:۔ ملکر معاویہ پر ٹوٹ پڑے ڈاڑھی اور سر پکڑ کر جھٹکے دیئے اور انھیں بری طرح جھنجھوڑ ڈالا۔

معاویہ:۔ ٹھہرو ٹھہرو یہ کوفہ نہیں ہے۔ اگر شام والے جنکا میں حاکم ہوں تمہاری اس حرکت کو دیکھ لیں تو تمہیں جان سے مار ڈالیں گے

اور میں انھیں روک بھی نہیں سکونگا۔ خدا کی قسم اب میں زندگی بھر تمہارے پاس نہ آؤنگا اس کے بعد انھوں نے حضرت عثمان کو لکھا۔

"آپ نے ایسے لوگوں کو میرے پاس بھیجا ہے جو باتیں تو شیاطین کی زبانوں میں کرتے ہیں اور دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ یہ سب قرآنی باتیں ہیں اور لوگوں کو شک و شبہ میں ڈال دیتے ہیں ان لوگوں نے کوفہ کے بہت سے لوگوں کو تو بگاڑ ہی ڈالا ہے اگر یہ شام میں زیادہ دن ٹکے تو مجھے اندیشہ ہے کہ اپنے سحر اور فسق و فجور کے ذریعہ یہاں کے لوگوں کو بھی غارت کر دینگے آپ انھیں کوفہ واپس بھجوا دیجئے ان کی ژود گاہ خود ان کا اپنا شہر ہونا چاہیے جہاں کے نفاق نے جنم لیا ہے۔" والسلام

حضرت عثمان نے کوفہ واپس جانے کی اجازت دے دی معاویہ نے ان لوگوں کو کے پاس بھیجدیا کوفہ آکر ان لوگوں نے پہلے سے بھی زیادہ کھل کر سعید اور حضرت عثمان پر اعتراضات شروع کر دئے۔

سعید نے پھر حضرت عثمان سے فریاد کی حضرت عثمان نے سعید کو لکھا کہ ان لوگوں کو عبدالرحمان بن خالد بن ولید کے پاس بھیجدو جو اس زمانہ میں حمص کا گورنر تھا اور مالک اشتر اور ان کے اصحاب کو خط لکھا۔

"میں نے تم لوگوں کو حمص کی طرف روانہ کیا ہے میرا یہ خط

پہونچتے ہی تم لوگ روانہ ہوجانا تم لوگ اسلام اور اہل اسلام کو نقصان ہی پہونچانے پر تلے ہوئے ہو"

مالک اشتر نے یہ خط پڑھ کر بارگاہ الہی میں ہاتھ اٹھائے اور عرض کی۔

"خداوندا رعیت کے ساتھ جو زیادہ برا سلوک کر رہا ہے اور جو سب سے زیادہ تیری نافرمانی کا مرتکب ہو رہا ہے اس پر جلد اپنا عذاب نازل فرما"

مالک اشتر اپنے ساتھیوں سمیت حمص پہونچے عبدالرحمان اُن سے بہت بدتمیزی سے پیش آیا انھیں بہت گالیاں اور دھمکیاں دیں اور کہا۔

"اے شیطان کے کھلونو! نہ تم کشادہ جگہ آئے نہ عزیزوں میں پہونچے شیطان تو تھک گیا مگر تمہاری سرگرمیاں جاری ہیں خدا عبدالرحمان کو سرنگوں کرے اگر وہ تمہاری اتنی تادیب نہ کرے کہ تمھیں ٹھکا مارے مجھے پتہ نہیں کہ تم لوگ عرب ہو یا عجم تم لوگ میرے متعلق ویسی باتیں نہ کرنا جیسا کہ معاویہ سے کیا کرتے تھے میں خالد بن ولید کا لڑکا ہوں آزمایا اور پرکھا ہوا ۔ اسی طرح اور بہت کچھ باتیں اس نے کہیں اور سخت سست سنائیں پھر انھیں بہت خراب جگہ ٹھہرایا بہت مختصر رقم بطور وظائف کے دی جب بھی کہیں گھوڑے پر سوار ہو کر نکلتا انھیں پاپیادہ اپنے ساتھ چلنے پر مجبور کرتا ایک مہینہ کے بعد جب عبدالرحمان کو یقین آگیا کہ ان لوگوں کے خیالات میں تبدیلی آچکی ہے سارا جوش و ولولہ ختم ہو چکا ہے انھیں مدینہ جانے کی اجازت دیدی۔

ادھر کوفہ میں سعید کی بے عنوانیاں اپنے شباب پر پہونچ چکی تھیں جن

سے عاجز ہو کر تمام کوفہ والوں نے اس کے خلاف محاذ قائم کر لیا اور مسجد
میں سب اکٹھا ہو گئے یزید بن قیس اس ہنگامے میں پیش پیش تھے
قعقاع نے سعید کی طرف سے گرفتار کر لیا پھر اُن سے قول و قرار لیکر چھوڑ
یزید نے ایک شخص کو اجرت دیکر تیار کیا کہ وہ جتنا جلد ہو سکے مالک
کے پاس جائے یہاں کے حالات سے انھیں آگاہ کرے۔ یزید بن قیس
نے خط میں لکھا۔

"یہ خط دیکھتے ہی تم لوگ فوراً کوفہ پہونچو شہر کے تمام باشندے
ہمارے ساتھ ہو گئے ہیں"

وہ شخص تیزی سے منزلیں طے کرتا ہوا حمص پہونچا اور مالک اشتر
اور اُن کے ساتھیوں سے ملکر یزید کا خط پہونچایا۔
مالک اشتر اسی وقت کوفہ کے لئے چل پڑے اُن کے ساتھی بھی
ہمراہ روانہ ہوئے عبدالرحمان کو جب ان لوگوں کی روانگی کی خبر ملی تو
کی تلاش میں آدمی دوڑائے مگر ان آدمیوں کو ناکامی ہوئی۔ دو چار دن
ہی گذرے ہوں گے کہ مالک اشتر دفعتہً کوفہ میں داخل ہو گئے اور
مسجد میں پہونچے سارا مجمع اُن کی طرف دوڑ پڑا مالک نے لوگوں کو سکون
طمانیت کی تلقین کی اور ہنگامہ سے روکا اس وقت تک جب تک کہ وہ
مدینہ جاکر حضرت عثمان سے مل نہ آئیں اور سعید کے بارے میں گفتگو
کرلیں پھر انھوں نے ستر سواروں کو ساتھ لیا اور مدینہ چل پڑے مدینہ
پہونچکر حضرت عثمان سے ملے اور اُن سے سعید کے ظلم و زیادتی کی شکایت

کی اور بتایا کس طرح مسلمانوں کے بیت المال اور معاملات میں وہ من مانی حرکتیں کر رہا ہے انھوں نے اصرار کیا کہ جس طرح بھی ہو سعید کو کوفہ کی گورنری سے ہٹا دیجئے۔ حضرت عثمان نے وعدہ کر لیا کہ جلد ہی ہٹا دونگا اشتر حضرت عثمان سے رخصت ہو کر کوفہ ہی میں مقیم اس انتظار میں رہے کہ کب سعید وہاں سے ہٹایا جاتا ہے۔

مالک اشتر اور اُن کے ساتھیوں کو بہت دن رک جانا پڑا قیام کی مدت جتنی بڑھتی گئی اتنا ہی یہ لوگ دل تنگ ہوتے گئے روپے پیسے بھی جو ساتھ لے کے چلے تھے سب ختم ہو گئے ان لوگوں نے حضرت عثمان سے پھر اصرار کیا کہ سعید کو جلدی کوفہ سے ہٹائیے حضرت عثمان نے اپنے تمام گورنروں کو اپنے پاس طلب کر لیا۔ عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح مصر سے آیا معاویہ شام سے پہونچے عبد اللہ بن عامر بصرہ سے سعید بن عاص کوفہ سے آیا یہ تمام گورنر کئی دن تک مدینہ میں مقیم رہے حضرت عثمان نے ان لوگوں کو واپسی کی اجازت نہیں دی اس ڈر سے کہ دیگر عمال جب اپنے شہروں کو جائینگے تو سعید بھی کوفہ جانا چاہے گا اور سعید کے متعلق وہ مالک اشتر سے وعدہ کر چکے تھے کہ معزول کر دینگے۔ پھر ان کو یہ بھی گوارا نہ تھا کہ سعید کو معزول کریں کیونکہ سعید اُن کا قریبی رشتہ دار بھی تھا اور ہم خیال بھی۔ اتنی دیر ہو گئی کہ ہر صوبہ سے شکایتی خط پہونچنے لگے کہ یہاں کے امور گورنر کے بغیر معطل پڑے ہوئے ہیں اسوقت حضرت عثمان نے اپنے تمام عاملوں کو گھر میں جمع کیا اور کہا۔

"ہر شخص کے کچھ پوچھ تاچھ کرنے والے اور خیر خواہ ہوتے ہیں تم لوگ

ہمارے مدبر، خیر خواہ اور بھروسہ کے آدمی ہو۔ لوگوں نے جو ہنگامے برپا کر رکھے ہیں وہ تمہیں معلوم ہی ہیں ان لوگوں کا مطالبہ ہے کہ میں اپنے عاملوں کو معزول کردوں اور پھر اس بات سے باز رہوں جسے وہ ناپسند کرتے ہیں تم لوگ اس موقع پر ہمیں مشورہ دو کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔

معاویہ:۔ مجھے اپنے سپاہیوں پر بھروسہ ہے۔

عبداللہ بن عامر:۔ ہر گورنر اپنے اپنے یہاں کی ذمہ داری لے میں اپنے یہاں کی ذمہ داری لیتا ہوں۔

عبداللہ بن سعد:۔ عوام کی خاطر کسی گورنر کی معزولی اور کسی دوسرے کا تقرر زیادہ اہم نہیں۔

سعید بن عاص:۔ اگر آپ نے ایسا کیا تو پھر اہل کوفہ جسے چاہینگے گورنر بنائینگے جسے چاہینگے معزول کرینگے وہ سب مسجد میں اکٹھا ہیں سوا باتیں کرنے کے اُن کا کوئی مشغلہ نہیں آپ ان لوگوں کو سرحدوں پر بھیجدیجئے وہاں ہر شخص لڑنے بھڑنے میں مصروف ہوگا دیگر معاملات پر سوچنے کی اُسے فرصت ہی نہیں ملے گی۔

حضرت عثمان:۔ ٹھیک کہتے ہو یہی رائے مناسب ہے۔

عمرو عاص بھی کہیں چھپے کان لگائے ان باتوں کو سن رہے تھے وہ وہاں سے افسوس کرتے ہوئے مسجد میں پہونچے طلحہ و زبیر نے انھیں دیکھتے ہی کہا عمرو عاص ادھر آنا۔ عمرو عاص قریب پہونچے اور کہا فرمائیے۔

طلحہ و زبیر: کیا خبر ہے؟

عمرو عاص: بہت بری خبر ہے۔ عثمان نے جتنی بھی برائیاں ہو سکتی تھیں خود بھی کیں اور دوسروں کو بھی حکم دیا۔

اتنے میں مالک اشتر مسجد میں آتے نظر پڑے مجمع نے پکار کر کہا۔

مالک ادھر آنا۔

مالک اشتر قریب آئے کہو کیا بات ہے؟

مجمع: تمہیں کچھ معلوم ہوا؟

مالک کیا ہوا؟

مجمع تمہارا گورنر پھر تمہارے یہاں واپس بھیجا جا رہا ہے اور اسکو عثمان نے حکم دیا ہے کہ تم لوگوں کو سرحدی محاذ پر لڑنے بھیجدیا جائے۔

مالک۔ نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے پیسے بالکل ختم ہو گئے سواری بھی ڈھنگ کی نہیں ورنہ میں اس سے پہلے ہی کوفہ پہونچ جاتا پھر اسے کوفہ میں گھسنے ہی نہیں دیتا۔

طلحہ و زبیر: جو ضرورت ہو ہم سے کہو ہم تمہیں دینگے۔

مالک: ہو سکے تو ایک لاکھ درہم ہمیں قرض دیجئے۔

طلحہ: میں پچاس ہزار دیتا ہوں۔

زبیر: میں بھی اتنا ہی دونگا۔

مالک نے دونوں سے روپے لیکر اپنے ساتھیوں میں تقسیم کئے اور خود انتہائی تیز روی کے ساتھ کوفہ روانہ ہوئے اور سعید بن عاص سے

پہلے پہونچ گئے وہ مسجد اعظم میں آئے منبر پر گئے تلوار ابھی تک گردن
لٹک رہی تھی انھوں نے منبر پر جا کر کہا۔
"لوگو! تمہارا گورنر جس کے ظلم و تعدی سے تم انتہائی نالاں تھے اور
جس کی بدکرداری پر ناراض تھے دوبارہ تم پر مسلط کردیا گیا ہے اور
اس کو حکم دیا گیا ہے کہ تمہیں محاذ جنگ پر بھیجدیا جائے تم لوگ اس بات
کا قول و قرار کرو کہ سعید کو کوفہ میں گھسنے نہیں دیا جائے گا۔
سارے مجمع نے ایک ایک کر کے مالک سے عہد و پیمان کیا یہاں تک کہ
ان کی تعداد ۹ ہزار تک جا پہونچی۔
مالک اشتر اس پورے مجمع کو ساتھ لے کر کوفہ سے آگے بڑھے مقام
واقصہ یا جرعہ میں سعید سے مڈبھیڑ ہوئی اشتر نے چیخ کر کہا ہمیں
تمہاری ضرورت نہیں تم واپس جاؤ۔ سعید کے بدن میں خوف و دہشت سے
تھرتھری پڑ گئی اور چاہا کہ پلٹ جائے مگر غلام نے بہکایا اور کہا کہ واپسی
نامناسب بات ہوگی اشتر نے تلوار گھمائی اور سعید بدحواسی کے عالم میں
مدینہ واپس گیا۔ اشتر کوفہ واپس آئے اور حضرت عثمان کو لکھا "ہم نے
سعید کو محض اس وجہ سے واپس کیا کہ وہ آپ کے کام کو غارت کر رہا
تھا آپ اس کے علاوہ جس کو چاہئے گورنر مقرر کر کے بھیج دیجئے حضرت
عثمان نے لکھا کہ عمر کے زمانہ میں تم لوگوں کا جو گورنر رہا ہو اسی کو گورنر
بنا لو۔ معلوم ہوا کہ حضرت عمر کے زمانہ میں ابو موسیٰ اشعری گورنر تھے
کوفہ والوں نے انھیں گورنر بنا لیا اور اپنے معاملات انکے سپرد کردئے۔

اشتر بروز دار

یوم الدار (یعنی جس دن حضرت عثمان اپنے گھر میں محصور کر کے
ڈالے گئے) مشہور دن ہے اسی دن حضرت عثمان مارے گئے اور
دن کے نتائج میں جمل و صفین و نہروان کی لڑائیاں پیش آئیں بیشمار
ہلاک ہوئے ہزاروں ہزار مسلمان موت کے گھاٹ اترے۔ یہ
قعہ خالص دینی واقعہ ہونے سے کہیں زیادہ سیاسی واقعہ ہے اگرچہ
بی و دینی اسباب و عوامل سے بھی پوری طرح خالی نہیں بلکہ شروع شروع
یہ خالص مذہبی مسئلہ تھا اور آخر تک مذہبی معاملہ ہی رہتا اگر سیاسی پارٹیاں
میں نہ شامل ہو گئی ہوتیں اور سیاست نے اس واقعہ میں پوری گنجائش
ی اور خم ٹھونک کر پھاند پڑی اور اپنا کام نکلتے دیکھ کر خوب خوب
نگے ہاتھ رنگے۔

اس واقعہ کے کون کون ہیرو تھے جنھوں نے ہر مرحلہ پر پوری مہارت
ر سرگرمی سے اپنا پارٹ ادا کیا ان کو معلوم کرنا مشکل نہیں وہ تین تھے
ر محض تین ان کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ طلحہ و زبیر اور ام المومنین عائشہ
اگرچہ معاویہ نے بھی ان ہنگاموں میں کافی حصہ لیا اور حضرت عثمان کی مدد
رنے پر ان کے خون میں شریک ہوئے لیکن وہ ان تینوں میں سے
ی کے برابر نہیں پہونچے۔ ان لوگوں نے تو اپنے تمام وسائل صرف
دیئے تھے اور حضرت عثمان کے خلاف فتنہ کی آگ بھڑکانے میں اپنا

تمام توانائیوں سے کام لیا۔

ہم اپنے موضوع کی مناسبت سے مختصر طور پر ان واقعات کا ذکر کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو اندازہ ہو سکے کہ یہ تینوں حضرات عثمان کے معاملہ میں کس حد تک آگے بڑھ گئے تھے اُن کے خلاف کیسی کیسی تدبیروں کی گئیں اور ان سازشی کاروائیوں کو مذہبی رنگ دیکر مسلمانوں سے کس کس طرح دھوکا فریب کیا گیا اور اُن کے مذہبی جذبات سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی گئی۔

طبری نے روایت کی ہے کہ کچھ مسلمانوں نے مجتمع ہو کر حضرت عثمان کے افعال و اعمال کا آپس میں تذکرہ کیا رائے ہوئی کہ کسی کو حضرت عثمان کے پاس بھیجا جائے جو جا کر ان سے گفتگو کرے اور اُن کی طرف سے جو زیادتیاں عمل میں آئی ہیں انھیں گنائے طے ہوا کہ عامر بن عبد قیس جائیں وہ حضرت عثمان کے پاس پہونچے اور کہا۔

عامر بن قیس:۔ کچھ مسلمانوں نے آپ کے اعمال و افعال کی چھان بین کی اور اس نتیجہ پر پہونچے کہ آپ نے بہت سے قابل اعتراض افعال کئے ہیں آپ خدا سے ڈریئے توبہ کیجئے اور ان باتوں سے باز رہئے

حضرت عثمان:۔ اس شخص کو دیکھو جسے لوگ قاری بتاتے ہیں یہ میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے بکواس اور رکیک باتیں کرتا ہے اسے خدا کی قسم یہ بھی نہیں معلوم کہ خدا کہاں ہے۔

عامر بن قیس:۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں ہے؟

عثمان :۔ ہاں! بخدا تم نہیں جانتے کہ خدا کہاں ہے؟

عامر بن قیس :۔ میں خدا کی قسم جانتا ہوں۔ کوئی شک نہیں کہ اللہ آپ کی گھات میں ہے۔

عثمان :۔ نے چیخ کر کہا نکل جاؤ میرے گھر سے۔

عامر :۔ ذلیل و خوار ہو کر حضرت عثمان کے گھر سے نکلے اصحاب پیغمبر کی خدمت میں آئے اور اُن سے سارا واقعہ بیان کیا اصحاب انتہائی غضبناک ہوئے انھوں نے بقیہ اصحاب پیغمبر کو جو مدینہ سے دور سرحدوں پر مقیم تھے خط لکھا "اما بعد آپ لوگ مدینہ سے باہر اس لئے تشریف لے گئے ہیں کہ دین محمد کی اشاعت اور سربلندی کیلئے راہ خدا میں جہاد کریں مگر آپ جسے مدینہ میں چھوڑ گئے ہیں اس نے دین محمد کو غارت کر دیا۔ اور پس پشت ڈال دیا ہے جلد آئیے اور دین محمد کو استوار کیجیے (تاریخ طبری جلد ۵ ص۱۱۵)

یہ خط پا کر لوگوں کے دل تڑپ اٹھے وہ ہر جانب سے دوڑ پڑے اور حضرت علی کے پاس اکٹھا ہوئے آپ سے انتہائی اصرار کیا کہ آپ جا کر عثمان سے ملیں اور انھیں اس ظلم و زیادتی سے باز آنے پر مجبور کریں حضرت عثمان نے بہت سی ایسی حرکتیں کی تھیں جو نہ رسول اللہ کے زمانہ میں دیکھی گئیں نہ ابو بکر و عمر کے زمانہ میں جیسے

(۱) انھوں نے حکم بن عاص اور عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو مدینہ واپس بلا لیا حالانکہ رسول اللہ نے ان دونوں کو مدینہ سے نکال باہر کیا تھا۔

(۲) ہرمزان کا خون رائیگان جانے دیا اور عبید اللہ بن عمر سے اس کا

قصاص نہیں لیا۔

(۳) جناب ابوذر اور انھیں جیسے دوسرے عظیم المرتبت صحابیوں کو مدینہ سے نکال باہر کیا جناب عمار یاسر کی اتنی زد و کوب کی کہ موت کے قریب پہونچ

(۴) اکابر اصحاب پیغمبر کو نظر انداز کر کے اپنے خویش و اقارب کو جن میں کبھی فاسق و بدکار تھے مسلمانوں کی گردنوں پر مسلط کر دیا حالانکہ انھیں پیغمبر کی صحبت ہی کا شرف حاصل تھا نہ کسی قسم کا تجربہ ہی

(۵) قبیلہ جہنیہ کی ایک عورت کو جس نے چھ مہینہ پر بچہ جنا تھا سنگسار کر ڈالا حضرت علی نے انھیں ٹوکا بھی کہ آپ نے اس کو رجم کرنے کا کیسے حکم دیا جبکہ ارشاد الٰہی ہے وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا حضرت عثمان نے اپنی غلطی کا اعتراف بھی کیا اور دیت دی دوڑائے مگر معلوم ہوا کہ عورت سنگسار کی جا چکی ہے اور اس کے شوہر نے بھی اعتراف کر لیا کہ لڑکا میرا ہی ہے۔

(۶) حالت قصر میں پوری نماز پڑھی۔

(۷) مسلمانوں کے اموال میں ناجائز تصرفات کئے سر بفلک محلات بنائے بڑی بڑی جائدادیں کھڑی کیں اور پیغمبر کے قرابتداروں اور ایتام و مساکین کو محروم کر کے خاندانی جاگیریں بنائیں اسی قسم کی اور بہت سی حرکتیں ان سے سرزد ہوئی تھیں جو دیدہ و شنیدہ۔ انھیں باتوں نے اصحاب پیغمبر کے مذہبی جذبات کو بھڑکا دیا ان کے عقائد کو صدمہ پہونچایا اور انھیں مجبور کیا کہ عثمان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ ان لوگوں نے حضرت امیر المومنین سے اصرار کیا کہ آپ جا کر عثمان سے ملیں اور ان حرکتوں سے باز رکھنے کی کوشش

کریں۔ امیر المومنین کے لئے ممکن نہ ہوا کہ اصحاب پیغمبر کی متفقہ درخواست ٹھکرا دیں اور عثمان کے پاس نہ جائیں۔

آپ عثمان کے پاس پہونچے اور فرمایا۔

"لوگ میرے پیچھے ہیں انھوں نے مجھ سے آپ کے بارے میں بہت سی باتیں کہی ہیں میری کچھ میں نہیں آتا کہ میں آپ سے کیا کہوں کون سی بات آپ نہیں جانتے جو ہم جانتے ہیں وہ آپ کو بھی معلوم ہے آپ نے بھی پیغمبر کو دیکھا اور پیغمبر کی صحبت میں رہے۔

ابوبکر و عمر حق پر عمل کرنے کے آپ سے زیادہ حقدار نہ تھے آپ تو رسول اللہ سے خاندانی قرابت بھی ہو بخشی۔ ہے آپ اللہ سے ڈریئے اپنی جان کا خیال کیجئے آپ اندھے نہیں کہ آپ کو راہ سجھائی جائے نہ جاہل ہیں کہ بتایا جائے راستہ واضح ہے اور دین کی نشانیاں قائم ہیں۔ عثمان! آپ جانتے ہی نہیں کہ خدا کے نزدیک بزرگان خدا میں سب سے افضل وہ امام ہے جو عدل گستر، ہدایت یافتہ اور ہدایت کرنے والا ہو معلوم و متعین سنت کو قائم کرے بدعت کو مردہ کرے میں نے پیغمبر خدا کو ارشاد فرماتے سنا ہے۔

"بروز قیامت ظالم امام خدا کے حضور اس طرح لایا جائے گا جس کا نہ کوئی مددگار ہوگا نہ اس کی طرف سے معذرت کرنے والا وہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور جہنم میں اس طرح چکر کھائے گا جس طرح چکی چکر کھاتی ہے پھر جہنم کی گہرائیوں میں جا بیٹھے گا میں خداوند عالم کے

سطوت و دبدبہ اور اس کے عذاب سے آپ کو ڈراتا ہوں بے
خدا کا عذاب بڑا ہی دردناک ہوگا۔

حضرت عثمان :- آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں خدا کی قسم مجھے سب
معلوم ہے بخدا اگر آپ میری جگہ ہوتے تو میں آپ کی کوئی سرزنش
نہ کرتا نہ آپ کو آپ کے حال پر چھوڑ دیتا نہ آپ کو عیب لگاتا اگر
نے صلہ رحم کیا اپنے عزیزوں کی احتیاج دور کی کسی گم شدہ کو پناہ د
اور اپنے لوگوں کو گورنر مقرر کیا تو کوئی ناپسندیدہ بات نہیں کی حضرت عمر بھی تو
لوگوں کو پہلے مقرر کر چکے ہیں میں آپ کو قسم دیکر پوچھتا ہوں آپ جا
ہیں کہ مغیرہ یہاں نہیں ہیں۔

حضرت علی ہاں۔

عثمان آپ کو معلوم ہے کہ عمر نے انھیں گورنر مقرر کیا تھا۔

حضرت علی۔ ہاں۔

عثمان۔ پھر میں نے اگر عبد اللہ بن عامر کو صلہ رحم کرتے ہوئے
اور اس کی رشتہ داری کا خیال کرتے ہوئے گورنر مقرر کیا تو آپ کیوں
میری ملامت کرتے ہیں؟

حضرت علی۔ میں بتاؤں کیوں؟ حضرت عمر جس کسی کو گورنر مقرر کرتے
اگر اس کے متعلق کوئی بھی شکایت سنتے تو اسے روند ڈالتے پھر انتہا
پہونچا دیتے آپ ایسا نہیں کرتے آپ کمزوری کا اظہار کرتے ہیں اپنے عزیز
سے نرمی برتتے ہیں۔

عثمان :۔ وہ آپ کے بھی تو عزیز ہیں۔

حضرت علی :۔ ٹھیک ہے وہ میرے عزیز ہیں مگر افضل دوسرے لوگ ہیں۔

عثمان :۔ آپ کو معلوم ہے کہ عمر نے معاویہ کو پورے شام کے علاقہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔

حضرت علی ۔ ہاں۔

عثمان :۔ میں نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔

حضرت علی :۔ سچ بتائے کیا آپ کو یہ معلوم نہیں کہ معاویہ حضرت عمر سے اتنا نہیں ڈرتے تھے جتنا عمر کے غلام یرفا سے ڈرتے تھے۔

عثمان :۔ ہاں۔

حضرت علی :۔ لیکن معاویہ آپ کو بغیر خبر کئے جو چاہتے ہیں کر گزرتے آپ کو خبر ملتی ہے آپ خاموش رہتے ہیں۔ معاویہ لوگوں سے کہتے ہیں عثمان کا یہی حکم ہے آپ کچھ نہیں کرتے۔

حضرت عثمان کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ اپنی غلطیوں کا اقرار کرلیں اور خداوند عالم سے توبہ کریں۔ حضرت علی راضی اور مطمئن ہوکر ان کے پاس سے اُٹھے دروازہ پر بہت سے لوگ جن میں صحابہ کرام بھی تھے حضرت علی کی واپسی کے منتظر تھے آپ نے اُن سے عثمان کی ندامت اور ناپسندیدہ کاموں سے باز آنے کے وعدہ کا ذکر کیا لوگوں نے اطمینان کی سانس لی اور امیر المؤمنین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے واپس ہوگئے۔

امیر المومنین اور عثمان کی یہ باتیں مروان بن حکم کو پسند نہ آئیں
نے حضرت عثمان کو مجبور کیا کہ وہ مسجد میں چل کر صحابہ کرام کو زجر و توبیخ
ڈانٹ ڈپٹ کریں کہ اسی طرح اُن کی ہنگامہ آرائیوں کا سد باب ہوگا
دوسرے لوگ بھی ڈر جائینگے پھر کسی کو ان پر جسارت و جرأت کی
نہ ہوگی۔

حضرت عثمان بہت ہی سادہ لوح اور انتہائی حد تک کمزور ارادہ
انسان تھے قوت ارادی اُن میں نام کو نہ تھی وہ مروان کے اصرار
مجبور ہو گئے کہ مسجد میں اصحاب رسول کو دھمکیاں دیں انھیں سخت سست
کہیں اور عذاب و عتاب سے ڈرائیں۔

حضرت عائشہ کو جب معلوم ہوا کہ عثمان مسجد میں آئے ہیں تو
نے پیغمبر کی قمیص نکالی اور تیزی سے مسجد کی طرف روانہ ہوئیں جیسے ہی عثمان
اپنی تقریر شروع کی انھوں نے دیوار سے پیغمبر کی قمیص لٹکائی اور با
"گروہ مسلمین! یہ پیغمبر کا پیراہن ہے جو ابتک بوسیدہ نہیں ہوا ہے
سنت پیغمبر عثمان کے ہاتھوں کہنہ و بوسیدہ ہو گئی"!

حضرت عائشہ کی یہ آواز سنکر مجمع میں ایک ہلچل پیدا ہوگئی لوگ آپ
بلند عثمان کو برا بھلا کہنے لگے مسجد میں ہنگامہ برپا ہو گیا عثمان اپنی تقریر
نہ رکھ سکے اور شکستہ خاطر ہو کر منبر سے یہ کہتے اتر آئے۔

"خدا ان عورتوں کے مکر و فریب سے میری جان بچائے بے شک
کا مکر و فریب بہت برا ہے"۔

گردن جھکائے اپنے گھر کی طرف گئے اور کئی دن تک لوگوں کے سامنے نہ آئے البتہ اس عرصہ میں انھوں نے اپنے گورنروں کو حکم بھیجا کہ جلد آکر ہم سے مدینہ میں ملاقات کرو۔ اُن کے آنے پر کہا۔

"تمام لوگ میرے خلاف ہو گئے ہیں تم لوگ مشورہ دو کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟

معاویہ :۔ میری رائے تو یہ ہے کہ آپ ہر صوبہ کے گورنر کو حکم دیجئے کہ وہ اپنے یہاں کے لوگوں کی ذمہ داری لے میں شام کا ذمہ لیتا ہوں۔

عبداللہ بن عامر :۔ میری رائے یہ ہے کہ لوگوں کو لڑائیوں میں روانہ کر دیجئے میدان جنگ میں پہنچکر ہر شخص کو اپنی ہی جان کے لالے پڑے رہیں گے انھیں اتنی مہلت ہی نہ رہے گی کہ آپ کے خلاف کوئی اقدام کرنے کی سوچیں۔

عبداللہ بن سعد :۔ میری رائے یہ ہے کہ یہ لوگ لالچی ہیں انھیں بیت المال سے کچھ دلا کر نرم کر لیجئے۔

عمرو عاص بھی وہاں موجود تھے انھوں نے کہا میری رائے یہ ہے کہ آپ نے لوگوں پر زیادتیاں کی ہیں لہذا اب انصاف پر کمر باندھ لیجئے اور انصاف کرنا نہیں چاہتے تو معزول ہونے پر تیار رہیں۔

حضرت عثمان :۔ نے بگڑ کر کہا۔ کیا خوب یہی تمہاری رائے ہے۔

حضرت عثمان نے اپنے عاملوں کو اپنی جگہوں پر واپس جانے کا حکم دیا اور تاکید کی کہ اپنے اپنے یہاں کے لوگوں پر خوب سختی کریں اور

انھیں مجبور کر کے جنگ کی طرف بھیجیں ساتھ ہی ساتھ آپ نے یہ بھی لکھا کہ مسلمانوں کے وظائف بند کر دیئے جائیں تاکہ وہ بے بس ہو کر آپ کے مطیع و محتاج رہیں (کتاب الانساب بلاذری جلد ۵ ص ۴۳ تاریخ طبری جلد ۵ تاریخ کامل وغیرہ)

یہ عمال و حکام اپنی اپنی علمداریوں میں پہونچے اور لوگوں پر انتہائی سختی کرنا شروع کی۔ صحابہ کرام کے خطوط ہر شہر و صوبہ میں پہلے ہی پہونچ چکے تھے خصوصاً طلحہ و زبیر کے خطوط۔ ان دونوں نے لوگوں کو عثمان کے خلاف برانگیختہ کرنے میں اپنی سرگرمیاں اور تیز کر دیں ان کے اعمال و افعال کی خوب خوب تشہیر کرتے صحابہ کرام نے مصر والوں کو جو خط بھیجا تاریخ کے صفحات پر آج تک محفوظ ہے انھوں نے لکھا تھا۔

"مہاجرین اولین اور بقیہ ارکان شوریٰ کی جانب سے مصر میں مقیم صحابہ کرام اور تابعین کے نام آپ لوگ جلد مدینہ آیئے اور قبل اس کے کہ خلافت پیغمبر حقداروں کے ہاتھ سے نکلے اس کا تدارک کیجئے کیونکہ کتاب خدا الٹ پلٹ دی گئی ہے سنت رسول میں الٹ پھیر کر دیا گیا ہے اور ابوبکر و عمر کے احکام بدل دیئے گئے۔ بقیہ اصحاب پیغمبر اور نیکوکار تابعین جو قرآن کی تلاوت کرتے ہیں انھیں ہم خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ وہ ہم تک پہونچیں ہمارا حق وصول کر کے ہمیں دیدیں اگر آپ لوگ خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تو جلد ہم تک پہونچئے اور حق کو سیدھی راہ پر کر دیجئے جس سیدھی راہ پر آپ کے پیغمبر اور سابق خلفا چھوڑ

تھے۔ ہمارے حق پر غلبہ کر لیا گیا ہمارے خراج پر قبضہ ہو گیا ہمارے اور ہمارے حق کے درمیان دیوار کھڑی کر دی گئی ہے پیغمبر کی جو خلافت رحمت تھی آج جابر و قاہر حکومت ہو گئی ہے کہ حاکم جو پاتا ہے چٹ کر جاتا ہے۔"

(الامامۃ والسیاستہ جلد ۱ ص ۳۲)

یہ خط جس لب و لہجہ میں لکھا گیا ہے ظاہر ہے کہ اس کو پڑھنے کے بعد لوگوں کے مذہبی جذبات میں ہلچل پیدا ہونا لازمی تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا کبھی عوام الناس اپنے اپنے یہاں کے عاملوں کے ظلم و جور فسق و فجور اور حضرت عثمان کے اُنکی طرف سے آنکھ بند کئے رہنے سے پہلے ہی سے تنگ اور عاجز تھے مہاجرین و انصار کے اس خط نے اُن کے سینوں میں اور آگ لگا دی۔ چنانچہ یمن سے کچھ لوگوں کا وفد غافقی بن حرب عکی کی قیادت میں۔ بصرہ کا ایک وفد حکیم بن جبلہ عبدی کی قیادت میں اسی طرح کوفہ کا ایک وفد مالک اشتر کی قیادت میں مدینہ روانہ ہوا۔ یہ تینوں وفود مدینہ پہونچے اور مدینہ کے مضافات میں فروکش ہوئے یہاں سے متفقہ طور پر حضرت عثمان کو ایک خط روانہ کیا گیا جس میں یہ تحریر تھا۔

"جان لیجئے کہ خداوند عالم اس قوم کی حالت کبھی نہیں بدلتا جو خود اپنی حالت بدلنے پر تیار نہ ہو۔ ہم خدا کا واسطہ دیتے ہیں۔ خدا کا خیال کیجئے۔ آپ دنیا کے مالک ہیں۔ آخرت بھی سمیٹ لیجئے اور آخرت کے حصے کو نہ بھولئے۔ کہ دنیا بھی آپ کے لئے ناساز گار ہو جائے۔

ہم اپنے کاندھوں سے اپنی تلواریں اس وقت تک نہ اتاریں گے جب تک
کھلیں لفظوں میں آپ کی توبہ ہمیں معلوم نہ ہو جائے یا صاف صاف
گمراہی واضح نہ ہو جائے ہماری یہی عرضداشت ہے اور آپ سے
یہی کہنا ہے والسلام (طبری جلد ۵ ص ۱۸۶)

حضرت عثمان اس خط کو پڑھ کر بدحواس ہو گئے انھیں یقین ہو گیا
اب جان بچنے کی نہیں وہ حضرت علیؑ کے پاس پہونچے اور اُن سے
کی کہ ان لوگوں کو سمجھا بجھا کر آپ واپس کر دیجئے انھوں نے لجاجت
کرتے ہوئے کہا۔

"چچا کے بیٹے مجھے بے یار و مددگار نہ چھوڑو۔ مجھے تم سے قریبی
قرابت حاصل ہے میرا حق بھی تم پر بڑا ہے یہ لوگ ہر طرف سے
پر چڑھ دوڑے ہیں اور جلدی مجھ پر یلغار کرنے والے ہیں میں جا
ہوں کہ لوگوں کے نزدیک تمھاری بڑی قدر و منزلت ہے یہ لوگ تمھاری
بات بھی سنتے ہیں میری تمنا ہے کہ تم سوار ہو کر اُن کے پاس جاؤ اور اُن
کو واپس پلٹا دو میں یہ نہیں چاہتا کہ یہ لوگ میرے پاس پہونچیں یا اُن
لوگوں کو مجھ پر جرات ہو۔"

حضرت علیؑ۔ میں آخر کیا کہہ کر انھیں واپس کروں۔

عثمان۔ یہی کہ تم جو مشورہ دو گے میں کروں گا اور تمہارے کہنے سے
باہر نہیں ہوں گا۔

حضرت علیؑ۔ میں کئی مرتبہ آپ کی طرف سے بات کر چکا ہوں مگر میں

کہتا ہوں آپ کچھ کہتے ہیں۔ آپ میری باتوں کو ٹھکرا کر مروان بن حکم سعید بن عاص۔ ابن عامر۔ اور معاویہ کی باتوں پر عمل کرتے ہیں۔

حضرت عثمان نے پھر لجاجت کرتے ہوئے کہا۔

"اب میں ان لوگوں کی باتیں نہیں مانونگا آپ جو کہیں گے وہی کرونگا لہٰذا آپ ضرور جاکر ان لوگوں سے ملئے"

حضرت علی اُٹھ کھڑے ہوئے مہاجرین وانصار کو بھی اپنے ساتھ لیا اور بلوائیوں کے کیمپ میں پہونچے مالک اشتر اور دوسرے عمائد کو اس بات پر راضی کرلیا کہ وہ اپنے اپنے مقامات کو واپس جائیں اس طرف عثمان ان کی شکایتوں کو دور اور اُن باتوں سے اجتناب کریں جن سے ان لوگوں کی ... ہے وہ سب کے سب اپنے اپنے گھروں کو واپسی پر تیار ہو گئے اور آپ نے عثمان سے آکر کہا۔

"بہتر یہ ہے کہ آپ لوگوں کے سامنے آئے اور ایک تقریر کیجئے جسے سب سنیں اور اپنے اپنے وطن پہونچکر دوسروں کو سنائیں اور اپنے خلوص قلب پر خدا کو گواہ بنائیے کہ تمام اسلامی ممالک آپ سے برگشتہ ہوچکے ہیں کل کلاں کو ایسا نہ ہو کہ کوفہ یا بصرہ یا مصر سے دوسرا گروہ پہونچے اور آپ مجھ سے کہیں کہ جاکر انھیں سمجھاؤ اور میں عذر کردوں تو آپ کہیں تم نے رشتہ داری کا خیال نہیں کیا اور میرے حقوق کو سبک سمجھا۔ اس فرمائش پر حضرت عثمان نے لوگوں کے سامنے آکر تقریر کی جس میں اپنی کوتاہیوں کا اقرار کیا اُن کے متعلق توبہ استغفار کی اور کہا کہ میں نے

پیغمبر خدا کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ من نزل فلیتب جو شخص لغزش کرے
تائب ہو۔ میں پہلا وہ شخص ہوں جس نے نصیحت قبول کی جب میں اپنے
گھر پہنچوں تو تمہارے معززین ہمارے پاس آئیں اور ہمارے مشورے دیں
کی قسم ہر ایک کو میرے پاس آنے کی اجازت ہوگی میں تم لوگوں کو راضی
بنانے اور خوش کرنے کی کوشش کرونگا۔ مروان اور اس کے عزیزوں
کو اپنے یہاں سے نکال دونگا یہ کہہ کر وہ ڈاڑھیں مار کر رونے لگے ڈاڑھی
آنسوؤں سے تر ہوگئی ان کو روتے دیکھ کر دوسرے لوگ بھی رونے
ہر طرف رونے کی آوازیں بلند ہوئیں حضرت عثمان منبر سے اترے اور
گھر کی طرف روانہ ہوئے گھر پہنچے تو دیکھا کہ مروان سعید بن عاص
اور بنی امیہ کے کچھ اور لوگ بیٹھے ہوئے ہیں یہ لوگ تقریر میں موجود نہیں
تھے ان لوگوں نے عثمان کو آتے دیکھ کر سروقد کھڑے ہو کر تعظیم کی اور
کے سامنے مودب ہو کر بیٹھ رہے مروان نے پوچھا حضور میں کچھ کہوں یا خاموش
رہوں نائلہ زوجہ عثمان نے چیخ کر کہا نہیں تم خاموش ہی رہو خدا کی قسم بلوائی
ان کی جان لے کے رہینگے اور ان کے بچوں کو یتیم بنا دینگے انھوں نے ایسے
عہد و پیمان کئے ہیں جن سے پھرنا کسی طرح مناسب نہیں۔ مروان نے بگڑ
کر کہا تمہیں اس سے کیا سروکار؟ خدا کی قسم تمہارا باپ مر گیا اور اسے اچھی
طرح وضو کرنا بھی نہیں آیا نائلہ نے کہا چپ رہو باپ دادا کے ذکر کو
جانے دو میرا باپ یہاں موجود نہیں اور تم اس پر جھوٹی تہمت باندھتے ہو
تمہارا باپ بھی ہوتا تو وہ ان عثمان کی جان نہیں بچا سکتا تھا خدا کی قسم اگر

تمہارا باپ عثمان کا چچا نہ ہوتا اور اس کے متعلق کہنا سننا اُن کی آزردگی کا باعث نہ ہوتا تو میں تمہارے باپ کا وہ کچا چٹھا سناتی کہ تم جھٹلا نہیں سکتے۔

مروان نے نائلہ کیطرف سے منہ پھیر لیا اور عثمان سے پوچھا حضور! کچھ بولوں یا خاموش رہوں؟

عثمان! کہو کیا کہتے ہو۔

مروان۔ حضور خدا کی قسم اگر آپ کی یہ تقریر اس وقت ہوتی جب آپ ہر طرح محفوظ و مطمئن ہوتے تو سب سے پہلے میں اس پر راضی ہوتا لیکن آپ نے تو یہ تقریر اس وقت کی ہے جب پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے اور توبت انتہا کو پہونچ گئی ہے خدا کی قسم خطا پر جمے رہنا اور دل میں استغفار کر لینا کہیں بہتر و مناسب ہے اس توبہ سے جس میں طرح طرح کے اندیشے ہوں اگر ایسا ہی تھا تو آپ توبہ کر لیتے مگر اپنی خطا کا اقرار نہ کرتے حالت یہ ہے کہ اس وقت آپ کے دروازے پر لوگوں کے ٹھٹ لگے ہوئے ہیں۔

حضرت عثمان کمزور پڑ گئے اُن کی سستی پھر عود کر آئی اپنی توبہ اور لوگوں سے بر سر منبر جو کچھ کہا تھا یکسر بھول گئے اور مروان سے کہا جاؤ ان سے گفتگو کرو۔

یہ اجازت پاکر مروان دروازے پر آیا لوگ ایک دوسرے پر چڑھے پڑتے تھے مروان نے پوچھا یہ بھیڑ کیسی تم لوگوں نے لگا رکھی ہے معلوم ہوتا ہے جیسے تم لوگ گھر لوٹنے آئے ہو تمہارا منہ کالا ہو تم یہ ارادہ کر کے آئے

ہو گئے ہماری حکومت ہم سے چھین لو خدا کی قسم اگر تم نے ہمارے ساتھ بر
کا ارادہ کیا تو ہم بھی وہ سلوک کریں گے کہ یاد رکھو گے اور پچتاؤ گے بہ
اپنے گھروں کو جاؤ ہم اپنے اختیارات پر کسی کے غلبہ کو ہرگز برداشت نہ کر
یہ سنکر لوگ اپنا اپنا سا منہ لے کر لوٹ آئے سب پر اس بات کی د
طاری تھی کہ کہاں تو عثمان نے مسجد میں منبر پر بھرے مجمع میں لوگوں سے طر
طرح کے وعدے کئے انھیں اپنے گھر آنے کی دعوت دی کہ آکر اپنی شکا
بیان کرو اور مجھے مشورہ دو اور کہاں مروان اُن کی طرف سے باہر نکلتا
لوگوں کو گالیاں دیتا ہے انھیں دھمکاتا ہے اور خلافت کو خاندانی بادشا
قرار دیتا ہے ان لوگوں نے حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام وا
بیان کیا آپ غصہ میں بھرے ہوئے عثمان کے پاس پہونچے اور فرمایا
آپ مروان سے جبھی خوش ہوں گے اور وہ آپ سے تبھی راضی ہوگا
جب وہ آپ کو دین سے برگشتہ اور عقل سے کنارہ کش بنا دے بلکہ بیار
اور کمزور اونٹ کی طرح جہاں چاہے لے جائے خدا کی قسم یہ مرد
نہ تو اپنے دین ہی میں سوچنے کی صلاحیت رکھتا ہے نہ اپنے نفس ہی کے
متعلق یہ آپ کو ایسے مصائب میں مبتلا کر دے گا جس سے وہ نکالنے
پر قادر نہ ہو گا۔ آج کے دن کے بعد کبھی میں آپ سے شکوہ شکایت کرنے
نہیں آؤنگا آپ نے اپنی عزت خاک میں ملا کر رکھ دی اور بالکل کٹھ پتلی
بن کر رہ گئے ہیں۔

علیؑ کے جانے کے بعد نائلہ زوجہ عثمان آئیں پوچھا کہ کچھ بولوں

خاموش رہوں عثمان نے کہا کہو نائلہ نے کہا آپ سے جو علیؑ نے کہا وہ
آپ نے سنا ہوگا اور یہ بھی کہ وہ اب کبھی آپ کے پاس نہ آئیں گے
آپ نے ہر بات میں مروان کی اطاعت کی وہ جہاں چاہتا ہے لے جاتا
ہے۔ عثمان نے کہا تو اب میں کیا کروں نائلہ نے کہا خدائے وحدہ لاشریک
سے ڈریئے آپ سے پہلے جو گذر گئے ابوبکر و عمر اُن کی پیروی کیجئے
کیونکہ اگر آپ مروان کی اطاعت کرینگے تو آپ کو قتل کرا کے رہے گا
لوگوں کی نگاہوں میں نہ تو مروان کی کوئی قدر و منزلت ہے نہ رعب داب
نہ محبت و الفت اسی مروان ہی کی وجہ سے لوگ آپ سے بیزار ہیں آپ
علیؑ کے پاس کسی کو بھیجئے ان سے مصالحت کیجئے وہ آپ کے قرابت دار
بھی ہیں اور اُن کی بات کوئی ٹالتا بھی نہیں۔ عثمان نے علیؑ کے پاس
آدمی بھیجا مگر انھوں نے آنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں پہلے ہی
کہہ چکا ہوں کہ اب پلٹ کر دوبارہ نہیں آؤنگا۔ مروان کو نائلہ کی
ان باتوں کی خبر ملی وہ حضرت عثمان کے پاس پہونچا۔ پوچھا کہ کچھ کہوں یا
خاموش رہوں۔ عثمان نے کہا کہو۔ مروان نے کہا یہ (نائلہ) فرافصہ
کی بیٹی۔ عثمان نے کہا اس کے متعلق ایک لفظ بھی برا نہ کہو کہ مجھ سے کبھی
تمہیں کچھ سننا پڑے خدا کی قسم وہ تم سے زیادہ میری خیرخواہ ہے اس
پر مروان چپ ہو گیا۔ (کتاب الانساب بلاذری جلد ۵ صفحہ ۶۴ و ۶۵
تاریخ طبری جلد ۵ صفحہ ۱۱۱ تاریخ کامل جلد ۳ صفحہ ۶۸ تاریخ ابن کثیر
جلد ۷ صفحہ ۱۷۲ وغیرہ)

ہو گہ ہماری حکومت ہم سے چھین لو خدا کی قسم اگر تم نے ہمارے ساتھ
کا ارادہ کیا تو ہم بھی وہ سلوک کریں گے کہ یاد رکھو گے اور پچھتاؤ گے
اپنے گھروں کو جاؤ ہم اپنے اختیارات پر کسی کے غلبہ کو ہرگز برداشت نہ کر
یہ سنکر لوگ اپنا اپنا سا منہ لے کر لوٹ آئے سب پر اس بات کی د
طاری تھی کہ کہاں تو عثمان نے مسجد میں منبر پر بھرے مجمع میں لوگوں سے
طرح کے دعدے کئے انھیں اپنے گھر آنے کی دعوت دی کہ آکر اپنی شکا
بیان کرو اور مجھے مشورہ دو اور کہاں مروان اُن کی طرف سے باہر نکلتا
لوگوں کو گالیاں دیتا ہے انھیں دھمکاتا ہے اور خلافت کو خاندانی بادشا
قرار دیتا ہے ان لوگوں نے حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام دا
بیان کیا آپ غصہ میں بھرے ہوئے عثمان کے پاس پہونچے اور فرمایا
آپ مروان سے جبھی خوش ہوں گے اور وہ آپ سے جبھی راضی ہو گا
جب وہ آپ کو دین سے برگشتہ اور عقل سے کنارہ کش بنا دے بلکہ
اونٹ کی طرح جہاں چاہے لے جائے خدا کی قسم یہ مردا
نہ تو اپنے دین ہی میں سوچنے کی صلاحیت رکھتا ہے نہ اپنے نفس ہی کے
متعلق یہ آپ کو ایسے مصائب میں مبتلا کر دے گا جس سے وہ نکالنے
پر قادر نہ ہو گا۔ آج کے دن کے بعد کبھی میں آپ سے شکوہ شکایت کرنے
نہیں آؤنگا آپ نے اپنی عزت خاک میں ملا کر رکھ دی اور بالکل کٹھ پتلی
بن کر رہ گئے ہیں۔

علیؑ کے جانے کے بعد نائلہ زوجہ عثمان آئیں پوچھا کہ کچھ بولوں

یہ لوگ باغی ہیں ان سے کیسا عہد و پیمان اور کیا ضروری اسکی تکمیل؟
عثمان نے علیؑ کو بلا بھیجا جب وہ آئے تو کہا اے ابوالحسن! ان لوگوں کی یورش آپ دیکھ رہے ہیں اور مجھ سے جو فروگذاشتیں ہو چکیں وہ بھی آپ کو معلوم ہیں مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کر ڈالیں گے ان کو واپس کر دیجئے خدا کو ضامن بنا کے کہتا ہوں کہ میں ان کی تمام شکایتوں کی تلافی کر دونگا اور اُن کے جو حقوق عائد ہوتے ہیں انھیں پورا کرونگا چاہے اس میں میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے حضرت علیؑ نے فرمایا لوگ آپ کے عدل و انصاف کے زیادہ محتاج ہیں بہ نسبت آپ کی جان کے۔ مجھے یقین ہے کہ جب تک ان کی پوری شکایتیں دور نہ کر دی جائیگی یہ راضی نہوں گے۔ ہم نے پہلی مرتبہ انھیں اطمینان دلایا تھا اور وعدہ کر لیا تھا کہ آپ اُن کی ناپسندیدہ باتوں سے ضرور باز آجائیں گے اور اسی وعدہ پر میں نے انھیں واپس کر دیا تھا مگر آپ نے کوئی وعدہ بھی پورا نہیں کیا نہ اُن کی کسی بھی شکایت کی تلافی کی اب آپ مجھے دھوکہ نہ دیجئے گا میں پھر جا کر انھیں اطمینان دلاتا ہوں اور آپ کی طرف سے تمام شکایات کے ازالہ کا وعدہ کئے لیتا ہوں۔ حضرت عثمان نے کہا ہاں آپ ضرور ایسا کریں خدا کی قسم اب میں ضرور تمام وعدوں کو پورا کروں گا۔
حضرت علیؑ باہر نکلے فرمایا لوگو! تم نے حق کا مطالبہ کیا تھا وہ اب تمہیں دیا جا رہا ہے عثمان نے وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہارے ساتھ انصاف اور تمہاری شکایتوں کی تلافی کریگے اور جن باتوں سے تمہیں تکلیف ہو چکی ہے

ان سے باز رہنگے تم اُن کے وعدوں کو قبول کرو اور اُن سے بات کر کے اپنا اطمینان کر لو۔ لوگوں نے کہا ہمیں منظور ہے آپ اُن سے بات پختہ کر دیں خدا کی قسم ہم زبانی باتوں پر راضی نہیں جب تک اُن پر عمل بھی نہ ہو۔ حضرت علی نے کہا یہ اطمینان کر لینے کا تمہیں حق حاصل ہے اس کے بعد حضرت عثمان کے پاس آئے انھیں ساری روئداد کہہ سنائی حضرت عثمان نے کہا اُن سے میرے لئے تھوڑی مہلت لے لیجئے کیونکہ ایک ہی دن میں اُن کی کل شکایتوں کی تلافی میرے بس کی بات نہیں۔ علی نے کہا مدینہ کے رہنے والوں کے لئے تو مہلت کی ضرورت نہیں آج ہی سے اُن کی شکایات کی تلافی ہونی چاہئے البتہ باہر کے لوگوں کے لیے اس وقت تک آپ کو مہلت ہے جب تک انھیں آپ کے اس عہد و پیمان کی خبر پہونچے حضرت عثمان نے کہا ہاں ٹھیک ہے لیکن مدینہ والوں سے کم سے کم تین دن کی مہلت لے لیجئے علی نے کہا اچھی بات ہے۔ آپ نے باہر نکل کر لوگوں کو آگاہ کیا پھر آپ نے حضرت عثمان اور مسلمانوں کے درمیان عہد نامہ تحریر کیا اور اس میں تین دن کی مہلت دی گئی اس عہد نامہ کی موٹی موٹی باتیں یہ تھیں کہ عثمان ہر ظلم و زیادتی کی تلافی کریں گے جن جن عاملوں کو مسلمان ناپسند کرتے ہیں انھیں معزول کر دیں گے۔ اس عہد نامہ پر نہ صرف سخت عہد و پیمان حضرت عثمان سے لئے گئے اور اکابر مہاجرین و انصار نے اپنی گواہیاں بنائیں مسلمانوں نے محاصرہ ختم کر دیا اور مدینہ میں ادھر ادھر چھپ گئے اس انتظار میں کہ کب عثمان اپنے وعدوں کو

پورا کرتے ہیں۔

حضرت عثمان نے اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے جنگی تیاریاں شروع کردیں آدمی اکٹھا اور اسلحے جمع کرنے لگے معاویہ کو خط لکھا کہ جلد ہماری مدد کے لئے لشکر روانہ کرو غلاموں کی فوج تیار کی اور گھر میں بیٹھے اس انتظار میں رہے کہ کونسے حالات پیش آتے ہیں تین دن گذر گئے اور جس دن کا وعدہ کیا تھا وہ دن آپہونچا لیکن معاویہ نے غداری کی انھوں نے اُن کی مدد کے لئے کوئی لشکر نہیں روانہ کیا اور لشکر روانہ بھی کیا تو تاکید کردی کہ مدینہ سے باہر رہ کر ہمارے خط کا انتظار کرنا۔

بلوائیوں نے جوق جوق اکٹھا ہونا شروع کیا چاروں طرف سے انھوں نے حضرت عثمان کا گھر گھیر لیا اور حضرت عثمان کو کہلا بھیجا۔

بلوائی:۔ کیا ہم آپ کے پاس سے آپ کے اس وعدہ پر رخصت نہیں ہوئے تھے کہ آپ اپنی حرکتوں سے باز رہیں گے ہماری شکایتوں کی تلافی کریں گے اس پر آپ نے خداوند عالم سے عہد و پیمان بھی کیا تھا۔

عثمان:۔ میں اب بھی اپنے عہد و پیمان پر قائم ہوں۔

بلوائی:۔ آپ اپنے فاسق و بدکار عاملوں کو معزول کیجئے اور ایسے شخص کو ہمارا حاکم مقرر کیجئے جس کے ہاتھ ہمارے خون اور اموال سے رنگین نہ ہوں ہم پر جتنی زیادتیاں ہوئی ہیں اُن کی تلافی کیجئے۔

عثمان:۔ اگر میں یہی کرنے لگوں کہ تم جس کو چاہو عامل بنا دوں جس کو چاہو معزول کردوں تو اصل حاکم تم ہوگے نہ کہ میں۔

بلوائی :۔ خدا کی قسم آپ کو ایسا ہی کرنا پڑیگا ورنہ آپ حکومت سے دست کش ہو جائیے یا پھر جان دینے کے لئے تیار ہو جائیے۔

عثمان :۔ میں ان باتوں سے ایک بات بھی نہیں کرونگا۔

اس موقع پر بلوائیوں میں ہنگامہ برپا ہو گیا چاروں طرف سے چیخ و پکار کی آوازیں بلند ہونے لگیں انھوں نے گھر گھیر لیا اور محاصرہ اور سخت کر دیا حضرت عثمان کئی روز تک گھر میں محصور رہے۔ جب مروان نے یہ کیفیت دیکھی تو دوڑا ہوا حضرت عائشہ کے پاس پہونچا اور درخواست کی کہ ام المومنین، اگر آپ چاہیں تو عثمان اور بلوائیوں میں صلح و صفائی کرا سکتی ہیں۔

حضرت عائشہ میں سفر کی تیاری کر چکی ہوں حج کے لئے جا رہی ہوں۔

مروان۔ آپ نے سفر کے لئے جتنا پیسہ خرچ کیا ہے اس کا دگنا آپ کو مل جائے گا۔

حضرت عائشہ۔ غالباً تم سمجھتے ہو کہ میں تمہارے عثمان کی طرف سے کسی شک و شبہ میں مبتلا ہوں خدا کی قسم میرا تو جی چاہتا تھا کہ انھیں اپنے ان تھیلوں میں سے کسی تھیلے میں بھر کر لے جاتی اور سمندر میں پھینک دیتی۔

حضرت عثمان پر سختی و تشدد بڑھتا گیا یہاں تک کہ بھوک اور پیاس نے ان کی جان پر بنا دی وہ کوٹھے کی چھت پر چڑھے اور پکار کر کہا طلحہ کہاں ہیں؟ طلحہ کہاں ہیں۔ طلحہ آئے حضرت عثمان نے کہا۔

"طلحہ تمہیں معلوم ہے کہ بئر رومہ فلاں یہودی کا تھا کوئی اس کنوئیں

کا پانی نہیں لے پاتا تھا میں نے ۳۰ ہزار میں خرید کیا۔
طلحہ۔ ہاں میں جانتا ہوں۔
عثمان۔ تمہیں معلوم ہے کہ آج اس چشمہ سے سبھی پانی پی رہے ہیں
سوا میرے کہ مجھے محروم کر دیا گیا ہے۔
طلحہ۔ ہاں۔
عثمان۔ کیوں۔
طلحہ۔ اس لئے کہ آپ نے دینِ خدا میں تغیر و تبدل کیا۔
عثمان۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے یہ گھر ۲۰ ہزار درہم میں خرید کر مسجد
میں شامل کیا۔
طلحہ۔ ہاں۔
عثمان۔ اور آج اسی مسجد میں سب نماز پڑھ رہے ہیں سوا میرے
کہ مجھے مسجد میں داخل ہونے نہیں دیا جاتا۔
طلحہ۔ ہاں۔
عثمان۔ کیوں۔
طلحہ۔ اس لئے کہ آپ نے دین خدا میں تغیر و تبدل کیا۔
عثمان کوٹھے سے اتر آئے اور حضرت علی کو خبر کی کہ میں پیاسا ہوں
میری پیاس بجھائیے امیرالمومنین نے پانی سے بھری ۳ مشکیں روانہ کیں
جب وہ مشکیں عثمان کے گھر کے قریب پہونچیں تو طلحہ اڑ گئے کہ یہ پانی
اُن تک پہونچنے نہیں دیا جائیگا حضرت عثمان یہ منظر دیکھ کر بہت گھبرائے

انھوں نے پوچھا بلوائیوں کا سردار کون ہے جس کی بات سب مانتے ہوں بتایا گیا کہ مالک اشتر عثمان نے حضرت عمر کے غلام وثاب کو مالک کے پاس بھیجا وثاب کہتا ہے حضرت عثمان نے مجھے بلا بھیجا اور کہا اشتر کو میرے پاس بلا لاؤ میں جا کر انھیں بلا لایا ایک مسند عثمان کے لئے بچھادی گئی دوسری مالک اشتر کے لئے دونوں اس پر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے میں بھی دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔

عثمان۔ یہ لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟۔

اشتر۔ تین باتوں میں سے کوئی ایک بات۔

عثمان۔ وہ کیا۔

اشتر۔ یا تو آپ اس حکومت سے دستبردار ہو جائیے اور کہہ دیجئے کہ یہ حکومت تم لوگوں کی ہے جسے چاہو منتخب کرو۔ آپ نے اُن پر جتنی زیادتیاں کی ہیں اُن کا بدلہ چکائیے اور اگر ان دونوں باتوں سے انکار کیجئے تو یہ لوگ ضرور آپ سے جنگ کریں گے۔

عثمان۔ کیا ان تین باتوں میں سے کوئی ایک بات مجھے ضرور ماننا پڑیگی۔

اشتر ہاں اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں۔

عثمان۔ حکومت سے دستبردار ہونے سے گردن کٹا لینا مجھے زیادہ محبوب ہے رہ گیا یہ کہ ہم نے جو زیادتیاں کی ہیں اُن کا بدلہ چکاؤں تو مجھ سے پہلے ابوبکر و عمر نے بھی تو لوگوں کو سزائیں دی ہیں پھر میرا بدن تو قصاص کا متحمل بھی نہیں ہو سکتا۔ اگر تم لوگوں نے مجھے قتل کر ڈالا تو یاد رکھو پھر تم

ایک دوسرے سے محبت نہ کر پاؤ گے نہ اکٹھا ہو کر نماز پڑھ سکو گے۔
اشترا ٹھ کھڑے ہوئے وہ بلوائیوں سے کنارہ کش ہو کر بیٹھ رہے
دوسرے لوگ کچھ دونوں تک ان کا گھر گھیرے رہے پھر گھر کو آگ لگا دی
اور عثمان کو قتل کر ڈالا۔

مدینہ میں سناٹا

ہر چیز اپنی انتہا کو پہونچ کر رہی طلحہ و زبیر اور عائشہ کی کوششیں کامیاب
رہیں انھوں نے حضرت عثمان کو ختم کرنے کے لئے جو منصوبہ متفقہ طور پر بنایا
تھا وہ ایسے شاندار طریقہ پر پورا ہوا جسکی نظیر ملنی مشکل ہے حضرت عثمان
مارے گئے اور صرف یہی باقی رہ گیا کہ یہ لوگ خلافت پر قابض ہو جائیں
جیسا کہ ان لوگوں نے اندازہ قائم کر رکھا تھا اور آثار ایسے ہی نظر آرہے
تھے کہ خلافت کے یہی لوگ مالک ہوں گے۔
لیکن ایک بات ابھی تک طے نہیں تھی لوگ انتہائی بے چینی اور
پریشانی کے عالم میں تھے ہر شخص پر بدحواسی طاری تھی اور اُن کی سمجھ
میں نہیں آتا تھا کہ کیا کریں عثمان کے مارے جانے کے بعد تخت خلافت
خالی تھا کوئی ایسا خلیفہ نہ تھا جو لوگوں کے معاملات کی باگ ڈور اپنے
ہاتھوں میں لے ان کی اجتماعی زندگی میں شیرازہ بندی پیدا کرے اور
صراط مستقیم کی طرف ان کی رہبری کرے عثمان کو قتل ہوئے تین دن گذر گئے

پھر دو روز جیسے گزرے اور معاملات پہلے ہی کی طرح درہم و برہم اور لوگ اسی طرح اشتباہی کیفیت میں مبتلا رہے صورت حال بد سے بدتر ہوتی جا رہی تھی عوام الناس بے سر کی فوج ہو رہے تھے پیچیدگی جس کی تون قائم تھی غافقی مصری وفد کا لیڈر نماز پڑھا دیا کرتا تھا اور مدینہ والے حیض بیض میں تھے بازار ویران اور دوکانیں بند تھیں جو گھر سے نکلتا اسلحہ سے لیس ہو کر نکلتا بلوائیوں کے جتھے جابجا پڑے جمائے ہوئے رائے مشورہ کرتے اور لوگوں کی رائے اس بارے میں معلوم کرتے کہ کون مسلمانوں کے معاملات کا سربراہ ہوگا اور مسند خلافت پر بیٹھے گا۔

امیر المومنین اپنے گھر میں نزد کش تھے آپ نے اپنا دروازہ بند کر لیا تھا کسی کو گھر میں آنے کی اجازت نہ تھی اپنے فرزندوں کو بھی ممانعت کر دی تھی کہ لوگوں کے مجمع میں نہ جائیں البتہ طلحہ و زبیر اپنے اپنے یہاں نشستیں قائم کئے ہوئے تھے دونوں کے یہاں ہر وقت آنے جانے والوں کا تانتا بندھا رہتا یہ دونوں بڑے صبر و سکون سے اس وقت کا انتظار کر رہے تھے جس کے لئے انھوں نے اپنی تمام کوششیں صرف کر ڈالی تھیں اور عثمان کو قربان کیا تھا وہ وقت جبکہ لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے اور انھیں امیر المومنین کہکر سلام کریں گے۔

مروان بن حکم اپنے گھر میں بنی امیہ والوں کے ساتھ جلسے پر جلسے منعقد کرتا اس کی بھی پوری کوشش تھی کہ یہ حکومت میرے ہاتھ میں

آ گئے۔ در مسلمانوں کا خلیفہ ہیں کہلاؤں۔

مدینہ میں اس وقت جتنے لوگ تھے سب کے طرح طرح کے خیالات اور بہت نئی خواہشیں تھیں اگر بنی امیہ کی چھوٹی چھوٹی جماعتوں کو نظرانداز کر دیا جائے تو اس وقت خلافت کے باب میں تین مکتبہ خیال کے لوگ تھے اور بنی امیہ کو لے کر چار طرح کے طرفداروں کی خواہش تھی کہ حضرت علیؑ خلیفہ ہوں۔ کوفہ والے زبیر کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے بصرہ والے طلحہ کو خود مدینہ کے لوگوں کے خیالات بھی اگرچہ مختلف تھے لیکن ان کی اکثریت حضرت علیؑ ہی کو خلیفہ دیکھنا چاہتی تھی رہ گئے بنی امیہ تو ان کی خواہش یہ تھی کہ اگر خلیفہ ہو تو بنی امیہ سے ہو اور مروان کی بہ نسبت معاویہ کی طرف ان کا رجحان زیادہ تھا اس طرح مدینہ میں اس وقت مختلف خیالات و نظریات کی جنگ چھڑی ہوئی تھی سیاسی پارٹیاں خلافت کے بارے میں سرداران قبائل کی باہمی جنگ سے بھی بڑھ کر ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی فکریں تھیں ہر شخص اپنی جماعت کی طرف کھنچ رہا تھا جبکہ یہی مدینہ پیغمبر خدا کی زندگی میں علم کا مرکز تقویٰ کا معدن سلامتی و اطمینان کی جگہ اور انسانی درسگاہ رہ چکا تھا جس میں لوگ پاکیزہ اخلاق بلند ترین مراتب ایمان اور زہد و ورع سیکھا کرتے تھے ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ مسلمانوں کی خوش نصیبی تھی یا بدنصیبی کہ اس وقت حضرت عائشہ مدینہ میں موجود نہیں تھیں نہ افکار و نظریات خواہشات و میلانات کی اس جنگ میں شریک تھیں وہ تو مکہ میں مقیم عمرہ محرم بجا لانے کی فکر میں تھیں جناب مالک اشتر کا موقف

ان ہنگامہ خیز دنوں میں بڑا سخت و دشوار موقف تھا۔

مدینہ میں

مالک اشتر اگرچہ حضرت عثمان کی اقربا پروری اور دیگر ظلم و زیادتی پر انتہائی برہم و ناراض تھے مگر یہ کہ عثمان مار ڈالے جائیں یہ ہرگز اُن کی رائے نہیں تھی وہ اس بات کو انتہائی ناپسند کرتے تھے جیسا کہ علقمہ کا بیان ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے مالک اشتر سے کہا "تم تو عثمان کے مارے جانے کو بہت ناپسند کرتے تھے پھر (طلحہ و زبیر سے لڑنے کے لئے) بصرہ کیوں آئے ہو؟ مالک نے کہا یہ لوگ یعنی طلحہ و زبیر اور اُن کے ساتھیوں نے حضرت علی کی بیعت کی پھر بیعت کر کے توڑ ڈالی اور انھیں زبیر کے فرزند عبداللہ بن زبیر نے حضرت عائشہ کو خروج پر مجبور کیا۔ میں خدا سے دعا کیا کرتا کہ میری مڈبھیڑ اُن سے کرا دے چنانچہ مڈبھیڑ ہو کر رہی۔

مگر وہ قتل عثمان کو ناپسند کرنے کے باوجود اکیلے کر ہی کیا سکتے تھے اگر وہ حضرت عثمان کی حمایت پر اٹھتے بھی تو لوگوں کے اس امنڈتے ہوئے سیلاب کا مقابلہ اُن سے کیونکر ممکن تھا جس میں مملکت اسلامیہ کی ساری آبادی امنڈ پڑی تھی مختلف طبقہ مختلف رنگ و نسل مختلف قوم و قبیلہ کے لوگ شامل تھے لیکن اب جبکہ پانی سر سے اونچا اور معاملہ اپنی انتہا کو پہونچ گیا تھا اور عثمان مارے جا چکے تھے تو صورت حال کو دیکھتے ہوئے وہ مجبور تھے۔ جس طرح ملت اسلامیہ کے دوسرے سربرآوردہ افراد اور بہی خواہوں پر ذمہ داری عائد

ہوتی تھی کہ وہ اپنے اور مسلمانوں کے لیے ایسا امام ڈھونڈیں جو حق کی راہ دکھائے نیکیوں کا حکم دے برائیوں سے روکے ایسا خلیفہ تلاش کریں جو خدا اور رسول کا محبوب ہو۔

کون اندازہ کر سکتا ہے کہ اس عرصہ میں مالک اشتر کس قدر حیرت و سرگشتگی میں مبتلا رہے اور ان واقعات نے ان کی سوچ اور فکر پر کس حد تک قبضہ کر رکھا تھا وہ مدینہ میں موجود ساری باتیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ مدینہ میں اس وقت جتنے حلقوں میں لوگ بٹے ہوئے تھے اور ہر حلقہ کے لوگوں کی جیسی مختلف خواہشیں تھیں ہر زبان پر جتنی باتیں تھیں سب اُن کے کانوں تک پہونچ رہی تھیں یہ بھی معلوم تھا کہ ہر حلقہ اپنے پسندیدہ شخص کو مسند خلافت پر بٹھانے کے درپے ہے لیکن ان سب کے باوجود وہ اپنا فریضہ سمجھتے تھے کہ امیر المومنین کی خدمت میں جائیں اور انھیں اس بات پر آمادہ کریں کہ قبل اس کے کہ مسلمانوں کا شیرازہ درہم برہم ہو شیطان سر اٹھائے لوگوں میں افتراق و اختلاف پیدا ہو آپ مسلمانوں کے معاملات اپنے ہاتھوں میں لے لیں۔

مدینہ میں مالک اشتر کے کچھ اسی قسم کے خیالات تھے لیکن اسی کے ساتھ وہ اس سے کبھی غافل نہیں تھے کہ ان کے خیالات ان کے قوم و قبیلہ اور ہم وطنوں کے خیالات سے میل نہیں کھاتے۔ اہل کوفہ کی اکثریت زبیر کو خلیفہ بنانا چاہتی تھی مگر مالک اشتر باوجود اس کے کہ کوفہ سے

رہنے والے تھے زبیر کو اس قابل نہیں سمجھتے تھے کیونکہ اُن کا حال
ان سے کچھ چھپا نہیں تھا انھوں نے خلافت کے حصول کے لئے جس طرح
فتنوں کو ہوا دی تھی اور لوگوں کو عثمان کے خلاف برانگیختہ کیا وہ سبھی
کو معلوم تھا اسی وجہ سے مالک اشتر کے نزدیک علی ابن ابیطالب سے
بڑھ کر کوئی خلیفہ بنائے جانے کے قابل نہ تھا وہ پیغمبر کے بھائی آپ
کے جگر گوشوں کے باپ آپ کے داماد آپ کے علوم کے وارث اور اخلاق
و زہد و ورع اور تقوی میں صحیح طور پر پیغمبر کے جانشین تھے۔
اس طرح مالک اشتر کے خیالات و افکار دو حصوں میں بٹے
ہوئے تھے امانت و صداقت امت اسلامیہ کی فلاح و بہبود کے
جذبات کچھ اور متقاضی تھے اور قوم و قبیلہ اور کوفہ والوں کی
موافقت کچھ اور کہتی تھی اُمت اسلامیہ کی فلاح و بہبود کا خیال
نہیں اکسا رہا تھا کہ فوراً جا کر امیرالمومنین سے ملیں اور تردد ات
اور اندیشوں کو خاطر میں نہ لائیں اور سلامتی و عاقبت اور قوم و
قبیلہ کی رضامندی اس بات کی متقاضی تھی کہ قوم والوں کا ساتھ نہ چھوڑیں
اور ہر مرحلہ پر اُن کا ساتھ دیں۔
آخر کار انھوں نے اپنے پہلے ہی خیال کو ترجیح دی اُن کا ایمان
اُن کے جذبات پر غالب رہا انھوں نے طے کر لیا کہ امت کی
فلاح و بہبود کی بنا پر امیرالمومنین کی بیعت کرنا واجب ہے چاہے
اس راہ میں کتنی ہی دشواریاں کیوں نہ پیش آئیں وہ اٹھ کھڑے ہوئے

اور اُن کے پیچھے پیچھے اُن کے رفقا و اصحاب بھی اکٹھے کہاں؟ امیر المومنین کے گھر کی طرف ان کے ساتھ دوسرے بہت سے لوگ بھی ہو گئے ہیں جن میں معززین انصار دکھائی دیتے تھے سب کے سب شامل تھے یہ سارا مجمع امیر المومنین کے دروازہ پر پہونچا سب نے متفقہ طور پر درخواست کی کہ اس بار خلافت اٹھانے کو منظور کیجئے لوگ اس طرح آپ پر ٹوٹے پڑتے تھے جس طرح پیاسے اونٹ چشمہ پر ٹوٹتے ہیں اتنا اژدحام ہوا کہ حسن و حسین کچل گئے امیر المومنین کی ردا پھٹ گئی مگر امیر المومنین برابر انکار کرتے رہے آپ کی زبان پر بس یہی فقرہ تھا۔

"میرے علاوہ کسی اور کو ڈھونڈ لو۔ ہمارے سامنے ایک ایسا معاملہ ہے جس کے کئی رخ اور کئی رنگ ہیں جسے نہ دل برداشت کر سکتے ہیں اور نہ عقلیں اسے مان سکتی ہیں" (نہج البلاغہ)

مجمع کا اصرار اور تقاضا اور امیر المومنین کا انکار ابھی جاری ہی تھا کہ طلحہ و زبیر بھی آ پہونچے اُن کی امید بن حصول خلافت کی ناکام ہو چکی تھیں یہ احساس اُن کے دل میں گھر کر چکا تھا کہ عوام الناس ہم سے برگشتہ ہو چکے ہیں ان دونوں نے بھی امیر المومنین کی بیعت کرنے پر اصرار کرنا شروع کیا دونوں نے بہ یک زبان کہا۔

"اپنا ہاتھ بڑھائیے تاکہ ہم آپ کی بیعت کر لیں لوگ آپ کے علاوہ کسی اور پر راضی نہ ہوں گے"

امیر المومنین نے انکار کرتے ہوئے کہا مجھے تمہاری حکومت کی

حاجت نہیں میرا اور زبیر رضا بہ نسبت تمہارے امیر ہونے کے زیادہ بہتر ہے تم میں سے کوئی قریشی اپنا ہاتھ بڑھائے میں اس کی بیعت کر لوں گا۔ ؟

طلحہ و زبیر:۔ عوام آپ کے اوپر کسی دوسرے کو ترجیح نہ دیں گے آپ ہاتھ بڑھائیے تاکہ سب سے پہلے ہم آپ کی بیعت کر لیں۔

امیرالمومنین نے ٹالنے کے لئے کہا۔ میری بیعت مخفی طور پر نہ ہو گی ذرا ٹھہرو کہ میں مسجد میں پہنچ جاؤں۔

طلحہ و زبیر۔ ہم یہاں بھی بیعت کریں گے اور مسجد میں بھی۔ امیرالمومنین

مالک اشتر نے بیعت کے خیال سے امیرالمومنین کا ہاتھ کھینچا امیرالمومنین نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ سے کھینچ لیا۔

مالک اشتر نے قدرے ناراض ہو کر کہا۔ کیا تین آدمیوں کے بعد بھی آپ اس سے انکار کر رہے ہیں خدا کی قسم ابھی آپ نے بیعت سے انکار کیا تو ایک مدت تک آپ اس سے محروم رہیں گے۔

مالک اشتر کا اصرار برابر جاری رہا یہاں تک کہ سب سے پہلے انھوں نے امیرالمومنین کی بیعت کی ان کے ساتھ طلحہ و زبیر اور بہت سے لوگوں نے بیعت کر لی بقیہ لوگوں کی بیعت دوسرے دن صبح پر اٹھا رکھی گئی کہ وہ مسجد نبوی میں ہو گی۔

آپ کے گھر سے مجمع اس حال میں رخصت ہوا کہ سبھی فرط مسرت سے بے خود تھے ان کی کھوئی ہوئی چیز مل گئی جس کے لئے وہ ایک عرصہ

سے بےچین تھے اور اس تمنا میں تھے کہ آپ کی خلافت کے زیر سایہ
امن و چین کی زندگی بسر کریں نہ تو ظالم حکام کی زیادتیوں کا ڈر
ہو نہ اُن کی لوٹ مار کا۔ تمام لوگ شاداں و فرحاں امیرالمومنین کے
گھر سے نکلے بس ایک اشتر تھے کہ اُن کا سر جھکا تھا طرح طرح کے
تردّدات اور اندیشوں نے ان کے دل و دماغ میں ہیجان برپا
کر رکھا تھا وہ آنے والے کل کے متعلق سوچ رہے تھے کہ کہیں طلحہ و زبیر
نے شکست بیعت کر دی اور مسجد میں پہونچکر تجدید بیعت نہ کی تو کیا
ہوگا؟ شدید اختلافات اٹھ کھڑے ہوں گے پہلے سے بھی زیادہ ہولناک انتشار
پراگندگی کی کیفیت ہوگی۔

صبح ہوئی لوگوں نے جوق جوق مسجد میں پہونچنا شروع کیا یہاں تک
کہ مسجد لوگوں سے چھلکنے لگی مالک اشتر پہونچے اور مکمل طور تیار ہو کر
آئے کچھ لوگوں کو زبیر کو بلانے کو بھیجا اور خود طلحہ کی طرف گئے اور
مجبور کرکے انھیں مسجد میں لائے۔ امیرالمومنین گھر سے نکل کر مسجد کی
طرف روانہ ہوئے شور و ہنگامہ اور چیخ و پکار کے درمیان راستہ
طے کرتے ہوئے منبر کی طرف بڑھے اور بالائے منبر جا کر آپ نے فرمایا۔

"لوگو! یہ تمہاری حکومت و خلافت کا معاملہ ہے اب تک تم ہی
اپنا حاکم مقرر کرتے آئے کل ایک بات ہم میں تم میں طے ہوئی تھی
ابھی موقع باقی ہے تم مجھے چھوڑ کر جسے چاہو خلیفہ مقرر کر سکتے ہو۔
مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔"

ایک ہی ساتھ سب کی زبان سے نکلا۔
ہم اپنی بات پر قائم ہیں اور وہی ہماری درخواست ہے جو ہم نے کل کی تھی۔
آپ نے فرمایا۔
دیکھو میں نے کل تمہاری اس حکومت سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا لیکن تمہارا اصرار ہے کہ میں اس خلافت کو ضرور ہی قبول کر دوں تم میں سے کسی کو اختلاف تو نہیں۔
سارے مجمع سے آواز بلند ہوئی بنا یعث علی کتاب اللہ ہم خدا کی کتاب پہ آپ کی بیعت کرتے ہیں۔
آپ نے فرمایا اللھم اشھد خداوند تو ان پر گواہ رہنا یہ کہہ کر آپ منبر سے نیچے اتر آئے۔
مالک اشتر نے طلحہ سے کہا اٹھئے اور بیعت کیجئے۔
طلحہ نے ہچکچاہٹ ظاہر کی اشتر نے تلوار کھینچ لی اور کہا خدا کی قسم آپ کو بیعت کرنا پڑے گی ورنہ میں آپ کے سر پر مارونگا۔
طلحہ یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے بھاگ کر جانا کہاں ممکن ہے پھر انھوں نے بیعت کر لی۔
اشتر نے زبیر سے کہا آپ بھی اٹھئے اور بیعت کیجئے خدا کی قسم جو بھی نزاع کریگا میں اسے تلوار سے مارونگا۔
زبیر نے بھی آگے بڑھ کر بیعت کی۔ پھر امیرالمومنین نے عبداللہ بن عمر

سے کہا تم بھی بیعت کرو۔

ابن عمر نے پس و پیش کیا اور کہا جب تک سب لوگ بیعت نہ کریں گے میں بیعت نہ کروں گا۔

امیر المومنین نے فرمایا تو اپنا کوئی ضامن لاؤ۔

ابن عمر نے کہا مجھے کوئی ایسا آدمی دکھائی نہیں دیتا۔

مالک اشتر نے تلوار بلند کر کے کہا امیر المومنین اجازت دیجئے کہ میں ان کی گردن اڑا دوں۔

امیر المومنین نے فرمایا جانے بھی دو میں ان کا ضامن ہوں پھر آپ نے ابن عمر کی طرف متوجہ ہو کر کہا تم بچپن اور بڑھاپے دونوں ہی میں بد خلق رہے۔

پھر اشتر آگے بڑھے اور بآواز بلند پکارے۔

اے لوگو! یہ وصیوں کے وصی علوم انبیا کے وارث ہیں جنھوں نے اسلام کی راہ میں عظیم ترین آزمائشیں جھیلیں اشاعت اسلام میں انتہائی محنت کی جن کے ایمان کی گواہی کتاب خدا نے دی اور رسول نے جنت رضوان کی بشارت دی جن میں تمام فضائل مکمل طور پر جمع ہوئے جن کی سابقیت اور علم میں نہ اولین نے شک کیا نہ آخرین نے اپنی تقریر سے فارغ ہو کر وہ امیر المومنین کی طرف بڑھے اور آپ کے ہاتھوں پر بیعت کی ان کے بعد عام و خاص سبھی نے بیعت کی۔

سازشیں

حضرت عائشہ جب حج سے فارغ ہوئیں تو ابھی مکہ ہی میں تھیں کہ
ہیں حضرت عثمان کے مارے جانے کی خبر ملی۔ انھوں نے حضرت عثمان کو
لا بجا اور کہا خدا کا شکر۔ اُن کے کرتوتوں کا یہ نتیجہ ہے خداوند عالم اپنے
دوں پر ظلم نہیں کرتا پھر وہ بہت تیزی کے ساتھ مدینہ واپس ہوئیں اس
ش فہمی میں کہ خلافت طلحہ کے ہاتھ آئی ہوگی بار بار اظہار مسرت فرماتیں
نچہ اُن کی زبان سے یہ فقرے بار بار سنے بھی گئے ایہ ذاالاصبع
نگلیوں والے ایہ ابا شبل واہ اے ابوشبل ایہ یا ابن عم کیا
مہارے اے چچا کے بیٹے لکانی انظر الی اصبعہ وھو یبایع لہ
گویا اپنی آنکھوں سے اُنکی انگلیوں کو دیکھ رہی ہوں اور اُن کی بیعت
ہا رہی ہے ایہ ذاالاصبع للہ ابوک واہ کیا کہنا تمہارا اے انگلیوں
لے خدا تمہارا بھلا کرے اما انھم وجدوا طلحہ لھا کفوا بے شک
وگوں نے طلحہ کو خلافت کے لئے سر بسر موزوں پایا۔
مگر تھوڑی دور آگے چل کر جب خبر ملی کہ مہاجرین و انصار سب نے
ر علی کو خلیفہ منتخب کر لیا تو آپ کی تمام امیدیں خاک میں مل گئیں
اب بجائے اظہار مسرت کے ٹھنڈی سانسیں بھرتیں قیس بن حازم بیان
ہے کہ اس خبر کو پا کر کہنے لگیں۔

"کاش یہ آسمان زمین پر پھٹ پڑتا"

پھر آپ نے اپنی سواری کو مکہ پلٹانے کا حکم دیا میں نے راستہ بھر انھیں دیکھا کہ بار بار گویا اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہتی جاتیں قتلوا ابن عفان مظلوما۔ لوگوں نے عثمان کو مظلوم قتل کیا۔ میں نے عرض کیا مادرگرامی ابھی ابھی میں نے آپ کو کہتے سنا خدا عثمان کو غارت کرے، یہ بھی میں دیکھ چکا ہوں آپ سب سے زیادہ اُن کی دشمن تھیں اور سب سے زیادہ انھیں بُرا کہتی تھیں عائشہ نے کہا ہاں بات تو ایسی ہی ہے مگر پھر میں نے اُن کے معاملہ میں غور کیا اور اس نتیجہ پر پہونچی کہ لوگوں نے ان سے توبہ کرائی جب وہ توبہ کر کے مثل چاندی کے پاک وصاف ہو گئے تو قتل کر ڈالا۔

علامہ طبری لکھتے ہیں کہ مکہ سے واپسی میں جناب عائشہ جب مقام سرف میں پہونچیں تو وہاں عبد بن ام کلاب سے ملاقات ہوئی جو اُن کا ننہیالی رشتہ دار تھا جناب عائشہ نے اس سے پوچھا۔

"کہو کیا خبر ہے؟

عبد ابن ام کلاب لوگوں نے حضرت عثمان کو قتل کر ڈالا وہ قتل کرنے کے بعد آٹھ دن تک ٹھہرے رہے۔

عائشہ۔ اس کے بعد ان لوگوں نے کیا کیا؟

عبد بن ام کلاب۔ تمام اہل مدینہ نے متفق ہو کر بہترین راستہ پیدا کر لیا سب نے حضرت علی کی خلافت پر اتفاق کر لیا۔

عائشہ۔ اگر تم سچ کہتے ہو تو خدا کرے آسمان زمین پر پھٹ پڑے

واپس لے چلو مجھے واپس لے چلو۔
چنانچہ آپ مکہ واپس ہوئیں یہ کہتی ہوئی قتل واللہ عثمان مظلوما
عثمان بخدا مظلومی کی حالت میں مارے گئے خدا کی قسم میں ان کا انتقام
لوں گی۔ عبد ابن ام کلاب نے پوچھا یہ کیا؟ خدا کی قسم آپ ہی نے سب
سے پہلے اُن کی مٹی پلید کی آپ ہی کہا کرتیں اقتلو نعثلا فقد کفر نعثل
کو مار ڈالو یہ کافر ہو گیا ہے۔
عائشہ۔ لوگوں نے توبہ کرا کے مار ڈالا۔ کہنے کو میں نے بھی کہا تھا اور
لوگوں نے بھی کہا لیکن اب میری آخری بات پہلی بات سے بہتر ہے۔
عبد ابن ام کلاب۔ مادر گرامی بہت کمزور معذرت ہے
اس کے بعد عبد نے چند اشعار پڑھے

فمنک البداء و منک الغیر — و منک الریاح و منک المطر
وانت امرت بقتل الامام — وقلت لنا انہ قد کفر
فہبنا اطعناک فی قتلہ — و قاتلہ عندنا من امر
ولم یسقط السقف من فوقنا — ولم ینکسف شمسنا و القمر
وقد بایع الناس ذاتدرء — یزیل الشبا و یقیم الصعر
ویلبس للحرب اثوابہا — وما من وفی مثل من قد غدر

آپ ہی نے عثمان کے قتل کا حکم دیا آپ ہی نے کہا کہ عثمان کافر
ہو گئے ہم نے آپ کی اطاعت کی اور ان کو مار ڈالا ہمارے نزدیک
ان کا قاتل تو وہی ہے جس نے ان کے قتل کا حکم دیا ہم پر نہ آسمان

ٹوٹا نہ چاند سورج گہن میں آئے اب لوگوں نے اس مرد عظیم المنزلت کی بیعت کر لی ہے جو ہر قسم کی گمراہی کو دور اور ہر کجی کو سیدھا کرے گا۔ سچ تو یہ ہے کہ وفا کیش بدعہدوں اور غداروں جیسا نہیں ہوتا (تاریخ طبری جلد ۵ صفحہ ۱۶۱)

حضرت عائشہ راستہ ہی سے مکہ واپس پلٹ پڑیں قلب و دماغ میں ہیجان برپا تھا مدینہ سے عبداللہ بن زبیر بھی طلحہ و زبیر کا خط لئے ہوئے آپ کے پاس پہونچ گئے طلحہ و زبیر نے خط میں لکھا تھا کہ لوگوں کو حضرت علی کی بیعت توڑ ڈالنے پر آمادہ کریں اور عثمان کے خون کا مطالبہ کریں۔

یہ خط پڑھتے ہی آپ خانہ کعبہ میں آئیں اور بآواز بلند لوگوں کو پکارا تمام لوگ آپ کے گرد اکٹھا ہو گئے آپ نے تقریر کرتے ہوئے کہا "لوگو! مختلف مقامات کے مفسدین نے اہل مدینہ کے غلاموں کی مدد سے حضرت عثمان کو مظلوم شہید کر دیا ان لوگوں نے پہلے حضرت عثمان پر کچھ الزامات لگائے اور جب انھیں ثابت نہ کر سکے تو بغاوت کر دی جس خون کو خدا نے حرام کر دیا تھا اسے بہایا بلد حرام (مکہ) اور شہر حرام (ذی الحجہ) کی تقدیس کو توڑا انھوں نے حرام مال لوٹا خدا کی قسم عثمان کی ایک انگلی ان بلوائیوں کی ساری دنیا سے زیادہ محترم ہے یہ فتنہ ابھی دبتا ہوا نظر نہیں آتا اس لئے تم لوگ خلیفہ مظلوم کا خون رائگاں نہ جانے دو اور قاتلوں سے قصاص لے کر اسلام کی عزت

بچاؤ۔ (خلفائے محمدؐ عمر ابو النصر)

یہ تقریر سنکر عبد اللہ بن عامر حضرمی۔ حضرت عثمان کی طرف سے مکہ کے گورنر نے کھڑے ہو کر کہا میں انتقام خون عثمان کا پہلا حلقہ بگوش ہوں مروان بن حکم اور دوسرے بنی امیہ نے بھی جو مدینہ سے بھاگ آئے تھے تائید کی۔ سعید بن عاص ولید بن عقبہ نے بھی موافقت کی یمن سے یعلی بن امیہ بھی آپہونچا مدینہ سے طلحہ و زبیر بھی آکر حضرت عائشہ سے مل گئے ان دونوں نے امیر المومنین سے عمرہ بجالانے کی اجازت مانگی تھی مگر دل میں غداری کا تہیہ کئے ہوئے تھے ان کی یہ تمنائیں پوری نہ ہو سکی تھیں کہ امیر المومنین ہمیں کوفہ بصرہ کا حاکم بنا دینگے اور مسلمانوں کے بیت المال سے ہمارا گھر بھر دینگے۔ حضرت عائشہ ان دونوں کے مکہ پہونچنے پر بہت خوش ہوئیں اور پوچھا کہ مدینہ کا کیا حال ہے۔ ان دونوں نے کہا ہم بدوعربوں اور بلوائیوں سے جان بچا کر بھاگ آئے ہیں حضرت عائشہ نے اپنے ارد گرد کے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔

تم لوگ۔ اے مشورہ کر کے ایک بات طے کر دو اور ان بلوائیوں کی طرف چل کھڑے ہو۔ حضرت عائشہ کے ہمخیال جتنے لوگ تھے وہ سب آپ کے پاس اکٹھا ہو گئے آپ کی اقامت گاہ پر مجلس شوریٰ منعقد ہوئی رائے پیش ہوئی کہ ہم لوگوں کو شام چلنا چاہئے وہ بہت محفوظ جگہ ہے وہاں سے ہم لوگ اسلامی سلطنت کے دیگر صوبوں پر تاخت کر سکیں گے اور اس طرح علی کی حکومت کی اینٹ سے اینٹ بج جائیگی۔

عبداللہ بن عامر نے کہا یہ رائے ٹھیک نہیں معاویہ تم سے پہلے شام میں موجود ہیں وہاں کے عوام اُن کے زماں بردار بھی ہیں اور معتقد بھی طلحہ و زبیر نے پوچھا پھر کدھر چلنا چاہیئے؟

عبداللہ بن عامر۔ بصرہ کی طرف چلئے وہاں کے لوگوں پر میرے احسانات ہیں پھر وہاں کے لوگ طلحہ کے عقیدتمند بھی ہیں آدمیوں کے ذریعہ بھی آپ کی مدد کروں گا اور مال و اسباب کے ذریعہ بھی۔

سعید بن عاص نے طلحہ و زبیر کی طرف مڑ کر کہا۔

یہ ابن عامر آپ لوگوں کو بصرہ چلنے کی دعوت دے رہا ہے حالانکہ یہی ابن عامر بصرہ سے بھگوڑے غلام کی طرح بھاگ آیا جبکہ وہاں کے لوگ عثمان کے حلقہ اطاعت میں تھے اور اب جبکہ وہ لوگ علی کے حلقہ اطاعت میں داخل ہو چکے ہیں وہ انھیں کو لیکر علی سے لڑنا چاہتا ہے گورنر ہوتے ہوئے تو وہاں سے بھاگ آیا تھا اور اب طرید ہو کر وہاں واپس جانا چاہتا ہے اس نے آدمیوں اور مال و اسباب کے ذریعہ مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے مال و اسباب تو یقیناً اس کے پاس ہوں گے۔ مگر آدمی نہیں۔

مروان بن حکم نے طلحہ زبیر سے کہا آپ لوگ کیوں نہیں خود خلافت کا دعوی کر کے اپنی بیعت لے لیتے اس طرح علی کی بیعت کا جواب ہو جائے گا آپ دونوں حضرات کی جو عظمت و جلالت مسلمانوں کی نگاہ میں ہے وہ ظاہر ہے۔

طلحہ نے کہا تمام لوگ علی کی بیعت کر چکے ہیں، اب ہماری بیعت

کیونکر کرسکتے ہیں؟
زبیر نے کہا پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم نے عثمان کی نصرت سے عمداً پہلو تہی کی اور خود دوڑ کر علی کی بیعت کرنے گئے۔
ولید بن عقبہ نے اس اندیشہ سے کہ کہیں پھوٹ نہ پڑ جائے کہا آپ لوگوں نے پہلے اُن کے ساتھ بد سلوکی کی تو اب اُن کے ساتھ بھلائی پر آمادہ ہیں پہلے اگر آپ سے غلطی ہوئی تو اب آپ ٹھیک راہ پر ہیں کل سے آج آپ لوگوں سے بہتر ہیں۔
مروان بن حکم نے کہا میری خواہش شام چلنے کی تھی اور آپ دونوں کی بصرہ جانے کی مگر بہر حال آپ لوگوں کا ساتھ دوں گا چاہے جان ہی جائے۔
سعید بن عاص نے تھوڑی دیر سوچ کر کہا میں تو اپنے گھر واپس جا رہا ہوں۔
حاضر بن جلسہ نے ابن عامر سے کہا تمہارا استیاناس ہو تم بھی کیوں نہیں اسی طرح بصرہ میں ڈٹے رہے جس طرح معاویہ شام میں ڈٹے ہوئے ہیں تمہاری وجہ سے ہمیں بصرہ کی طرف سے اطمینان رہتا ہم لوگ کوفہ چلے جاتے اور اس طرح علی اور اُن کے ہمراہیوں پر تمام راستے بند ہو جاتے پھر حاضر بن جلسہ نے حضرت عائشہ سے کہا جو مدینہ جانے پر مصر تھیں۔
"ام المومنین مدینہ کا خیال چھوڑ دیجئے ہم لوگوں کے ساتھ جو لوگ ہیں وہ اُن بلوائیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے جو اس وقت مدینہ میں جمع ہوتے ہیں آپ ہمارے ساتھ بصرہ چلیں ممکن ہے وہاں کے لوگ ہم سے احتجاج کریں اور علی ابن ابیطالب کی بیعت ہو جانے کا عذر پیش کریں آپ

انھیں بھی انتقام خون عثمان لینے پر اسی طرح آمادہ کرینگی جس طرح آپ نے مکہ والوں کو آمادہ کر لیا ہے"۔

حضرت عائشہ نے پوری خوشی اور رضامندی سے کہا "ٹھیک ہے ٹھیک ہے ایک آواز آئی لیکن ہم لڑینگے کیسے جبکہ ہمارے پاس ساز و سامان ہی نہیں۔

یعلےٰ بن امیہ نے کہا میرے پاس چھ لاکھ درہم چھ سو اونٹ ہے اکی کو کام میں لاؤ۔

ابن عامر نے کہا میرے پاس بھی بہت کچھ روپیے ہیں۔

آخر بصرہ کو روانگی طے ہو گئی اس قرارداد کے بعد مجمع برخاست ہوا اور حضرت عائشہ گھر میں تنہا رہ گئیں اس فکر میں سرگردان کہ ان سب باتوں کا انجام کیا ہوگا؟ دفعتہً دل میں خیال آیا کہ ام سلمہ زوجہ پیغمبر کے پاس چلنا چاہیے انھیں اپنے ساتھ چلنے پر آمادہ کریں اگر ہمارا مقصد پورا ہو گیا تو ام سلمہ سے کوئی خطرہ نہیں وہ ہمارے اور ہماری خواہشوں کے درمیان دیوار نہیں بنیگیں اور اگر ناکامی رہی تو خمیازہ بھگتنے میں ہم دونوں برابر کے شریک ہوں گے یہ سوچ کر وہ ام سلمہ کے پاس آئیں اور باتوں میں بہلاتے ہوئے کہا۔

"دختر ابی امیہ! ازواج پیغمبر میں سب سے پہلے تم ہی نے ہجرت کا شرف حاصل کیا۔ امہات المومنین میں سب سے زیادہ تم سن رسیدہ اور بزرگ ہو۔ تمہارے ہی گھر سے رسول اللہ ہمیں آذوقہ تقسیم کیا کرتے جبرئیل بھی

زیادہ تر تمہارے ہی گھر میں آ گئے۔

ام سلمہ نے ان کی باتوں کو کچھ کچھ سمجھتے ہوئے کہا۔

یہ ساری باتیں کسی غرض ہی سے تم کہہ رہی ہو۔

حضرت عائشہ نے کہا۔ عبد اللہ بن زبیر نے مجھے بتایا کہ لوگوں نے پہلے عثمان سے توبہ کرائی اور جب انھوں نے توبہ کرلی تو انھیں بہ حالت صوم ماہ حرام میں قتل کر ڈالا۔ میں نے بصرہ جانا طے کرلیا ہے طلحہ و زبیر بھی میرے ساتھ ہیں تم بھی میرے ساتھ چلو شاید اس طرح اللہ ہم لوگوں کے ذریعہ حالات کو ٹھیک کر دے۔

ام سلمہ نے تعجب کرتے ہوئے کہا کل تک تو تم لوگوں کو عثمان کے خلاف برانگیختہ کیا کرتیں اور سخت سخت باتیں اُن کے متعلق کہتیں، تم نے اُن کا نام ہی نعثل رکھ چھوڑا تھا پھر تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ رسول اللہ کے نزدیک علی ابن ابیطالب کی کیا منزلت تھی کہا میں تمہیں یاد دلاؤں!

عائشہ نے کہا ہاں کہو۔

ام سلمہ نے کہا۔ تمہیں یاد ہے ایک مرتبہ جب رسول اللہ ایک سفر سے واپس ہو رہے تھے اور ہم لوگ آپ کے ساتھ ہی تھے ایک جگہ رسول اللہ علی سے بہت دیر تک راز و نیاز کی باتیں کرتے رہے تم نے ارادہ کیا کہ ان دونوں کے بیچ میں پہونچ جاؤ میں نے منع کیا مگر تم نہیں مانی اور پہونچ ہی گئیں اور تھوڑی ہی دیر میں روتی ہوئی پلٹیں میں نے سبب پوچھا تو تم نے بتایا کہ رسول اللہ اور علی ابن ابیطالب

آپس ہی میں راز کی باتیں کر رہے تھے میں وہاں در آئی اور علیؑ سے کہا رسول اللہ
سے مجھے ۹ دنوں میں ایک ہی دن ملتا ہے اور وہ دن بھی تم میرا چھین لینا
چاہتے ہو۔ رسول اللہ غضبناک ہو کر میری طرف مڑے مارے غصہ کے
آپ کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا آپ نے فرمایا یہاں سے بھاگ جاؤ جو شخص
بھی علیؑ کو دشمن رکھے خواہ وہ میرے ازواج سے ہو یا کوئی باہر کا شخص
وہ خارج الایمان ہوگا۔ یہ سنکر میں شرمسار و خجل واپس آگئی۔

عائشہ نے کہا ہاں یہ واقعہ مجھے یاد ہے۔

ام سلمہ نے کہا وہ دن بھی یاد کرو جب میں اور تم رسول اللہ کی خدمت میں
حاضر تھیں اور تم رسول اللہ کا سر دھو رہی تھیں اسی وقت رسول اللہ
نے سر اٹھا کر کہا کاش مجھے معلوم ہوتا تم میں اونٹ والی کون ہے جس
پر چشمہ حواب کے کتے بھونکیں گے اور وہ صراط مستقیم سے ہٹی ہوگی
میں نے کہا میں خدا و رسول کی پناہ مانگتی ہوں اس سے کہ وہ عورت میں ہوں

ام سلمہ نے کہا: ایک واقعہ اور میں یاد دلاؤں ایک سفر میں اور تم
رسول اللہ کے ساتھ تھیں۔ رسول اللہ نے اپنی جوتیاں ٹانکنے کے لئے علیؑ کو
دی تھیں اور وہ ٹانک رہے تھے۔ کچھ دیر کے بعد تمہارے باپ ابوبکر اور
عمر رسول اللہ کے پاس آئے ہم دونوں اٹھ کر پردے میں چلی گئیں اور
وہ دونوں آکر رسول اللہ سے باتیں کرنے لگے پھر ان دونوں نے کہا
یا رسول اللہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہم لوگوں کو آپ کی یہ صحبت کب تک نصیب
ہوگی اگر آپ یہ بتا دیتے کہ آپ کے بعد آپ کا جانشین کون ہوگا تو

وہی ہماری جائے پناہ ہوتا رسول اللہ نے کہا مجھے معلوم ہے لیکن اگر میں بتا دوں
تو تم اسی طرح جدا ہو جاؤ گے جس طرح بنو اسرائیل ہارون سے جدا
ہو گئے تھے یہ سنکر دونوں خاموش ہو گئے اور آپ کے پاس سے چلے
گئے جب ہم لوگ دوبارہ رسول اللہ کے پاس آ بیٹھے تو چونکہ میں رسول اللہ
کی خدمت میں ڈھیٹ تھی میں نے پوچھا یا رسول اللہ کون آپ کا جانشین
ہوگا رسول اللہ نے فرمایا یہ جوتیاں ٹانکنے والا ہم نے باہر نکل کے دیکھا کوئی
نظر نہیں آیا سوا علی کے کہ وہی آنحضرت کی جوتیاں ٹانک رہے تھے۔

عائشہ نے کہا۔ ہاں یہ واقعہ بھی مجھے یاد ہے۔

ام سلمہ۔ پھر تم کیوں خروج پر آمادہ ہو۔

عائشہ نے کہا۔ میں لوگوں کے بگڑے ہوئے حالات سدھارنے کے
لئے نکلنا چاہتی ہوں اور مجھے امید ہے کہ خداوند عالم مجھے اس میں
اجر عنایت فرمائے۔

ام سلمہ۔ دین کا ستون عورتوں کے ذریعہ استوار نہیں ہوتا عورتوں
کی تو یہ بات پسندیدہ ہے کہ نگاہیں چرائے ثنا نے جھکائے دامن کھینچے
چلیں۔ ملکی معاملات سے اللہ نے تمہیں بھی الگ رکھا اور مجھے بھی جب تم
پیغمبر کا ڈالا ہوا پردہ چاک کر کے جنگلوں کی خاک چھانتی پھرو گی اور
اسی عالم میں رسول اللہ تم سے آکر پوچھ بیٹھیں تو تم ان حضرت کو کیا
جواب دو گی؟

عائشہ۔ میرا نکلنا بہت ضروری ہے۔

ام سلمہ۔ تو پھر تم جانو تمہارا کام جانے۔

حضرت عائشہ۔ ام سلمہ کے گھر سے نادم و شرمسار واپس آئیں۔ ام سلمہ نے امیر المومنین کو فوراً ہی سارے حالات مدینہ لکھ بھیجے آپ ان دنوں معاویہ سے جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھے امیر المومنین نے جب ام سلمہ کا خط پڑھا اور عائشہ کی تیاریوں کا حال معلوم ہوا تو آپ بیحد مغموم ہوئے آپ نے اپنے اصحاب اور مخصوصین کو بھی اس سے مطلع کیا اور اس مشکل مسئلہ میں ان سے مشورہ لیا۔ مالک اشتر جو امیر المومنین کے مخصوص صحابی اور آپ سے بہت نزدیکی تعلق رکھتے تھے اور جو مشکلات میں آپ کی مدد اپنا فریضہ سمجھتے تھے انھوں نے حضرت عائشہ کے نام اس مضمون کا خط روانہ کیا۔

"آپ رسول اللہ کی حرم محترم ہیں آنحضرت نے آپ کو گھر میں بیٹھنے کا حکم دیا تھا اگر آپ اس حکم کی پابندی کیجئے تو آپ کے لئے یہ بہت اچھی بات ہے اور اگر آپ نے اس سے انکار کیا اور اسی پر مصر رہیں تو آپ اپنا پردہ چاک کردینگی اور اپنے کھلے بال لوگوں کو دکھلائینگی اس صورت میں میں آپ سے جنگ کرونگا یہاں تک کہ آپ اپنے گھر واپس چلی جائیں"۔

حضرت عائشہ کو جب کہ خط ملا تو بہت گھبرائیں اور جواب میں لکھا۔

"عربوں میں تم ہی پہلے شخص ہو جس نے فتنہ کی آگ بھڑکائی اور افتراق و انتشار کی دعوت دی اور اماموں کی مخالفت کی اور خلیفہ کے قتل میں کوشاں ہوئے تم جانتے ہو کہ اللہ اس سے عاجز نہیں کہ تمھیں عذاب میں مبتلا کرکے

مظلوم خلیفہ کا انتقام لے گے تمہارا خط ملا مطلب میں سمجھی۔ عنقریب اللہ میری کفایت کرے گا تم سے بھی اور ان لوگوں سے بھی جو گمراہی و سرگشتگی میں تمہارے ہی جیسے ہیں۔"

اس کے بعد عائشہ نے مکہ سے روانگی میں جلدی کی اس ڈر سے کہ کہیں مالک اشتر نہ یہاں پہونچ جائیں منادی کو حکم دیا کہ مکہ کی گلی کوچوں میں یہ اعلان کردے کہ ام المومنین اور طلحہ و زبیر بصرہ جارہے ہیں جس شخص کو اسلام کی عزت پیاری ہو جو ان لوگوں سے لڑنا چاہتا ہو جنھوں نے خلیفہ کا خون بہانا جائز سمجھا جو عثمان کے انتقام میں نکلنا چاہے اور اس کے پاس سواری اور سامان سفر نہ ہو وہ ہمارے پاس آئے۔ اس منادی کو سنکر آپ کے پاس خلقت کی بھیڑ لگ گئی تمام منافقین اور مخفی دشمنان اسلام آپ کے پاس سمٹ آئے آپ کے لئے ایک بہت بڑا قوی ہیکل اونٹ لایا گیا جس کا نام عسکر تھا اس پر ہودج کسا گیا اور آپ کو اس میں بٹھا کر تیزی سے بصرہ کا سفر شروع کردیا گیا۔

اصلاحی کوششیں

امیرالمومنین کو جب حضرت عائشہ کے مکہ میں خروج کرنے کی خبر ملی تو آپ کے لئے ضروری ہو گیا کہ انھیں ان کے گھر میں واپس جانے پر مجبور کریں جس میں اللہ نے ٹکے رہنے کا انھیں حکم دیا تھا آپ نے ان کے مقابلہ پر جانے کا قصد کیا اور مدینہ والوں کو بھی اس کی خبر کردی۔

جب روانگی کا وقت آیا تو مدینہ کے کچھ لوگ حاضر خدمت ہوئے انھوں نے آپ کے ساتھ جانے سے اپنی مجبوری ظاہر کی اور دلیل یہ دی کہ ہمیں اہل قبلہ سے لڑنا گوارا نہیں۔ جب مالک اشتر کو معلوم ہوا تو وہ غصہ سے بے قابو ہو اور امیرالمومنین کی خدمت آکر عرض کی۔

"امیرالمومنین! اگرچہ ہم لوگ مہاجرین وانصار سے نہیں ہیں لیکن نیکو تابعین میں سے ضرور ہیں یہ لوگ اگرچہ سابقیت اسلام میں ہم سے بڑھے ہوئے ہیں لیکن ہم نے انھیں جن امور میں شریک کیا ہے اس میں ہم سے بہتر نہیں یہ عمومی بیعت تھی جو شخص اس بیعت سے باہر نکلا اس نے اس بیعت پر طعن واعتراض کیا آپ ان لوگوں کو جو ساتھ چلنے سے گریز کر رہے ہیں ساتھ چلنے پر مجبور کیجیے ورنہ پھر قید میں ڈال کر ان کی تادیب کیجئے۔

امیرالمومنین۔ نہیں میں ان کو ان کی رائے پر چھوڑ دوں گا۔

مالک اشتر اپنی درخواست پر مصر رہے مگر امیرالمومنین کسی طرح ان مہاجرین وانصار کے ساتھ زور زبردستی کرنے پر آمادہ نہ ہوئے البتہ آپ نے ان لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔

"جن لوگوں نے ابوبکر وعمر اور عثمان کی بیعت کی تھی اگر یہ لوگ بیعت توڑ دیتے تو تم ان سے لڑنا جائز سمجھتے یا نہیں؟

ان لوگوں نے کہا۔ ضرور سمجھتے

آپ نے فرمایا۔ تو پھر میرے ساتھ تم لوگوں کو چلنے میں کیا عذر ہے جبکہ تم لوگ میری بیعت کر چکے ہو۔

ان لوگوں نے کہا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ غلطی پر ہیں ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ جس نے آپ کی بیعت کر کے توڑ ڈالی ہے اس سے لڑنا جائز نہیں البتہ نماز گزار اشخاص سے لڑنے کے بارے میں ہمیں شک و شبہ ہے۔

مالک اشتر کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا انہوں نے کہا امیرالمومنین مجھے اجازت دیجئے کہ ان گریز کرنے والوں سے نپٹ لوں۔

امام نے کہا نہیں رہنے دو۔

اشتر سے کسی طرح برداشت نہیں ہوتا تھا کہ یہ مہاجرین و انصار محض اپنے بغض و حسد کی بنا پر امام کی نصرت سے گریز کریں اور ساتھ جانے پر تیار نہ ہوں مگر امام کی مرضی کے آگے وہ کر ہی کیا سکتے تھے امیرالمومنین کسی پر زور زبردستی کرنے پر کسی طرح راضی ہی نہیں تھے مالک اشتر غضبناک ہو کر نکلے اور کنارہ کش ہو کر بیٹھ رہے۔ قیس بن سعد بن عبادہ بہت سے عزیزان انصار و مہاجرین کے ساتھ ان کو راضی کرنے کے لئے گئے قیس نے بہت کچھ کہہ سن کر انھیں راضی کیا اور اشتر امام کی خدمت میں واپس آئے اور آپ کے ہمرکاب ہو کر مہاجرین و انصار کی جمعیت کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے ان لوگوں کے ساتھ کوفہ و بصرہ کے بھی بیشمار افراد تھے بہت تیزی کے ساتھ منزلیں طے کی جانے لگیں کوشش یہ تھی کہ حضرت عائشہ کو راستہ ہی میں جا لیا جائے قبل اس کے کہ وہ بصرہ پہونچیں اور مسلمانوں میں باہمی صف آرائی ہو۔ جب یہ لوگ مدینہ پہونچے تو معلوم ہوا کہ عائشہ بصرہ پہونچ چکی ہیں امیرالمومنین نے ربذہ میں رک جانا مناسب سمجھا تاکہ لڑائی میں

تیاریاں یہیں رہ کر کر لی جائیں آپ نے محمد بن ابی بکر اور محمد ابن جعفر کو کو
روانہ کیا ان کے ہاتھ وہاں کے گورنر ابو موسی اشعری کو ایک خط لکھا جس
میں خبر دی تھی کہ عائشہ بہ ارادہ جنگ بصرہ پہونچ چکی ہیں آپ نے ابو موسیٰ
کو حکم دیا تھا کہ کوفہ کے آدمیوں کو تیار کر کے جلد ہمارے پاس بھیجو۔

یہ ابو موسی بہت ہی بد باطن انسان تھے حضرت عثمان کی طرف سے کوفہ
کے گورنر تھے امیرالمومنین نے مسند نشین خلافت ہوتے ہی چاہا کہ انھیں
معزول کر دیں مگر اشتر نے مشورہ دیا کہ ابھی کچھ دن انھیں چھوڑ دیجئے تاکہ
معاملات پوری طرح روشن ہو جائیں اور حالات میں استحکام پیدا ہو جائے
اس لئے امام نے انھیں چھوڑ دیا تھا جب دونوں محمد خط لیکر اُن کے پاس
پہونچے اور انھیں خط دکھلایا تو یہ مسجد میں پہونچے منبر پر گئے اور لوگوں
کو امیرالمومنین کی نصرت کرنے سے روکا دونوں بے نیل مرام امیرالمومنین
کی خدمت میں واپس آئے اس عالم میں کہ کوفہ کا ایک شخص بھی ان کے
ساتھ نہیں آیا۔ مقام ذی قار میں امیرالمومنین سے ملاقات ہوئی اور انھوں
نے ساری روداد امیرالمومنین سے بیان کی۔ امیرالمومنین اپنے اصحاب کے
درمیان تقریر کرنے کھڑے ہوئے ناگواری کے علامات آپ کے چہرے سے
ظاہر تھیں آپ نے ایک طولانی تقریر کی جس میں فرمایا۔

" یہاں تک کہ تمہارے عوام متفق ہو گئے طلحہ و زبیر نے بھی میری
بیعت کی حالانکہ میں نے اُن کے چہرے کے رنگ ہی سے اندازہ کر لیا تھا کہ
یہ غداری کرینگے اور آگے چل کر بیعت توڑ ڈالیں گے۔ پھر ان دونوں نے مجھ

سے عمرہ بجالانے کی اجازت چاہی میں نے انہیں جتا دیا کہ واقعاً تم لوگ عمرہ کرنا نہیں چاہتے یہ دونوں مکہ پہونچے اور عائشہ کو مبتلائے فریب کیا ان دونوں کے ساتھ پیغمبر کے آزاد کردہ لوگوں کی اولادیں بھی نکلیں یہ لوگ بصرہ پہونچے اور وہاں کے مسلمانوں کو تہ تیغ کیا اور بہت سے ہولناک افعال کئے۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ طلحہ و زبیر ابوبکر و عمر کے لئے تو سیدھے رہے اور مجھ سے بغاوت کی حالانکہ دونوں بخوبی جانتے ہیں کہ میں ان میں سے کسی سے کبھی کم نہیں بلکہ چاہوں تو کچھ اور بھی کہہ سکتا ہوں۔ معاویہ نے شام سے ان کو خطوط لکھے اور انہیں سبز باغ دکھلائے ان دونوں نے وہ خط ہم سے پوشیدہ رکھا اور مدینہ سے روانہ ہو گئے اوباشوں اور بدوؤں بولا میں یہ جتاتے ہوئے کہ ہم عثمان کے خون کے طالب ہیں"۔

زید بن صوحان بیان کرتے ہیں کہ اشتر نے کھڑے ہو کر کہا۔
اس خدا کا شکر جس نے ہمیں ممنون کرم کیا اور ہمیں اپنے احسانات سے سرفراز کیا۔ امیرالمومنین ہم نے آپ کی تقریر سنی آپ نے بالکل ٹھیک کہا آپ ہمارے پیغمبر کے ابن عم، ان کے داماد ان کے وصی، سب سے پہلے آپ کی تصدیق کرنے والے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والے ہیں، تمام غزوات میں آنحضرت کے ہمو کارب رہے اور ہر لوکہ میں آپ کو تمام امت پر برتری حاصل رہی جس نے آپ کی پیروی کی وہ بہرہ مند ہوا نجات پائی جس نے نافرمانی کی اور آپ سے منہ پھیرا اس کا ٹھکانا جہنم ہے اپنی جان کی قسم امیرالمومنین! طلحہ و زبیر و عائشہ نے جو کچھ کیا اس کا ہم لوگوں کو خیال بھی نہ

تھا یہ دونوں بھی سب کی طرح حلقہ اطاعت میں داخل ہوئے مگر بے سبب
جدا ہو گئے نہ آپ نے کوئی نیا کام کیا نہ ان پر کسی طرح کا ظلم کیا اگر وہ دونوں
اس بات کے مدعی ہیں کہ وہ طالبان انتقام عثمان ہیں تو انھیں چاہئے کہ
سب سے پہلے خود اپنے آپ سے قصاص لیں کیونکہ سب سے پہلے انھیں دونوں
نے ان کے خلاف ایکا کیا اور لوگوں کو ان کے خلاف بھڑکایا میں خدا کو
گواہ کر کے کہتا ہوں اگر پھر وہ حلقہ اطاعت میں واپس نہ آئے تو ہم انھیں
بھی عثمان کے پاس پہونچا دیں گے ہماری تلواریں ہمارے کاندھوں پر
ہیں ہمارے دل ہمارے سینوں میں اور ہم آج بھی وہی ہیں جو کل تھے۔"

امیر المومنین کو قدرے اطمینان ہوا آپ کو اہل کوفہ کی طرف سے
اب بھی امید تھی چنانچہ آپ نے ایک مرتبہ اپنے فرزند امام حسن اور عمار
یاسر کو کوفہ روانہ کیا اور ان کے ساتھ ابو موسیٰ اشعری کو اس مضمون کا خط لکھا

"میری رائے پہلے ہی یہ تھی کہ تم اس حکومت سے برطرف ہو جاؤ میں اپنے
فرزند حسن اور عمار بن یاسر کو بھیج رہا ہوں تاکہ یہ وہاں کے لوگوں کو بصرہ
آنے پر آمادہ کریں۔ قرظہ بن کعب کو کوفہ کا گورنر بنا کر روانہ کر رہا ہوں۔
تم ذلیل و خوار ہو کر ہماری حکومت سے دور ہو جاؤ۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا
تو میں نے قرظہ کو اجازت دی ہے کہ تشدد سے کام لے۔"

امام حسن اور جناب عمار کوفہ پہنچ کر ابو موسیٰ سے ملے امام حسن نے سختی سے
بازپرس کی کہ تم نے لوگوں کو ہماری مدد سے کیوں روکا ہماری نیت بجز اصلاح
امت اور رفع فساد اور کچھ نہیں امیر المومنین ایسے انسان سے کوئی

اندیشہ کیا ہی نہیں جا سکتا۔

ابو موسیٰ اشعری کہنے لگے۔

آپ پر میرے ماں باپ قربان آپ سچ فرماتے ہیں لیکن میں نے آنحضرت سے یہ حدیث سنی ہے کہ ایسے وقت میں سوتا آدمی جاگتے آدمی سے اور جاگتا ہوا بیٹھے سے اور بیٹھا ہوا کھڑے سے اور کھڑا ہوا سوار سے بہتر ہے۔

عمار نے کہا۔ کیا تم نے خود یہ حدیث رسول اللہ سے سنی ہے؟

ابو موسیٰ نے کہا ہاں۔

عمار نے لوگوں سے کہا آنحضرت نے فقط انھیں سے فرمایا ہے کہ تم کو ایسے وقت میں خاموش رہنا بہتر ہے یہی عالم ہیں اور سب جاہل مجمع میں اس وقت ہیجان پیدا ہوا۔ کوئی عمار کی تائید کر رہا تھا کوئی ابو موسیٰ کی حمایت ابو موسیٰ موقع مناسب دیکھ کر منبر پر جا چڑھے اور چیخ کر کہا۔

"لوگو! میری بات مانو۔ ہم پیغمبر کے اصحاب ہیں اور پیغمبر سے جو کچھ تم نے سنا ہے اس کو بہتر طور پر سمجھنے والے ہیں جب فتنہ سامنے آتا ہے تو اس پر شک و شبہ کی چادریں پڑی ہوتی ہیں حقیقت اس وقت بے نقاب ہوتی ہے جب فتنہ دور ہو چکا ہوتا ہے۔ یہ بہت ہی سخت آزمائش کی گھڑی ہے تم اپنی تلواریں نیام میں کر لو برچھیوں کا پھل اتار لو کمانوں کے تار کاٹ ڈالو اور اپنے گھروں میں چپکے بیٹھے رہو مجھے اپنا خیر خواہ جانو اور مجھے دھوکا نہ دو اس طرح تمہارا دین اور دنیا دونوں محفوظ رہینگی۔"

ابو موسیٰ کی اس تقریر کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوفہ والے امیر المومنین کی نصرت

میں تذبذب کا شکار ہو گئے خروج پر کوئی تیار نہ ہوا، امام حسن اور عمار کوفہ میں مقیم لوگوں کو جنگ کی ترغیب دیتے رہے لیکن معلوم ہوتا تھا آپ لوگ ٹھنڈے لوہے پر ضرب لگا رہے ہیں۔

وقت گذرتا گیا کوفہ سے خبریں آنا بند ہو گئیں مالک اشتر پر شرمندگی وندامت طاری تھی کوفہ سے جوں جوں خبریں ملتیں غم وغصہ بڑھتا جاتا انھوں نے امیرالمومنین کی خدمت میں عرض کی۔

"امیرالمومنین! امام حسن اور عمار کے جانے سے پہلے میں نے بھی ایک آدمی بھیجا تھا مگر اس کا کچھ بس نہ چلا امام حسن اور عمار کے جانے پر تو لازمی تھا کہ سب کام آپ کی مرضی کے مطابق ہو جائے گا مگر تاخیر کیوجہ سے اب سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا ہوگا؟

امیرالمومنین نے فرمایا تمہیں نے ابوموسی کے متعلق سفارش کی تھی۔

اشتر نے عرض کیا حضور اب مجھے جانے کی اجازت مرحمت فرمائیے کوفہ والے میری بات پوری طرح مانتے ہیں اگر میں اُن کے پاس پہونچ گیا تو قوی امید ہے کہ کوئی مدد سے گریز نہ کرے۔

امیرالمومنین نے فرمایا اچھا جاؤ۔

مالک اشتر ٹھیک اس وقت کوفہ میں پہونچے جب تمام لوگ مسجد میں موجود کبھی ابوموسی کی باتیں سنتے کبھی اپنے معززین اور سرداران کوفہ کی تقریریں۔ امام حسن وجناب عمار خاموش بیٹھے لوگوں کی باتیں سن رہے تھے حالات رفتہ رفتہ موافق ہوتے جا رہے تھے ابوموسی سے برگشتگی

اور امیر المومنین کی حمایت کا جذبہ بڑھتا جاتا تھا اشتر کی شخصیت کوفہ میں بہت معزز و محترم تھی بیشتر آبادی پر اُن کا اثر و اقتدار تھا مسجد کی کیفیت دیکھ کر اشتر مسجد سے باہر نکلے اور دار الامارہ کا رخ کیا جس محلہ یا جس قبیلہ میں ہو کر گذرے اس کو دار الامارہ کی طرف بلاتے جاتے جس وقت ابو موسی منبر پر کھڑے لوگوں کو امیر المومنین کی مدد سے منع کر رہے تھے ٹھیک اسی وقت اشتر ایک بہت بڑے مجمع کو ساتھ لے کر دار الامارہ کی طرف بڑھ رہے تھے وہاں پہونچکر انھوں نے ابو موسی کے ملازمین کو نکالنا شروع کیا ملازمین مسجد کی طرف دوڑے کہ جا کر ابو موسی کو اس آفت ناگہانی کی خبر دیں وہ اس وقت منبر پر کھڑے تقریر کر رہے تھے امارت کے غرور میں نہ کسی چیز کی پروا تھی نہ کسی بات کے ماننے پر تیار تھے امیر المومنین کے زاہیں، امام حسن کی گفتگو مقررین کی تقریریں سب بالائے طاق رکھ دی تھیں بس، ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں وہی ٹھیک ہے ہمارا فیصلہ ہی حتمی فیصلہ ہے کسی کو اعتراض کی گنجائش نہ لب کشائی کا موقع۔ یہاں تک کہ امام حسن ایسا خلق مجسم انسان بھی صبر نہ کر سکا اور آپ نے غضبناک ہو کر کہا

"تم صوبہ داری سے الگ ہو جاؤ یہ منبر چھوڑ دو"

لیکن ملازمین نے پہونچ کر قصہ ہی ختم کر دیا ان میں سے ایک ابو موسی کی طرف بڑھا کان میں کچھ سرگوشی کی مجمع ابھی غور کر ہی رہا تھا کہ ابو موسی جلدی سے منبر سے نیچے اترے اور بدحواس مسجد سے بھاگے دار الامارہ کچھ زیادہ دور نہ تھا وہاں جو کچھ ہوا فوراً ہی اس کی خبر مسجد میں پہونچ گئی

جناب عمار نے کہا۔

"خدا سے جو ٹکر لیتا ہے وہ مغلوب ہو کر رہتا ہے (الامام علی ابن ابیطالب جلد سوم سیرت علویہ جلد اول صفحہ ۲۴)

ابو موسیٰ ذلیل و خوار ہو کر رہ گئے کل تک جو شخص جابر و قاہر مطلق العنان فرماں روا بنا ہوا تھا آج عوام کے ہجوم کے آگے پیشانی رگڑنے پر مجبور تھا دار الامارہ میں لوٹ پڑ گئی۔ ابو موسیٰ کی نگاہ سب سے پہلے مالک اشتر پر پڑی۔ اشتر نے چیخ کر کہا۔

ہمارے دار الامارہ سے نکل جاؤ۔ نکلو یہاں سے تم سے خدا سمجھے تم یقیناً منافق ہو۔

ابو موسیٰ نے ڈرے سہمے لہجہ میں التجا کی شام تک رہنے کی اجازت دو مالک اشتر نے کہا اچھی بات ہے مگر دن ہی دن اپنا سامان نکال لے جاؤ رات نہ ہونے پائے۔

ہجوم ان کا مال و اسباب لوٹنے کے لئے بے چین تھا مگر مالک اشتر غیظ و غضب کے عالم میں بھی اپنی شرافت و مردانگی بھولے نہیں وہ ہجوم کے مقابلہ میں دیوار بن کر کھڑے ہو گئے اور کہا۔

لوگو! میں نے انھیں نکال باہر کیا ہے اب اپنے ہاتھوں سے روک لو مال و اسباب نہ لوٹو۔

مالک اشتر کی اس ممانعت پر لوگوں نے اپنے ہاتھ روک لئے پھر مالک اشتر مسجد میں آئے اور ایک طولانی تقریر کی جس میں لوگوں کو

امیر المومنین کی نصرت پر چلنے کی ترغیب دلائی کوفہ کی بیشمار خلقت خوشی خوشی اٹھ کھڑی ہوئی امام حسن کے ساتھ خشکی کے راستہ تقریباً ۹ ہزار افراد روانہ ہوئے اور دریائی راستے بھی تقریباً اتنے ہی لوگ چلے یہاں تک کہ سب مقام ذی قار میں امیر المومنین سے آملے امیر المومنین اپنے اصحاب کے ساتھ ان کی پیشوائی کو بڑھے خوش آمدید کہی اور تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

"باشندگان کوفہ! تم نے شاہان عجم سے جنگ کی اور ان کی جمعیت کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا اب ان کے اموال و جائداد کے تم مالک ہو تم نے اپنا مالک ان کی دستبرد سے محفوظ بنا لیا اور لوگوں کی ان کے دشمن کے مقابلہ میں مدد کی میں نے تمہیں اس غرض سے دعوت دی ہے کہ تم ہمارے ساتھ ہمارے بصرہ کے بھائیوں کے پاس چلو اگر وہ لوگ راہ حق پر واپس آگئے تو یہی ہم چاہتے ہیں اور اگر وہ اپنی بات پر اڑے رہے تو ہم حتی الامکان نرمی سے ان کا علاج کرنے کی کوشش کریں گے جب تک وہ ظلم و زیادتی پر نہ اتر آئیں ہم کوئی ایسا کام کرنے سے باز رہیں گے جس میں امت کی بھلائی ہو۔"

پھر آپ ان لوگوں کو اپنے ساتھ لئے بصرہ کی طرف روانہ ہوئے مالک اشتر بھی امیر المومنین کے ہمرکاب باشندگان کوفہ کی قیادت کرتے ہوئے چلے۔

مالک اشتر کی شجاعت

اشتر کی شجاعت و مردانگی پر کسی دلیل کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی ناظرین گزشتہ صفحات میں ان کی محیر العقول، دلیری و بہادری کی بہت کچھ جھلک دیکھ چکے ہیں اشتر کے صمصمہ شجاعت سے آج سارا عالم گونج رہا ہے نہیں کی دھمک قیامت تک سنائی دیتی رہے گی صدیاں گزر جانے کے بعد بھی ان کے کارنامے آج تک زندہ ہیں اور جوں جوں دن گزرتے جاتے ہیں اُن کا نام اور اونچا ہوتا جاتا ہے۔

شجاعت بہادری کو اُن کے جملہ خصوصیات و کمالات میں ایسی اہمیت حاصل ہوئی کہ وہ تمام اوصاف پر چھا گئی اس کے تذکرہ سے تاریخ و سیرت کی کتابیں چھلک اٹھیں ان کی مردانگی و بہادری کو جتنا محدثین و مورخین نے متفقہ طور ذکر کیا ہے شاید ہی کسی اور صفت کو اس طرح ذکر کیا ہو۔

علامہ ابن ابی الحدید نے کیا خوب لکھا ہے۔

"اگر کوئی شخص قسم کھا کر کہے کہ عرب و عجم میں اشتر سے بڑھ کر کوئی بہادر نہیں گزرا اُن کے استاد علی ابن ابیطالب کو چھوڑ کر تو میرا خیال ہے کہ اسکی قسم جھوٹی نہ ہوگی نہ قسم کھا کر گنہ گار ہوگا

ایک شخص سے مالک اشتر کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا میں اس شخص کے متعلق کیا کہوں جس کی زندگی نے شام والوں کو ہزیمت دی اور جس کی موت نے عراق والوں کو ہزیمت دی۔

زہیر بن قیس بیان کرتا ہے کہ میں عبداللہ بن زبیر کے ساتھ حمام میں داخل ہوا میں نے اُن کے سر میں زخم کا ایسا گہرا نشان دیکھا کہ اگر اس میں تیل کی شیشی ڈالی جاتی تو سما جاتی ابن زبیر نے کہا یہ زخم جانتے ہو مجھے کس نے لگایا تھا؟ میں نے کہا نہیں کہا تمہارے ابن عم اشتر نخعی نے بروز جنگ جمل میرا اور اُن کا مقابلہ ہوا میں نے ایک ہی وار اُن پر کیا تھا کہ اُنھوں نے تابڑ توڑ چھ سات وار کر دیئے پھر میرا پیر پکڑ کر خندق میں پھینک دیا۔

اشتر کی شجاعت پر مختلف لوگوں کے اقوال ثبوت میں پیش کرنے کی کیا ضرورت ہے جبکہ ہمارے سامنے جنگ جمل موجود ہے جنگ یرموک و قادسیہ میں اُنھوں نے جو کارنامے انجام دیئے تھے ان کا ہم سرسری تذکرہ کر چکے ہیں جنگ جمل میں اُن سے جس شجاعت کا مظاہرہ ہوا ہم یہاں اس پر تفصیل سے روشنی ڈالنا چاہتے ہیں ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ مقام ذی قار سے وہ امیرالمومنین کے ہمرکاب کوفہ والوں کی قیادت کرتے ہوئے بصرہ کی طرف روانہ ہوئے قصر عبید اللہ بن زیاد کے پاس پہونچکر عائشہ کے لشکر سے مڈ بھیڑ ہوئی وہاں تین دن قیام رہا۔ ان تین دنوں میں امیرالمومنین یکے بعد دیگرے بصرہ والوں کی طرف اپنا قاصد بھیجتے رہے اور عائشہ اور ان کے ساتھیوں کو خط پر خط لکھ کر بغاوت و سرکشی سے باز رہنے کی تلقین

کرتے رہے جب دیکھا کہ وہ لوگ بغاوت اور جنگ و جدال ہی پر تلے ہوئے ہیں تو آپ اپنے لشکر کو لے کر آگے بڑھے میمنہ لشکر کے سردار مالک اشتر تھے میسرہ پر عمار بن یاسر اور سب سے بڑا نشان لشکر محمد بن حنفیہ کے ہاتھ میں تھا جب دونوں طرف کے لشکر ایک دوسرے کے سامنے ہوئے تو امیر المومنین نے اپنے ہمراہیوں کے درمیان تقریر فرمائی جس میں تاکید کی کہ جب تک وہ لوگ خود پہل نہ کریں تم جنگ کی ابتدا نہ کرنا آپ کا یہی انداز ہر معرکہ میں رہا کیا دفعتہً حضرت عائشہ کے لشکر کے ہزاروں ہزار تیر اندازوں نے تیروں کے مینہ برسانے شروع کر دئے اتنی کثرت سے تیروں کی بارش ہوئی کہ امیر المومنین کے سپاہی چیخ پڑے آپ کا ایک آدمی مارا گیا جسے آپ کے اصحاب آپ کے پاس اٹھا لائے اور فریاد کی کہ ہمارا یہ فلاں ساتھی مارا گیا امیر المومنین نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر فرمایا خداوندا تو شاہد رہنا۔

پھر آپ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا تم لوگ اپنی حجت تمام کر لو۔

عبد اللہ بن ابن بدیل صحابی پیغمبر اپنے بھائی کی لاش اٹھائے امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا۔

امیر المومنین یہ میرا بھائی ہے جسے ان لوگوں نے مار ڈالا۔

اس وقت امیر المومنین نے انا للہ و انا الیہ راجعون فرمایا اور جنگ کے لئے تیار ہو گئے آپ نے ایک مصحف ہاتھ میں لے کر اپنے ہمراہیوں سے کہا۔

"کون ہے جو یہ اللہ کی کتاب لے کر دشمن کی فوج میں جائے اور ان
کو کلام الٰہی کا واسطہ دیکر کہے کہ فتنہ وفساد سے باز آؤ اور احکام قرآنی
کی اتباع کرو۔
مسلم نامی کوفہ کا ایک کم سن جوان آگے بڑھا اور جوش میں آ کر
کہنے لگا۔
یہ خدمت میں بجا لاؤں گا۔
حضرت نے فرمایا مگر اس میں جان کا خطرہ ہے۔
اس نے جواب دیا رضائے الٰہی کے لئے مجھے یہ بھی منظور ہے۔
آپ نے دعا خیر دی اور بہادر سپاہی روانہ ہوا اونٹ کے قریب
پہنچ کر اس نے اعلان کیا۔
"یہ قرآن ہے یہ اللہ کی کتاب ہے رسول اللہ کے چچا زاد بھائی
اور خلیفہ نے مجھے بھیجا ہے کہ تم پر حجت تمام کروں اور اس کے احکام
پر چلنے کی دعوت دوں۔
اس کا جواب فوج مخالف کے ایک سپاہی نے یہ دیا کہ تلوار کا بھرپور
ہاتھ اس نوجوان کے دائیں ہاتھ پر مارا ہاتھ کٹ کر گر پڑا تو اس نے بائیں
ہاتھ میں لے لیا دوسرے ہاتھ پر بھی تلوار پڑی نوجوان نے مصحف کو
سینہ پر سنبھالا سارا جسم خون میں تر تھا حضرت عائشہ نے چیخ کر کہا اسے
تیروں سے چھید ڈالو ان کے سپاہی چاروں طرف سے اس نوجوان
پر ٹوٹ پڑے ہر طرف سے تیروں کے وار ہونے لگے نوجوان کی ماں

بھی وہیں موجود تھی اس نے یہ منظر دیکھ کر اپنے کو فرزند پہ گرا دیا اور اسے کھینچ کر چیخیں مارتی روتی ہوئی امیرالمومنین کے پاس لائی یہ حزنیہ پڑھتے ہوئے۔

"خداوندا میرے فرزند مسلم نے انھیں قرآن کی طرف بلایا وہ بے ڈرے ان سے کتاب خدا کی تلاوت کرتا رہا ان لوگوں نے اس کے خون سے اپنے کپڑے رنگین کئے۔ اس بچہ کی ماں (ام المومنین عائشہ) کھڑی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھیں اور لوگوں کو بجائے رد کنے کے اس نوجوان کو مار ڈالنے کا حکم دے رہی تھیں۔

امیرالمومنین نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور فرمایا۔ "خداوندا تیری ہی طرف نظریں اٹھتی ہیں اور ہاتھ پھیلتے رہتے ہیں خداوندا ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان صراط مستقیم کھول دے انت خیر الفاتحین

پھر اپنے ساتھیوں کو حکم دیا ان پر ٹوٹ پڑو۔ یہ حکم سنتے ہی امیرالمومنین کے لشکر نے زور و شور سے حملہ کیا اشتر اسلحے میں غرق آگے بڑھے اور اصحاب جمل پہ اس شدت سے حملہ آور ہوئے کہ بھگدڑ پڑ گئی ایک قبیلہ ازدوالے تھے جو حضرات عائشہ کی طرف سے ڈٹ کر مقابلہ کر رہے تھے اور انھیں کے افراد کثرت سے مارے بھی گئے امیرالمومنین کے ساتھیوں نے اونٹ کو جس پر عائشہ سوار تھیں اپنا نشانہ بنا لیا سب کے رخ اسی کی طرف تھے یہ دیکھ کر ازدوالے پھر جم گئے ایک ایک

شخص اُن میں سے آگے بڑھتا ناقہ کی مہار تھامتا اور مارا جاتا ابن یثربی نے جو حضرت عائشہ کے ساتھیوں میں مشہور بہادر تھا آگے بڑھ کر ناقہ کی مہار اپنے ہاتھ میں لے لی اور جو بھی قریب آیا اُسے قتل کرنا شروع کیا امیرالمومنین نے یہ دیکھ کر کہ جب تک اونٹ زندہ ہے لڑائی ختم نہ ہوگی اونٹ ہی کی وجہ سے ساری آفت ہے۔ یہ مارڈالا جائے تو یہ قصہ پاک ہو آپ نے فرمایا۔ کون اونٹ پر حملہ کرتا ہے۔

یہ سنکر ھند بن عمرو مرادی بڑھے اور اونٹ پر حملہ آور ہوئے ابن یثربی نے مہار اپنے لڑکے کی طرف پھینکی اور آگے بڑھکر اُن پر حملہ کیا اور مارڈالا پھر علیا بن ھیثم سدوسی اونٹ پر حملہ آور ہوئے وہ بھی ابن یثربی کے ہاتھوں شہید ہوئے ابن یثربی کی ہمت اب بہت بڑھی ہوئی تھی اس نے دونوں صفوں کے درمیان للکار کر اپنے مقابلہ کی دعوت دی زید بن صوحان عبدی آگے بڑھے مگر ابن یثربی کے ہاتھ سے وہ بھی مارے گئے اس نے پھر مہار ناقہ اپنے ہاتھ میں لے لی اور فخریہ رجز پڑھنا شروع کیا اس نے اپنے قبیلہ ازدوالوں سے کہا تم لوگ بہادر بھی ہو اور غیرت دار بھی میں نے ان لوگوں کے کئی آدمیوں کو تہ تیغ کیا یہ لوگ ضرور مجھے مارڈالیں گے یہ تمہاری مادر گرامی ہیں ان کی نصرت دین وفرض ہے اور اُن کی نصرت سے گریز نافرمانی ہے میں اس وقت تک مارا نہ جاؤنگا جب تک زمین نہ دیکھ لوں گا جب دشمن مجھے زمین پر گرا دے تو تم لوگ مجھے آکر بچا لینا قبیلہ ازدوالوں نے کہا ہمیں اور کسی سے تو خوف

نہیں البتہ اشتر کا دھڑکا لگا ہوا ہے ابن یثربی نے کہا مجھے بھی انھیں کی طرف سے اندیشہ ہے یہ کہکر وہ پھر امیر المومنین کی فوجوں پر حملہ آور ہوا مالک اشتر اس کے مقابلہ کو نکلے اس پر بڑھ کر حملہ کیا اور نیزہ کا ایسا وار کیا کہ وہ زمین پر آ پڑا ازدو والوں نے بڑھ کر بچا لیا ابن یثربی نے چاہا کہ اٹھ کر بھاگ جائے مگر عبداللہ بن طود بکری نے پھر اس پر حملہ کر کے پچھاڑ ڈالا قبیلہ سدوس کے ایک شخص نے اس کی ٹانگیں پکڑ لیں اور کھینچ کر امیر المومنین کی خدمت میں لایا ابن یثربی نے دہائی دینی شروع کی مجھے قتل نہ کیجئے کہنے لگا امیر المومنین مجھے معاف کر دیجئے عرب والے ہمیشہ سے کہتے آئے ہیں کہ آپ نے کبھی کسی زخمی پر حملہ نہیں کیا امیر المومنین نے اُسے معاف کر دیا اور کہا جہاں جی چاہے چلے جاؤ وہ اپنے ساتھیوں میں واپس آیا اور فوراً ہی مر گیا۔ اس کے مرنے پر اس کی لڑکی نے ایک مرثیہ کہا جس میں قبیلہ ازدو والوں کا شکریہ ادا کیا کہ انھوں نے اس کے باپ کی مدد کی اور اپنی قوم بنی ضبہ کی مذمت کی کہ وہ اس کے کام نہیں آئے۔ اسی کے ساتھ اس بات پر فخر کیا کہ میرے باپ کو کسی اور نے نہیں مالک اشتر نے قتل کیا وہ اپنے مرثیہ میں کہتی ہے۔

ضبہ والو! تمہیں ایسے شہسوار کے غم میں مبتلا ہونا پڑا۔ جو عزت کا نگہبان اور جمع سرداروں کا قاتل تھا وہ شہسوار عمرو بن یثربی ہے جس کے صدمہ میں بنی عدنان کے تمام قبائل مبتلا ہوئے۔ مرکہ میں اس کی قوم والوں نے اس کی حمایت نہیں کی البتہ عمان کے ازدو والوں نے اس

پرترس کھایا۔ ان کا بڑا احسان مجھ پر ہے۔ اور اُن کی محبت کی وجہ سے میں تمام یمانی لوگوں کو محبوب رکھتی ہوں۔

اگر اشتر کے علاوہ کوئی اور اُسے قتل کرتا تو میں ہمیشہ اس پر آنسو بہاتی رہتی لیکن میرے باپ کو ایسے شخص نے قتل کیا جس کو کوئی عیب نہیں لگایا جاسکتا جو شیروں کا شیر اور شہسواروں کا شہسوار ہے یہ واقعہ ہے کہ اشتر کی شجاعت صحیح معنوں میں شجاعت تھی اور ایسی ہی شجاعت والے کو حق ہے کہ اپنی شجاعت پر فخر کرے اشتر سے بڑھ کر اپنی شجاعت پر فخر کرنے کا اور کون سزاوار ہو سکتا ہے۔ عمرو بن یثربی کی دختر بھی نسل دوسری عورتوں کے ایک عورت تھی عورت کا کام ہی یہ ہے کہ رونے دھونے نرم دلی اور کمزوری اس کی فطرت میں داخل ہے وہ بہت جلد متاثر ہو جاتی ہے معمولی باتوں پر اس کی آنکھ سے آنسو نکل پڑتے ہیں بات بات پر اس کا دل دکھنے لگتا ہے وہ اپنے ناموراور بہادر باپ کو دیکھتی ہے جو اس کے لئے سب سے قیمتی چیز تھا اسکی امیدوں کا مرکز اس کی آرزوؤں کا سرچشمہ جو بنی ضبہ کا سردار اور بصرہ کا رئیس تھا وہ اسکے سامنے خون میں غرق بے جان پڑا تھا موت نے اس کی حس و حرکت ختم کر دی تھی اس کی زندگی کا ورق پلٹ دیا تھا عنقریب وہ ہمیشہ کے لئے قبر کے اندھیرے میں روپوش ہونے والا تھا مگر ان سب کے باوجود نہ وہ چیخی چلائی نہ گریبان چاک کیا نہ رخساروں پر طمانچے مارے نہ آنکھوں سے آنسو بہائے صرف اس وجہ سے کہ انکے

باپ کا قاتل کوئی اور نہیں مالک اشتر ہیں جو شہسواروں کے شہسوار اور شیروں کے شیر تھے جن کے ہاتھ سے مارا جانا کوئی ذلت کی بات نہ تھی بلکہ فخر و ناز کا ذریعہ تھا ابن یثربی کی دختر اور عمرو بن عبدود کی بہن کی کیفیتیں کتنی ملتی جلتی ہیں جنگ خندق میں جب امیر المومنین کے ہاتھوں عمرو بن عبدود مارا گیا تو اس کی بہن نے بھائی کے مرثیہ میں کہا تھا۔

لو کان قاتل عمرو غیر قاتله　　لکنت ابکی علیه دائم الابد

اگر علی کے علاوہ کوئی اور قاتل ہوتا تو میں ہمیشہ اس پر آنسو بہاتی لیکن اس کا قاتل تو ایسا شخص ہے جس کو کوئی عیب لگایا ہی نہیں جا سکتا جس کا باپ سردار مکہ کہکر پکارا جاتا ہے۔

ابن یثربی کے مارے جانے پر بصرہ والوں نے اونٹ کو اپنے حلقہ میں لے لیا اور اس کی مہار سنبھالنے میں یکے بعد دیگرے کٹ کٹ کر گرنے لگے بصرہ کا ایک بوڑھا میدان میں رجز پڑھتا ہوا نکلا کہ

قبیلہ ازد والو! (عائشہ) تمہاری مادر گرامی ہیں یہی تمہاری نماز یہی تمہارا روزہ ہیں۔

یہی سب سے بڑی حرمت ہیں دشمن غالب نہ آنے پائے اگر غالب آگیا تو تمہیں سخت ترین اذیتیں دے گا۔

مالک اشتر اس کے مقابلہ پر نکلے اور ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کیا پھر ابن خضر ازدی رجز پڑھتا ہوا نکلا وہ بھی مالک اشتر کا شکار

ہوا اس کے بعد عمیر غنوی نکلا وہ بھی مارا گیا پھر اصحاب جمل کا مشہور پہلوان ابن عمرو راسبی نکلا اس نے امیرالمومنین کے سپاہیوں پر بڑے کاری وار کئے رجز میں اس نے کہا۔

میں ان لوگوں پر وار کر رہا ہوں۔ اگر علی کو دیکھ لوں تو ان کا کام تمام کر کے گمراہ قوم کو راحت پہو نچاؤں۔

اشتر نے لپک کر اُسے بھی ختم کیا پھر عبدالرحمان بن عتاب بن اسید بن ابی العاص باہر نکلا اس کی تلوار کا نام ولول تھا اس نے رجز پڑھنا شروع کیا۔

میں فرزند عتاب ہوں میری تلوار ولول ہے اور اونٹ کے پاس موت بڑی عزت کی موت ہے۔

اشتر نے اس پر بھی حملہ کر کے قتل کیا اس طرح جو بھی اونٹ کے قریب آیا اور مہار ناقہ تھامی مالک کے ہاتھوں قتل ہوا اب بڑے بڑے بہادر کنّی کاٹنے لگے کوئی اُن کے سامنے نہیں آتا تھا یہ منظر دیکھ کر محمد ابن طلحہ آگے بڑھے اور مہار ناقہ اپنے ہاتھ میں لے لی اسے بوسہ دیا حضرت عائشہ نے پوچھا تم کون ہو کہا میں محمد بن طلحہ ہوں مادر گرامی! آپ مجھے کیا حکم دیتی ہیں عائشہ نے کہا میں یہی حکم دیتی ہوں کہ تم بنی آدم میں نیکنام ہو انھوں نے تلوار کھینچی اور مقابلہ کے لئے نکلے امیرالمومنین کی طرف معکبو بن سعد بریا پھر نکلا دونوں میں تلوار چلی محمد نے اس کے سر پر تلوار کا وار کیا اور اسے قتل کر ڈالا پھر پلٹ کر انھوں نے مہار ناقہ

بوسہ دیا دوبارہ میدان میں آئے مالک اشتر شیر کی طرح اُن پر جھپٹے طلحہ
مالک اشتر کو بڑھتے دیکھ کر دوڑ کے محمد کے پاس پہونچے اور کہا بیٹا اس
پھاڑ کھانے والے شیر سے بچو محمد نے ان کی بات نہیں مانی غیرت سے
مجبور ہو کر اشتر کے مقابلہ پر آہی گئے جب اشتر نے اُن پر نیزے
کا وار کیا تو اپنے لشکر کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے اشتر نے دوڑ کر
ایسا نیزہ مارا کہ وہ منہ کے بھل گر پڑے اشتر نے جب گھوڑے سے
اتر کر چاہا کہ سر کاٹ لیں محمد گڑگڑا نے لگے اور کہا مالک میں تمھیں خدا
کا واسطہ دیتا ہوں آیت حٰمٓ کی تلاوت کی اشتر نے چھوڑ دیا اور
گھوڑے پر بٹھا کر انھیں اُن کے باپ کے پاس بھیجدیا جہاں وہ اسی
دن ختم ہو گئے۔

اشتر پھر میدان میں آئے جب وہ اونٹ سے قریب ہوئے تو عبداللہ بن
زبیر سے مڈبھیڑ ہوئی اب کی یہ میدان میں نکلے تھے تھوڑی دیر
دونوں میں تلوار کی ردوبدل ہوئی ابن زبیر نے اشتر کے سر پر تلوار
کا وار کیا تلوار ہلکی پڑی اشتر نے سر پر بھرپور وار کیا جس سے اُن
کے سر پر کاری زخم لگا پھر دونوں لپٹ پڑے اور دونوں ہی لوٹتے
ہوئے زمین پر آرہے حضرت عائشہ نے پوچھا عبداللہ کا کس سے
مقابلہ ہو رہا ہے لوگوں نے بتایا کہ اشتر سے وہ چلائیں کہ ہائے میری
بہن اسماء کی تباہی انھوں نے اعلان کیا کہ دس ہزار درہم انعام میں
اسے دئے جائیں گے جو ابن زبیر کی سلامتی کی خبر لائے گا یہ معمولی رقم

نہیں تھی اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت عائشہ کو اپنے بھانجے کے متعلق کتنا اضطراب لاحق تھا تھوڑی دیر اشتر اور ابن زبیر میں کشتی ہوتی رہی یہاں تک کہ اشتر ابن زبیر کے سینہ پر چڑھ بیٹھے ابن زبیر نے چلانا شروع کیا مجھے بھی مار ڈالو اور مالک کو بھی میرے ساتھ ساتھ مالک کو بھی قتل کر ڈالو۔ ابن زبیر کے ساتھی اُن کا مطلب نہیں سمجھ سکے انھیں پتہ ہی نہیں چلا کہ مالک کون ہے؟ اشتر کا نام لوگ کم جانتے تھے وہ اشتر کے نام سے زیادہ مشہور تھے حضرت عائشہ کے پورے لشکر والے دونوں پر ٹوٹ پڑے جس کے نتیجہ میں دونوں ایکدوسرے سے جدا ہو گئے مالک اشتر کہا کرتے مجھے ابن زبیر کے مالک کہنے پر جتنی خوشی ہوئی اتنی کسی بات پر نہیں ہوئی اگر کہیں وہ مالک کی جگہ پر اشتر کہہ دیے ہوتے تو سب مل کر مجھے مار ڈالتے مجھے خدا مجھے ابن زبیر کی حماقت پر انتہائی حیرت ہوئی کہ وہ چلا چلا کر کہتے تھے مجھے بھی مار ڈالو اور مالک کو بھی اگر ہم دونوں ایک ساتھ مارے جاتے تو ابن زبیر کو کیا فائدہ پہونچتا۔

معلوم ہوتا ہے اس واقعہ نے اشتر کو بہت زیادہ غضبناک کیا ابن زبیر پوری طرح اُن کے قبضہ میں آچکے تھے اپنے چنگل سے اُن کے بچ نکلنے کو انھوں نے اپنی شجاعت کی توہین سمجھا انھوں نے تلوار اپنے ہاتھ سے پھینک دی اور قسم کھائی کہ اب کبھی اس تلوار سے کام نہیں لونگا جیسا کہ نضر بن مزاحم بیان کرتے ہیں جب جنگ جمل ختم ہو گئی

اور عائشہ بصرہ میں داخل ہوئیں جناب عمار بن یاسر اُن کے پاس پہونچے ساتھ میں مالک اشتر بھی تھے حضرت عائشہ نے عمار سے پوچھا۔ ابوالیقظان یہ تمہارے ساتھ کون ہے انھوں نے بتایا کہ مالک اشتر ہیں حضرت عائشہ نے کہا مالک تم نے ہی میرے بھانجے ابن زبیر کی یہ گت بنائی تھی۔

اشتر نے کہا جی ہاں اگر میں بوڑھا اور تین روز کے روزے سے نہ ہوتا تو امت محمد کو ہمیشہ کے لئے اس سے نجات دلادیتا۔

عائشہ اس جواب سے تڑپ گئیں فرمایا تم نے خدا کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ مسلمانوں کا خون بہانا صرف تین ہی صورتوں میں روا ہو سکتا ہے یا تو وہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو جائے۔ یا شوہر دار عورت سے زنا کرے یا بے خطا کسی کو قتل کرے۔

مالک اشتر نے برجستہ کہا مادر گرامی انھیں تین باتوں میں سے کسی ایک بات پر میں نے انھیں زخمی کیا ہے خدا کی قسم اس واقعہ سے پہلے کبھی میری تلوار نے مجھے دھوکا نہیں دیا اب میں نے قسم کھائی ہے کہ اس تلوار کو کبھی اپنے پاس نہیں رکھونگا۔ پھر انھوں نے یہ اشعار پڑھے

حضرت عائشہ! اگر میں تین روز کے فاقہ سے نہ ہوتا تو یقیناً آپ اپنے بھانجے کو مردہ پاتیں۔

اس صبح جب بیٹے انھیں نوچ رہے تھے اور وہ چلا رہے تھے مجھے اور مالک دونوں کو قتل کر ڈالو۔

جریر اور اشتر

جنگ جمل کے اختتام اور حالات پر سکون ہونے کے بعد مالک اشتر کچھ دن بصرہ میں رہے پھر امام کے ہمراہ کوفہ آئے۔ کوفہ آنے کے بعد امیرالمومنین کو یہ فکر و تردد لاحق تھا کہ معاویہ اور شام والوں کے متعلق کیا کیا جائے۔ معاویہ نے ابھی تک بیعت نہیں کی تھی اور اُن کی وجہ سے شام والے بھی ابھی تک حلقہ اطاعت سے باہر تھے آپ اپنے اصحاب اور مخلص محبین سے برابر مشورہ کرتے۔ شام والوں کی سرکشی و خودسری اور بیعت سے گریز آپ کے لئے اضطراب کا باعث تھا آپ نے ایک دن اپنے اصحاب کو جمع کیا جن میں مالک اشتر بھی تھے آپ نے یہ مسئلہ اُن کے سامنے رکھا اور اس گتھی کا حل سوچنے کی خواہش کی ہر شخص نے اپنی اپنی رائے دی جب مالک اشتر کی باری آئی تو انھوں نے شام والوں پر فوراً چڑھائی کر دینے کا مشورہ دیا بہت سے لوگوں نے اُن کی ہمنوائی بھی کی مگر امیرالمومنین نے جلدبازی مناسب نہیں سمجھی لڑائی میں اپنی طرف سے پہل کرنا آپ کو کبھی بھی پسند نہیں رہا آپ چاہتے تھے معاویہ اور شام والوں پر حجت پوری طرح تمام ہو جائے کل کسی کو کچھ کہنے کا موقع باقی نہ رہے آپ کی رائے ہوئی کہ پہلے معاویہ کے پاس قاصد بھیجا جائے

جو جا کر اُن کے خیالات اور دلی مقاصد کا پتہ چلائے اس طرح ایک بار
اور معاویہ کو قائل کرنے کی کوشش ہو جائے گی اگر انھوں نے سلامتی
کو راہ دیکر بیعت کر لی تو یہی ہم چاہتے ہیں اور اگر وہ سرکشی ہی پر تلے رہے
تو قاصد انھیں جتادے گا کہ اہل اسلام اُن سے جنگ کرنے پر مجبور
ہو گئے جریر بن عبد اللہ بجلی جو حضرت عثمان کی طرف سے ہمدان کے
گورنر تھے اور امیر المومنین نے انھیں معزول کر دیا تھا یہ بھی وہاں موجود
تھے انھوں نے کھڑے ہو کر کہا امیر المومنین مجھے معاویہ کے پاس
روانہ کیجئے وہ میرے خیر خواہ بھی ہیں اور دوست بھی میں جا کر انھیں سمجھاؤں گا
کہ وہ آپ کی بیعت کر لیں اور شام والوں کے ساتھ آپ کے حلقہ اطاعت
میں داخل ہو جائیں شام والوں کو بھی میں آپ کی اطاعت اور بیعت
کی ترغیب دلاؤنگا وہ سب کے سب میرے قوم و قبیلہ کے ہیں اور
میرے ہموطن ہیں مجھے امید ہے کہ وہ لوگ میری بات نہیں ٹالینگے۔
مالک اشتر جو جریر کے خبث باطن اور بد طینتی سے پوری طرح
واقف تھے انھوں نے جریر کی یہ بات سنکر عرض کیا۔
امیر المومنین ان کی باتوں پر اعتنا نہ فرمائیے یہ ہرگز اس قابل نہیں
کہ انھیں قاصد بنا کر بھیجا جائے میرا تو خیال ہے کہ ان کا میلان معاویہ
ہی کی طرف ہے۔ امام نے کہا جانے دو۔ انھیں کو ہم بھیج کر دیکھتے ہیں کہ
یہ کیا جواب لاتے ہیں پھر آپ نے خط دیکر جریر کو شام کی طرف روانہ
کیا جریر خط لے کر گئے اور تقریباً ۴ مہینے وہاں مقیم رہے اتنا طول کھینچا

اُن کے قیام میں کہ لوگوں کو اُن کے متعلق بدگمانی پیدا ہونے لگی۔ نت نئے شکوک و شبہات اُن کے متعلق کئے جانے لگے امیرالمومنینؑ نے پھر اپنے اصحاب کو جمع کر کے فرمایا۔

تم لوگ صاحبان رائے حلم و بردباری کی میزان حق گفتار مبارک فعل ہو۔ ہم اپنے اور تمہارے دشمن کی طرف چلنے کا ارادہ کر رہے ہیں تم لوگ رائے دو کہ کیا کرنا چاہئے۔

حاضرین نے یکے بعد دیگرے اپنی اپنی رائے پیش کی کوئی اس کا خواہاں تھا کہ ضرور چلنا چاہئے اور کسی کے نزدیک جلد ہی بازی مناسب نہ تھی بلکہ دور اندیشی کا تقاضا یہ تھا کہ کچھ دن رک کر حالات کا صحیح طور پر اندازہ کر لیا جائے۔ کچھ لوگوں کی رائے تھی کہ آپ کوفہ ہی میں چپکے بیٹھے رہیں شام والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اُن سے ٹکر لینا خطرناک ثابت ہوگا۔

مالک اشتر نے اٹھ کر عرض کی امیرالمومنینؑ جو لوگ آپ کو یہ رائے دے رہے ہیں کہ کوفہ ہی میں چپ بیٹھے رہئیے یہ لوگ شام والوں کی کثرت اور جنگ کے نتائج سے خوفزدہ ہو رہے ہیں حالانکہ ان سے جنگ کرنے میں زیادہ سے زیادہ موت ہی کا تو خطرہ ہے اور ہم موت ہی کے خواہاں ہیں۔

امیرالمومنینؑ نے فرمایا۔ جریر بن عبداللہ کو بطور قاصد روانہ کیا جا چکا ہے اور وہ ابھی تک وہاں سے واپس نہیں آئے ہیں بغیر اُن کے واپس آئے اگر ہم جنگ پر تیار ہو جاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ شام والوں کے لئے تمام دروازے بند ہو گئے اگرچہ وہ لوگ راہ راست

پر آنے والے بھی ہوں گے تو اب اُن کے لئے گنجائش باقی نہ رہے گی
میں جریر کے لئے ایک وقت مقرر کئے دیتا ہوں اس وقت کے بعد
وہاں نہیں ٹھیں گے اور اگر ٹھیں گے تو نافرمانی کے مرتکب ہوں گے
پھر آپ نے خط لکھ کر جریر کو واپس آنے کی تاکید کی خط میں آپ
نے تحریر فرمایا:۔

"جب میرا خط ملے تو معاویہ کو دو ٹوک فیصلہ پر مجبور کرو یا تو ایسی
جنگ جو انھیں ذلیل و خوار کر دے یا ایسی سلامتی جس سے وہ بہرہ مند
ہوں اگر وہ جنگ پر آمادہ ہوں تو انھیں چھوڑ کر چلے آؤ اور اگر سلامتی کی
راہ دیں تو ان سے میری بیعت لے لو۔"

جب یہ خط وہاں پہونچا اور جریر وہاں سے لڑائی کی خبر لے کر آئے
اور یہ اور مالک اشتر امیرالمومنین کی خدمت میں اکٹھا ہوئے اور گفتگو چھڑی
تو مالک اشتر نے امیرالمومنین سے عرض کیا۔
حضور ہم نے پہلے ہی آپ کو روکا تھا کہ جریر کو نہ بھیجئے۔
جریر۔ خدا کی قسم میرا تو جی چاہتا تھا کہ بجائے میرے تم شام
گئے ہوتے تمہیں تو وہاں سے پلٹنا بھی نصیب نہ ہوتا۔
اشتر امیرالمومنین! خدا کی قسم اگر آپ مجھے بھیجے ہوتے تو میں ان
جریر سے کہیں بہتر ہوتا یہ کئی مہینہ وہاں مقیم رہے اور اتنے دنوں میں
انھوں نے معاویہ کی خوشی کے تمام سامان اکٹھا کر دئے اور اندیشہ و
تردد کی تمام صورتیں زائل کر دیں۔

جریر۔ تو پھر تم ہی کیوں نہیں چلے جاتے اگر تم گئے تو فوراً ہی مار ڈالے جاؤ گے وہ لوگ تمہیں بھی قاتلان عثمان میں شمار کرتے ہیں۔

پھر جریر نے مالک اشتر کو عمرو عاص ذی الکلاع حمیری اور حوشب وغیرہ کا خوف دلانا شروع کیا۔

اشتر۔ جریر خدا کی قسم اگر میں گیا ہوتا تو میں ان کا جواب لانے سے عاجز نہ رہتا میں ان کو کسی ایک فیصلہ پر مجبور کر دیتا ان کو اس کی مہلت ہی نہ ملتی کہ سوچ بچار کریں۔

جریر۔ تو اب جاؤ۔

اشتر۔ اب کیا کروں جا کر جب کہ تم بگاڑ آئے ہو اے قبیلہ بجیلہ والے! حضرت عثمان نے تمہیں ہمدان کی حکومت دیکر تمہارا دین خرید لیا تھا خدا کی قسم تم اس قابل نہیں ہو کہ زمین پر زندہ چلو پھرو تم نے محض اس غرض سے شام جانے کے لئے اپنے کو پیش کیا تاکہ تم شام والوں پر احسان جتا سکو کہ میں آیا ہوں کوئی دوسرا نہیں آیا پھر وہاں سے پلٹے بھی تو دھمکیاں دیتے ہوئے اور ان کی کثرت اور ساز و سامان سے ڈراتے ہوئے خدا کی قسم تم بھی انہیں میں سے ہو اور انہیں کے لئے تمہاری ساری کوششیں ہیں اگر امیر المومنین میری بات مانتے تو تمہارے ایسے آدمیوں کو قید خانہ میں بند کر دیا جاتا اور اس وقت تک نہ رہا کیا جاتا جب تک تمام امور طے نہ ہو جاتے اور ظالم اپنے انجام کو نہ پہونچ جاتے۔

جریر غصہ میں پیچ و تاب کھاتے ہوئے وہاں سے اٹھے وہ ڈیرے

[illegible]

کر معاویہ سے جا ملے۔

صفین کا ہیرو

جنگ صفین کے واقعات پڑھنے اور اس جنگ کے ایک ایک واقعہ
پر غور کرنے کے بعد لامحالہ ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ امیر المومنین کے
اصحاب میں مالک اشتر ہی اس جنگ کے واحد ہیرو اور ایک ایسے
وہ شخص ہیں جنھوں نے ہر دور میں مکمل خلوص اور انتہائی وفاداری
کے ساتھ اپنا کردار ادا کیا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ امیر المومنین
کے دیگر اصحاب نے کنارہ کشی اختیار کرلی تھی اور اس جنگ کے واقعات
میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا یا لیا بھی تو وہ قابل توجہ یا قابل ذکر نہیں۔
نہیں یہ مطلب نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ امیر المومنین کے اصحاب میں
اشتر ہی وہ تنہا شخص ہیں جنکا قسمت نے ساتھ دیا اور زندگی نے اس
بات کی مہلت بھی دی کہ وہ اس جنگ کے ہر دور میں مکمل اخلاص
اور پوری شجاعت کے ساتھ اپنا کردار ادا کر سکیں۔ ان کے
علاوہ دیگر اصحاب امیر المومنین اگرچہ انھوں نے اس جنگ میں ایک
سے ایک بڑھ کر سر کٹے ایک سے ایک کارنامے انجام دیے
لیکن بعض اصحاب جنگ صفین ہی کے دوران درجہ شہادت پر فائز
ہوئے موت نے انھیں مہلت نہیں دی کہ وہ بقیہ ادوار میں بھی اپنا

کردار ادا کر سکیں اور جنگ کے خاتمہ تک امیر المومنین کے دستِ و
بازو بنے رہیں جیسے بزرگترین صحابی جناب عمار بن یاسر۔ آزمودہ کار
افسر فوج ہاشم مرقال۔ اور انھیں جیسے دوسرے صحابہ کرام کہ ان
کی موت جلد آگئی اور جنگ کے ختم ہونے سے پہلے ہی وہ قتل ہو گئے
دوسرے بہت سے اصحاب ایسے تھے کہ معاویہ اُن کی عقلوں سے کھیلنے
پر قادر ہو گئے اُن کے پاس درہم و دینار کی بڑی بڑی تھیلیاں بھیجیں
انھیں حکومت و سلطنت کی تمنائیں دلائیں اور وہ الٹے پیروں دینِ
خدا سے پھر گئے اور خود امیر المومنین سے باغی ہو گئے اور انھیں کی
بغاوت کے نتیجہ میں تحکیم کا فتنہ کھڑا ہوا جیسے اشعث بن قیس۔ زید
بن حصین۔ مسعر بن فدکی۔ اور دوسرے بہت سے انھیں کے قماش
کے افراد جو آگے چل کر خارجیوں کے سردار ہوئے۔

امیر المومنین کے ساتھیوں کی ایسی اکثریت نکل جانے کے بعد
مخلص اصحاب کی بہت مختصر تعداد بچی جیسے عبد اللہ بن عباس
احنف بن قیس۔ ابو الطفیل عامر بن واثلہ نیز بہت سے دوسرے
لوگ جنھوں نے اس جنگ میں امانت و اخلاص کا حق ادا کیا لیکن
ان لوگوں کو مالک اشتر سے کیا نسبت! بے شک ان لوگوں نے
اس جنگ میں اپنی تمام توانائیوں سے کام لیا مودت و محبت
اور اخلاص کا شاندار مظاہرہ ان سے ہوا مگر اتنا نہیں جتنا
مالک اشتر سے۔ مالک اشتر تو معلوم ہوتا تھا آپ کی محبت میں مرمٹنے

پر تلے ہوئے ہیں انھوں نے اس جنگ اور آپ کی حمایت میں ا
جہاد کیا اور اس دلیری اور ثابت قدمی سے لڑے کہ قریب تھا شام
ہو جائے اور معاویہ اور اُن کے پیرو ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو
معاویہ پوری طرح مایوس ہو چکے تھے موت سامنے آ کھڑی ہوئی تھی گھو
پر اس ارادہ سے بیٹھ بھی چکے تھے کہ بھاگ کر اپنی جان بچائیں۔ اس
یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اس جنگ صفین کے واحد ہیرو مالک اشتر تھے
نقطۂ مرکزی تھے اور جنگ کی چکی انھیں کے گرد گھومتی تھی جیسا کہ آگے
چل کر ناظرین کو معلوم ہوگا۔

صفین کو روانگی

جب یہ طے ہو چکا کہ بغیر جنگ کے معاویہ کا راہ راست پر
آنا مشکل ہے امیر المومنین کوفہ کی مسجد اعظم میں تشریف لائے کوفہ
کی ساری آبادی اس وقت مسجد میں سمٹ آئی تھی آپ بالائے منبر
تشریف لے گئے تقریر فرمائی جس میں لوگوں کو شام کی طرف چلنے کی
تلقین کی آپ نے باآواز بلند فرمایا۔

"دشمنان خدا سے لڑنے چلو۔ سنت پیغمبر اور قرآن کے دشمنوں سے لڑنے
چلو۔ ان کفار و مشرکین کی اولادوں سے لڑنے چلو جو مہاجرین و انصار کے
قاتل تھے۔

آپ کی یہ تقریر سنکر ابن فزاری اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔

"کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم اپنے شام والے بھائیوں سے لڑنے چلیں اور انھیں قتل کریں جس طرح آپ ہمیں بصرہ والے بھائیوں سے لڑنے کے لئے گئے تھے اور ہم نے انھیں قتل کیا تھا قسم خدا کی ایسا نہیں ہو سکتا۔"

مالک اشتر غضبناک ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے لوگوں کو للکارا اُن کی آواز سنتے ہی وہ فزاری بھاگ کھڑا ہوا لوگ اس کے پیچھے دوڑے سوق البرازین میں اُسے جا لیا گھونسوں ٹھوکروں سے اتنا مارا کہ اس کا دم نکل گیا۔ لوگوں نے واپس مسجد میں آ کر امیر المومنین کو اس واقعہ کی خبر دی آپ نے پوچھا اس کا قاتل کون ہے لوگوں نے بتایا کہ قبیلہ ہمدان والے اور اُن کے ساتھ دوسرے بہت سے لوگ بھی شریک تھے آپ نے فرمایا اس کے قاتل کا صحیح طور پر پتہ نہیں لہٰذا اس کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے۔ اس حادثہ سے بہت سے لوگ سہم گئے اور پھر کسی کو اسکی جرات نہ ہوئی کہ تمرد و سرکشی کا مظاہرہ کرتا یا اپنے نفاق سے کام لیتا۔

علامہ یمی بھی اس واقعہ کا چشم دید شاید تھا وہ اپنے اشعار میں کہتا ہے۔

"خدا کی پناہ اس سے کہ میری موت اس طرح ہو جس طرح اربد کی موت سوق برازین میں ہوئی قبیلہ ہمدان والوں نے اسے اپنی جوتیوں پر دھر لیا پیا پے اس پر جوتیاں پڑتی تھیں۔"

اس فزاری کی بات سے امیر المومنین کو جو آزردگی لاحق ہوئی تھی اسکو

دور کرنے کے لئے مالک اشتر نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"امیر المومنین! جو واقعہ آپ کی نظروں سے گذرا اس سے آپ شکستہ خاطر نہ ہوں نہ اس بدبخت و خائن کی بات سنکر ہم لوگوں کی نصرت سے مایوس ہوں یہ سارا مجمع آپ کے شیعوں اور پیروؤں کا ہے یہ لوگ آپ کی بات کے مقابلہ میں اپنی جان قیمتی نہیں سمجھتے نہ آپ کے بعد زندہ رہنا انھیں منظور ہے آپ جب چاہیں دشمن کی طرف چل پڑیں خدا کی قسم موت سے ڈرنے والا موت سے بچ نہیں سکتا نہ زندگی کا تمنائی زندگی پا سکتا ہے۔ ہم اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی ہوئی نشانی پر ہیں کوئی نفس اس وقت تک مر نہیں سکتا جب تک اس کی موت نہ آجائے ہم کیوں نہ ان لوگوں سے جنگ کریں جبکہ وہ ایسے ہیں جیسا کہ امیر المومنین نے اُن کی تصویر کشی کی ہے۔ اُن کے ایک گروہ نے کل مسلمانوں کی ایک جماعت پر حملہ کیا تھا اس طرح انھوں نے اللہ کو ناراض کیا اور ان کے اعمال کی وجہ سے زمین تاریک ہوئی انھوں نے معمولی دنیاوی سامان پر اپنے اخلاق کو بیچ ڈالا"

اشتر کی اس تقریر پر امیر المومنینؑ کی آزردہ خاطری دور ہو گئی آپ نے فرمایا۔

"راستہ مشترک ہے اور تمام لوگ حق میں برابر کے حصہ دار ہیں جس شخص نے عوام کی خیر خواہی کے لئے غور و فکر سے کام لیا اس کو اس کی نیتوں کا پھل ملیگا اور اس نے وہ فریضہ بھی ادا کر دیا جو اس پر عائد ہوتا تھا"

یہ کہکر آپ منبر سے اتر آئے اور گھر میں تشریف لے گئے اب ہر شخص روانگی کے لئے آمادہ اور بے چین تھا ان کی ساری جمعیت امیرالمنین کے ہمرکاب تھی اب سب کو ساتھ لئے آگے بڑھے اور نخیلہ میں آگر آپ نے کیمپ کیا تاکہ دوسرے لوگ بھی آجائیں مالک اشتر بہت بڑی جمعیت کے ساتھ آپ سے آکر ملے جب لشکر مکمل ہوگیا اور اُن کی تعداد بھی خاطر خواہ ہوگئی تو امیرالمومنین نے شام کا رخ کیا۔

راستہ میں

امیرالمومنین اپنے لشکر کو لیکر معاویہ کی طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ آپ رقہ میں پہونچے رقہ فرات کے کنارے ایک چھوٹا سا شہر ہے جو آج بھی آباد ہے جب امیرالمومنین وہاں پہونچے تو وہاں کی پوری آبادی معاویہ کی طرفدار تھی ان لوگوں نے اپنے دروازے بند کرلئے امیرالمومنین کی کسی چیز سے مدد نہ کی نہ اپنی کشتیاں عاریت دیں کہ لشکر دریا پار کرسکے پل جو تھا اس کو بھی توڑ دیا امیرالمومنین نے انھیں پل بنانے کا حکم دیا مگر انھوں نے سختی سے انکار کیا۔ آپ نے انھیں اُن کے حال پر چھوڑ دیا اور وہاں سے روانہ ہوکر منبج کی طرف چلے گئے تاکہ وہاں کے پل کو پار کرکے آپ کا لشکر حلب میں داخل ہوسکے آپ اپنے پیچھے مالک اشتر کو اپنا قائم مقام بنا کر گئے تھے تھوڑی دیر گزری

ہو گی کہ مالک اشتر رقہ والوں کے قلعہ پر چڑھ دوڑے دروازے کو ٹھوکر لگائی اور گرج کر کہا۔

"قلعہ والو۔ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر امیرالمومنین چلے گئے اور اور تم نے اپنے شہر کے پاس ان کے لئے پل نہیں بنایا تو تم ہو گے اور میری یہ تلوار معاویہ سے پہلے تم ہی سے نبٹ لونگا اور تمہاری زمین ویران کردونگا اور تمہارا مال و اسباب لوٹ لونگا۔"

رقہ والے اشتر کے اعلان پر بہت ڈرے آپس میں کہنے لگے کہ اشتر جو کہتے ہیں وہ کر بھی گذرتے ہیں علی نے انھیں اپنا قائم مقام مقرر کیا ہے یہ ہمارے لئے مصیبت ہی لائیں گے انھوں نے اشتر کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم پل بنائے دیتے ہیں آپ لوگ آجائیے اشتر نے امیرالمومنین کے پاس آدمی دوڑایا امیرالمومنین تشریف لائے پہلے آپ اور آپ کا لشکر روانہ ہوا اور سب کے آخر میں مالک اشتر روانہ ہوئے۔

قرقیسیا کے پاس ایک گاؤں میں امیرالمومنین کی ملاقات اپنے سرداران فوج زیاد بن نضر اور شریح بن ہانی سے ہوئی ان دونوں کو امیرالمومنین نے کوفہ کے بارہ ہزار سواروں کے دستہ پر متعین کر کے بطور ہراول روانہ کیا تھا یہ لوگ فرات کے کنارے کنارے خشکی کے راستہ روانہ ہوئے تھے یہاں تک کہ مقام عانات پر پہونچے وہاں خبر ملی کہ امیرالمومنین جزیرہ کے راستہ آرہے ہیں ان دونوں نے راستہ بدل دیا اور قرقیسیا کے پاس ایک گاؤں میں آکر آپ سے ملگئے

امیرالمومنین نے اُن دونوں کو معاویہ کی طرف آگے روانہ کردیا جب یہ دونوں سورروم میں پہونچے تو وہاں ابوالاعور سلمی کو دیکھا کہ شامی لشکر کے ساتھ کیمپ کئے ہوئے ہے ان دونوں نے اسے امیرالمومنین کے حلقہ اطاعت میں داخل ہونے کے لئے کہا اس نے انکار کیا ان دونوں نے امیرالمومنین کو خبر کی اور خط میں لکھا کہ سورروم میں ہماری مڈبھیڑ ابوالاعور سلمی سے ہوئی جو شام کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ یہاں پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے ہم لوگوں نے اسے اور اس کے اصحاب کو آپ کے حلقہ اطاعت میں داخل ہوجانے کے لئے کہا ان لوگوں نے انکار کیا اب آپ جیسا حکم ہم دونوں کو دیں۔ امیرالمومنین نے مالک اشتر کو بلا کر کہا۔

"مالک! زیاد اور شریح نے مجھے اطلاع بھیجی ہے کہ اُن کی مڈبھیڑ ابوالاعور سلمی سے ہوئی جو سورروم میں اہل شام کے ایک لشکر کے ساتھ پڑاؤ ڈالے مقیم ہے زیاد اور شریح دونوں کشمکش میں ہیں کہ کیا کریں کیا نہ کریں تم جلد جاکر ان سے ملو۔

مالک اشتر اسی وقت روانہ ہوکر وہاں پہونچے دونوں لشکر سورروم میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے جم گئے ایک طرف مالک اشتر کی فوجیں تھیں دوسری طرف معاویہ کا لشکر امیرالمومنین نے مالک اشتر کو جن باتوں کی تاکید کی تھی اُن پر انھوں نے پوری طرح عمل کیا دونوں طرف سکون و اطمینان کی کیفیت تھی مگر رات اپنی تاریکی میں غداری

چھپاہے آئی۔ اشتر کے لشکر والے سونے کی تیاری کر رہے تھے کہ ابوالاعور اپنی فوج لے کر اُن پر ٹوٹ پڑا اُسے امید تھی کہ ناگہانی حملہ کامیاب ثابت ہوگا اور شبخون مار کر ہم دشمن کا صفایا کر دینگے لیکن ابوالاعور نے جن لوگوں کو منہ کا نوالا سمجھا تھا انھیں کی جیت ہوئی مالک اشتر اور اُن کے ساتھیوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ابوالاعور کو پیچھے ڈھکیل دیا دوسرے دن مالک اشتر کی طرف سے ہاشم بن عتبہ رفال ابوالاعور کے مقابلہ پر نکلے اور شدید جنگ ہوئی تیسرے دن منہ اندھیرے ہی مالک اشتر نے حملہ کر دیا ایسا سخت حملہ کہ ابوالاعور کی فوج میں کھلبلی پڑ گئی تھوڑی ہی دیر میں پورا میدان صاف ہوگیا نہ ابوالاعور کا پتہ تھا نہ اس کے سپاہ و لشکر کا۔ ابوالاعور اپنے لشکر کو لے کر شمال کی طرف بھاگ نکلا اور ایک بلند مقام پر جو قلعہ کا کام دیتا تھا اس نے کیمپ کیا بلند جگہ ہونے کی وجہ سے یہ اطمینان تھا کہ اچانک کوئی حملہ نہ کر سکے گا۔ مالک اشتر اپنے لشکر کو لے کر اس کی تلاش میں نکلے اور اُسے اس بلند مقام کے پاس جا لیا اپنے ساتھیوں کو اس کے مقابل صف بستہ کر کے اس انتظار میں رہے کہ ابوالاعور کب حملہ کرتا ہے مالک اشتر چاہتے تو ابوالاعور کی پوری سرکوبی ہو جاتی مگر امیرالمومنین کی تاکید پر نظر کر کے انھوں نے اپنی طرف سے لڑائی کا آغاز مناسب نہیں سمجھا جب دیکھا کہ اس کی طرف سے بالکل خاموشی ہے کوئی چھیڑ ہوتی ہی نہیں تو انھوں نے اپنے قبیلہ کے ایک نوجوان سنان نخعی سے کہا۔

"اے سنان! ابوالاعور کے پاس جاؤ اور کہو کہ اگر دعوائے مردانگی ہے تو نکل کر مقابلہ پہ آؤ۔

سنان نے کہا۔

"اپنے مقابلہ کے لئے بلاؤں یا آپ کے مقابلہ کے لئے؟

مالک اشتر نے کہا اگر میں تم سے کہوں تو تم اس سے مقابلہ کرو گے؟

سنان نے کہا۔ ہاں خدا کی قسم ضرور مقابلہ کرونگا اگر آپ حکم دیجئے تو میں تلوار لے کر دشمن کی صفوں میں گھس جاؤں اور مار کے آؤں۔

مالک اشتر مسکرائے اور اس کی پیٹھ ٹھونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں تم جا کر میرے مقابلہ کے لئے بلاؤ اگر اس میں غیرت ہو گی تو وہ بڑے ہی آدمی سے لڑے گا اور تم ابھی بالکل کمسن ہو لیکن ابوالاعور نے بزدلی کی حد کر دی مالک کا چیلنج سنکر بجائے کوئی جواب دینے کے بغلیں جھانکنے لگا بہت دیر تک خاموشی چھائی رہی گردن جھکائے سوچا کیا پھر سر اٹھا کر کہا۔

"اشتر نے اپنی تیز مزاجی اور برے نظریات و خیالات ہی کی وجہ سے عثمان کے عمال کو عراق سے نکال باہر کیا انھوں نے عثمان پر تہمتیں دھریں اُن کی خوبیوں کو برا جانا، اُن کے حق سے جاہل رہے ان کی عداوت ظاہر کی عثمان پر چڑھ کر گئے اور قاتلین عثمان کے ساتھ مل کر انھیں قتل کیا اب عثمان کے قصاص کا ان سے بھی مطالبہ ہے۔

سنان نے کہا۔

اچھا اپنی کہہ چکے اب مجھ سے بھی کچھ سن لو۔
مگر ابوالاعور نے سننے سے انکار کر دیا اور چیخ کر بولا۔
"جاؤ جاؤ مجھے اُن سے مقابلہ کی ضرورت نہیں"
اشتر نے یہ روئداد سنی تو خوب ہنسے اور کہا۔ ڈر گیا ابوالاعور
(الامام علی بن ابیطالب جلد سوم مصنف عبد الفتاح عبد المقصود مطبوعہ مصر۔ اعیان الشیعہ جلد سوم سیرۃ علویہ وغیرہ)
سنان بیان کرتا ہے کہ ہم دونوں رکے رہے یہاں تک کہ رات آگئی رات بھر ہم لوگ چوکنا رہے جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ ابوالاعور اور اس کے لشکر کا دور دور تک پتہ نہیں وہ منہ اندھیرے ہی اپنی فوجوں کو لے کر کسی سمت بھاگ نکلا تھا ہم لوگ امیر المومنینؑ کی خدمت میں جا پہونچے اور آپ کے ساتھ معاویہ کی طرف بڑھے راستہ میں ایک ایسی جگہ قیام ہوا جہاں نہ پانی کا وجود تھا نہ سبزہ کا اشتر نے امیر المومنینؑ سے عرض کی حضور ایسی جگہ قیام نہ کیا جائے جہاں پانی بھی میسر نہیں آپ نے فرمایا۔
"اشتر! خداوند عالم ہم لوگوں کو اسی سرزمین پر ایسے پانی سے سیراب کرے گا جو شہد سے زیادہ شیریں اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوگا۔ پھر آپ اٹھے اور ایک بالکل ہی چٹیل زمین پر ٹھہرے اور فرمایا کہ مالک یہاں کھودو۔ اشتر کہتے ہیں کہ ہم نے وہ زمین کھودی تھوڑی ہی دیر میں ایک بہت بڑا پتھر کالے رنگ کا ملا آپ نے فرمایا اس کو نکال کر

باہر پھینک دو۔ تقریباً سو آدمیوں نے مل کر کوشش کی مگر اُسے اس کی جگہ سے سرکا نہیں سکے حضرت علی قریب آئے آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کی پھر اس پتھر کو اٹھا کر چالیس ہاتھ دور پھینک دیا پتھر ہٹتے ہی پانی نظر آیا جو شہد سے بھی زیادہ شیریں اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا سب نے سیر ہو کر وہ پانی پیا پھر وہ پتھر دوبارہ پانی کے منہ پر ڈھک دیا گیا۔ امیرالمومنین نے حکم دیا کہ مٹی ڈال کر اس کا نشان مٹادو۔ اس کے بعد آگے بڑھے تھوڑی دور چل کر امیرالمومنین نے پوچھا کسی کو اس کا نشان یاد ہے؟ سب نے عرض کیا کہ سبھی کو اس کا نشان اچھی طرح یاد ہے ہم پیچھے پلٹے اور دیر تک اس چشمہ کو ڈھونڈھا کئے مگر اس چشمہ کا نام و نشان تک نہیں ملا۔ ہم لوگوں کو خیال ہوا کہ شاید امیرالمومنین بہت شدت سے پیاسے ہیں آپ نے اپنی انگلی سے ایک سمت اشارہ کیا دیکھا تو ایک گرجا تھا اور اس گرجا میں ایک ایسا راہب جس کی بھوین تک بڑھاپے کے سبب آنکھوں پر لٹک آئی تھیں ہم نے اس راہب سے پوچھا تمہارے پاس پانی ہوگا جو ہم اپنے سید و آقا کو پلا سکیں۔ راہب نے کہا بہت شیریں پانی ہے جسے میں دو روز سے محفوظ کئے ہوں وہ پانی لایا مگر اس کا مزا بیحد کھاری اور خراب تھا ہم لوگوں نے کہا تم اسی پانی کو شیریں کہہ رہے ہو کاش تم وہ پانی پیئے ہوتے جو ہمیں ہمارے سید و سردار نے پلایا تھا پھر ہم نے اس راہب کو اس چشمہ کا قصہ بتایا راہب نے پوچھا کیا یہ تمہارا سردار نبی و پیغمبر ہے ہم لوگوں نے کہا نہیں

البتہ وہ وصی پیغمبر ہیں وہ راہب اوپر سے اتر کر ہم لوگوں کے پاس آیا اور کہا ہمیں اپنے سردار کے پاس لے چلو ہم اُسے امیر المومنین کی خدمت میں لائے امیر المومنین نے اُسے دیکھتے ہی کہا شمعون!! راہب نے کہا جی ہاں میں شمعون ہوں یہ نام میری ماں نے رکھا تھا اور سوا خداوند عالم کے یہ نام کسی کو بھی نہیں معلوم آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ پھر اس شمعون نے آپ سے اس چشمہ کا نام دریافت کیا آپ نے بتایا کہ اس چشمہ کا نام واحوما ہے یہ جنت کا چشمہ ہے اس سے ۳۰۳ وصیا سیراب ہو چکے ہیں اور میں آخری وصی ہوں جو اس چشمہ سے سیراب ہوا راہب نے کہا ہم نے انجیل کے تمام نسخوں میں ایسا ہی دیکھا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفےٰ خدا کے رسول اور آپ وصی پیغمبر ہیں پھر وہ راہب ہم لوگوں کے ساتھ ہو گیا اور صفین میں سب سے پہلے وہی شہید ہوا۔

پانی پر جنگ

مالک اشتر ہراول دستہ کو لے کر امیر المومنین سے آگے بڑھے جب مقام قنسرین پر پہونچے تو دیکھا کہ معاویہ ایک ہموار اور وسیع زمین پر گھاٹ کے قریب پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں اور اس گھاٹ کے علاوہ کوئی دوسرا گھاٹ نہیں۔ معاویہ کی طرف سے گھاٹ پر ابوالاعور اسلمی

پیدل اور سوار فوجوں کے ساتھ ڈٹا ہوا تھا تیر اندازوں کا دستہ آگے
تھا نیزہ والے بھی اُن کے ساتھ ساتھ تھے یہ تہیہ کئے ہوئے کہ علی کی فوجوں
کو پانی تک پہونچنے نہیں دینگے۔ مالک اشتر نے اپنے کچھ آدمیوں کو روانہ
کیا کہ پتہ چلائیں کسی اور طرف سے پانی تک پہونچنا ممکن ہے یا نہیں
لوگوں نے واپس آکر بتایا کہ پانی تک پہونچنے کا یہی ایک راستہ ہے
اور اس پر ابوالاعور اسلمی کی فوجیں ڈٹی ہوئی ہیں۔ اشتر کے سپاہیوں
میں کھلبلی پڑ گئی سب پر تشنگی کا غلبہ تھا اتنے میں امیرالمومنین بھی
اپنے لشکر کے ساتھ آپہونچے مالک اشتر نے آپ کی خدمت میں حاضر
ہو کر عرض کی معاویہ ہم سے پہلے ہی یہاں آپہونچے ہیں اور انھوں نے
کشادہ ہموار زمین اور گھاٹ پر قبضہ کر لیا ہے اگر آپ اجازت
دیں تو ہم اس قریہ تک بڑھ چلیں جس کو یہ لوگ چھوڑ کر آئے ہیں
نتیجۃً یہ لوگ بھی ہمارے پیچھے آئینگے جب یہ ہمارے قریب پہونچ جائینگے
تو ہم لوگ ٹھہر کر دوہیں محاذ قائم کریں گے اس طرح پانی کے معاملہ میں
ہم اور وہ برابر ہوں گے امیرالمومنین نے اُن کی رائے کو مناسب
سمجھا اور چاہا بھی کہ ایسا کیا جائے مگر لشکر والے تھک کر چور
ہو چکے تھے اُن میں آگے بڑھنے کی سکت نہ تھی امیرالمومنین نے
فرمایا یہیں رک جاؤ ہمارے لشکر کا ہر آدمی چلنے پر اس وقت قادر
نہیں اشتر نے جہاں امیرالمومنین نے بتایا تھا وہیں قیام کیا خیمے
نصب اور بستر کھول دیئے گئے کچھ لوگ دریا کی طرف بڑھے کہ جا کر

پانی لائیں مگر شام والے مانع ہوئے ان لوگوں کو واپس پلٹ آنا پڑا
امیر المومنین سے لوگوں نے آکر شکایت کی آپ نے صعصعہ بن صوحان
کو بلا کر فرمایا جا کر معاویہ سے کہو ہم اسی لئے آئے ہیں جس کے لئے تم آ
ہو ہم اتمام حجت کرنے سے پہلے لڑنا پسند نہیں کرتے مگر قبل اسکے کہ ہم
تم سے لڑتے تم نے ہمارے ساتھ چھیڑ خوانی کی تمہارے سواروں نے ہم
سے پہلے پہونچ کر ہمارے لشکر سے جنگ چھیڑ دی۔ ہم کو تمہارے ساتھ
لڑنے سے پہلے بھی گریز تھا اور اب بھی ہے تاوقتیکہ تم کو دعوت حق
نہ دے لیں اور اتمام حجت نہ کر لیں تم پر دست اندازی نہ کرینگے تمہاری
طرف سے دوسری زیادتی یہ ہے کہ ہم لوگوں پر پانی روک دیا اور پہرہ قا
کر دیا اپنے ہمراہیوں سے کہلا بھیجو کہ وہ پانی کی روک نہ کریں تاکہ باسانی
ہمارے اور تمہارے امور متنازعہ کا فیصلہ ہو جائے اور اگر تم کو یہی
منظور ہے کہ ہم جس مقصد سے آئے ہیں اسے بالائے طاق رکھ دیں اور
پانی ہی پر لڑائی ہو جائے کہ جو غالب ہو وہی پانی پئے تو ہم اس کے لئے
بھی تیار ہیں۔

صعصعہ نے معاویہ کے پاس آکر امیر المومنین کا پیغام سنایا معاویہ
نے اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ کر کہا تم لوگوں کی کیا رائے ہے؟
ولید بن عقبہ نے گرج کر کہا پانی ان سے روک دیجئے جس طرح ان
لوگوں نے عثمان سے ۴۰ دن تک پانی روکے رکھا ان لوگوں نے انھیں
پانی کی خنکی اور غذا کی نرمی سے محروم رکھا انھیں پیاسا ہی مار ڈالئے۔

عمرو عاص نے کہا۔ پانی سے پہرہ ہٹا لیا جائے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ تم لوگ پانی پیو اور یہ لوگ پیاسے رہیں تم کو چاہیے کہ اصل جھگڑے پر اس وقت غور کریں۔

ولید بن عقبہ نے دوبارہ چیخ کر کہا انھیں پیاسا ہی مار ڈالئے خدا انھیں پیاسا مارے۔

عبد اللہ بن ابی سرح نے کہا آج رات تک ان سے پانی روکے رہئے جب پانی انھیں دستیاب نہ ہو سکا تو یہ لوگ واپس ہو جائیں گے اور واپسی گویا ان کی شکست ہوگی انھیں پانی سے محروم رکھئے خدا انھیں روز قیامت پانی سے محروم رکھے۔

اس مرحلہ پر صعصعہ کی قوت برداشت جواب دے گئی انھوں نے بپھر کر کہا۔

قیامت کے دن خداوند عالم کافروں بدکاروں اور تمہارے جیسے شرابخواروں فاسقوں کو پانی سے محروم رکھے گا۔

معاویہ کے ساتھی گالیوں پر اتر آئے اور صعصعہ کو مار ڈالنے کی دھمکیاں دینے لگے۔ معاویہ نے چیخ کر کہا خاموش رہو یہ قاصد ہیں۔

صعصعہ نے معاویہ سے پوچھا تم کیا جواب دیتے ہو۔ معاویہ نے کہا ہم جو جواب کہلا بھیجیں گے اور بجائے جواب بھیجنے کے معاویہ نے حکم نافذ کر دیا کہ خبردار علی کی فوجیں پانی نہ لینے پائیں معاویہ کی فوجیں ابوالاعور اسلمی کی کمان میں گھاٹ پر ٹھہری ہوئیں یہ طے کر کے کہ کسی

صورت سے علی تک پانی پہونچنے نہیں دیں گے۔ امیرالمومنین کے سپاہی
ایک رات اور ایک دن بغیر پانی کے رہے یہاں تک کہ لشکر میں
ہلچل پڑ گئی پیاس کی شدت سے لوگ بلبلا اٹھے ہر شخص اگر امیرالمومنین
سے پیاس کی شکایت کرتا۔ ابوہانی بن معمر سدوسی بیان کرتا ہے کہ میں
مالک کے ساتھ ہی تھا میں نے دیکھا کہ پیاس کا اُن پر بھی شدت سے
اثر ہے میں نے اپنے خاندان کے ایک آدمی سے کہا سپہ سالار لشکر پیاسے
ہیں اس نے جواب دیا کہ سبھی لشکر والے پیاسے ہیں میرے پاس تھوڑا
سا پانی ہے جسے اپنے لئے محفوظ کر رکھا ہے لیکن میں انھیں ترجیح دونگا
وہ شخص پانی لے کر اشتر کے قریب گیا مگر اشتر نے پینے سے انکار کر دیا
اور کہا جب تک سب نہیں پئیں گے میں نہیں پیونگا۔ اشتر اٹھے اور
امیرالمومنین کی خدمت میں آئے اور عرض کی حضور آپ نے تمام حجت
کر لی سب باتیں کہہ سن لیں اب عالم یہ ہے کہ ایک مشک پانی ۳ درہم میں
بک رہا ہے ہمیں جنگ کی اجازت دیجیے آخر امیرالمومنین نے اجازت
دی مالک اشتر شام والوں کی طرف بڑھے ابوالاعور کو کہلا بھیجا کہ
مقابلہ پر آؤ ابوالاعور باہر نہیں نکلا۔ اشتر نے اتنا اصرار کیا اور اتنی
مرتبہ اسے دعوت مبارزت دی کہ آخر اسے باہر آنا ہی پڑا جب دونوں
آمنے سامنے کھڑے ہوئے تو مالک اشتر نے کہا

ابوالاعور! تم مجھے اچھی طرح پہچانتے ہو میں نے کئی مرتبہ تمہیں
دعوت مبارزت دی اور اب جبکہ تم مقابلہ پر آ گئے تو تمہیں موت

کے چشمہ پر پہونچا کر رہونگا اس چیز کا مزہ چکھاؤں گا جس سے اب تک تم بھاگتے رہے ہو۔

ابوالاعور نے بگڑ کر کہا تم ہمیں دھمکی دیتے ہو جبکہ میں بہادروں کا قاتل اور پہلوانوں کو خاک میں ملانے والا ہوں آگے بڑھو تاکہ مردوں کے بہادرانہ حملوں کا تماشہ دیکھو دونوں ایک دوسرے پر حملہ کرنے کے لئے ذرا پیچھے ہٹے عمرو عاص یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے مالک اشتر نے بڑھ کر اس کے سر پر تلوار کا بھر پور وار کیا تلوار اس کے خود پر پڑی اور اسے کاٹتی ہوئی سر میں در آئی۔ سر لہو لہان ہوگیا وہ گھوڑا دوڑاتا ہوا اپنے ساتھیوں کی طرف بھاگ نکلا مالک اشتر شام والوں کو مارنے اس کے پیچھے لپکے ان کے ساتھیوں نے بھی آگے بڑھ کر حملہ کردیا دونوں طرف کی فوجیں گتھ گئیں اور گھمسان کا رن پڑنے لگا ایک طرف سے اشتر اپنے ساتھیوں کو لے کر حملہ کر رہے تھے دوسری طرف سے اشعث بن قیس شام والوں پر ٹوٹ پڑا۔

معاویہ نے عمرو عاص کو بہت بڑے دستہ فوج کے ساتھ ابوالاعور کی مدد کو روانہ کیا۔ اشعث نے پکار کر کہا۔

"عمرو عاص ہم تو تمہیں عقلمند سمجھتے تھے مگر اب معلوم ہوا کہ تم بالکل ہی عقل سے کورے ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم پانی تمہارے قبضہ میں رہنے دیں گے خدا تمہیں غارت کرے تمہیں معلوم نہیں ہم عرب کے رہنے والے ہیں تمہاری ماں تمہارے ماتم میں بیٹھے تم نے بہت ہولناک کام کا ارادہ

کیا ہے"۔

عمرو عاص نے جواب دیا: "تم جان لو کہ ہم عہد پورا کرنے والے باپ کے بیٹے ہیں اور ہمی جانتے ہیں تم سے لڑیں گے۔

مالک اشتر نے بھی اُن کا یہ فقرہ سنا پکار کر کہا۔

فرزند عاص ہم تو دین و مذہب کی خاطر لڑنے آئے تھے مگر آج پورے دن کی لڑائی محض آن کے نام پر ہوئی۔

پھر انھوں نے تکبیر کہی اُن کے ساتھیوں نے بھی تکبیر کہی اور عمرو عاص پر زور کا حملہ کیا۔ پھر انھوں نے حارث بن ہمام نخعی کو بلا کر علم دیا اور کہا حارث! اگر مجھے معلوم نہ ہوتا کہ تم موت کے مقابلہ پر ثابت قدم رہتے تو میں یہ علم تمہارے ہاتھ سے لے لیتا حارث کو جوش آگیا انھوں نے کہا مالک! آج میں تمہیں خوش کردوں گا یا پھر جان دیدوں گا۔ وہ رجز پڑھتے ہوئے میدان کی طرف بڑھے اُن کا جوش شجاعت اور غیر معمولی جرأت و دلیری دیکھ کر مالک خوش ہو گئے پکار کر کہا حارث میرے قریب آ جب وہ پاس آئے تو انھوں نے حارث کا سر چوم لیا اور کہا آج کا انجام اچھا ہونا چاہیئے۔ پھر اپنے ساتھیوں کو پکار کر بولے میں تم پر قربان آگے بڑھ کر حملہ کرو اگر نیزے تم پر آئیں تو ان سے لپٹ پڑو اگر تلواریں آئیں تو اپنے دانت مضبوطی سے جمالو۔ وہ اپنی صفوں میں گھوڑا دوڑاتے پھرتے اور للکار للکار کر اپنے سپاہیوں کو آگے بڑھنے کی ترغیب دلاتے اُن کا سیاہ رنگ کا گھوڑا بجلی کی طرح

ہر طرف دوڑاتا پھرتا وہ اپنے گھوڑے پر سوار بار بار دشمنوں میں گھس پڑتے اور اُن کی صفیں کو تہ و بالا کر کے پلٹتے جو بھی سامنے آتا اس پر باز شکاری کی طرح ٹوٹ پڑتے اشتر کی تلوار بجلی کی طرح کوندتی کسی کا سر اڑتا تو کسی کا دھڑ گرتا اسپ سیاہ انھیں تلواروں اور نیزوں پر اڑائے لئے پھرتا شروع میں خاص خاص افراد مالک اشتر کی تلوار کا نشانہ بنے مشہور اور نمودار بہادران عرب، جن کی شجاعت و بہادری کے شام میں ڈنکے پٹتے تھے ابن فیروز نے انھیں للکارا کہ اے سیاہ گھوڑے کے سوار ادھر آ۔ مالک اشتر دوڑے نیزے کا ایک بھرپور ہاتھ مارا اس کی پشت دو ٹکڑے ہو گئی پھر دوسرے پہلوان کی شامت آئی انھیں میں نر اصل نام کا ایک شخص تھا جو علمدار لشکر بھی تھا مالک بن ادھم تھا جو شام کا مشہور بہادر تھا اجلح تھا جسے چوٹی کے پہلوانوں میں گنا جاتا تھا کبھی اُن کے نیزہ کا شکار ہوئے موت کبھی مالک کی طرف لپکتی اور کبھی ان پہلوانوں کی طرف کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ موت پہلوانوں کا رخ چھوڑ کر مالک کا رخ کرتی اور پھر انھیں چھوڑ کر پہلوانوں کے سر پر منڈلا جاتی۔

ابن ادھم مالک پر حملہ آور ہوا اور چھا گیا ان پر دیکھنے والوں نے سمجھا کہ مالک مارے گئے مگر جب اس نے نیزہ چلایا تو یہ گھوڑے کی پیٹھ سے پھسل کے شکم کی طرف آ گئے اور بال بال بچے ابن ادھم کو سکتہ سا لگ گیا پلک جھپکنے کی بات تھی پھر گھوڑے کی پیٹھ پر جمے بیٹھے تھے مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

تمہارا نیزہ دھوکا دے گیا تم کو۔

اس کے ساتھ ہی ایک ہاتھ جو مارا تو ابن ادھم کا قصہ پاک تھا۔

ابن ادھم کے بعد زامل سامنے آیا اصیل گھوڑے پر سوار اور پوری طرح چوکنا اور ہوشیار تاک میں لگا ہوا کہ ذرا غافل ہوں اور کام تمام کر دے پلک جھپکتے ہی اس نے نیزہ کا وار کیا اور لوگوں نے دیکھا کہ مالک گھوڑے کے قدموں پر لوٹ رہے ہیں مگر مالک کی قبر و ہال بننے والی نہ تھی زرہ نے نیزہ کے وار کو بیکار کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے مالک کی تلوار کا پہلا وار گھوڑے پر پڑا جس سے اس کے پاؤں کٹے دوسرا وار زامل پر اور وہ خاک و خون میں غلطاں تھا۔

اشتر اور اشعث نے تابڑ توڑ سخت سے سخت حملے کئے ایک حملہ پر دوسرا حملہ اپنے دشمن کے بڑے بڑے سورماؤں کو قتل کیا اشتر اپنے سواروں کے ساتھ ایک طرف قیامت ڈھائے ہوئے اشعث اپنے پیادوں کے ساتھ دوسری طرف تباہی مچائے ہوئے تھا دیکھتے ہی دیکھتے دشمن کی صفیں بکھرنے لگیں مجمع کائی کی طرح پھٹنے لگا اور گھاٹ کا راستہ صاف تھا سپاہیوں کے قدم اکھڑنے کے بعد معاویہ کے قدموں کو ثبات کہاں سے حاصل ہوتا انھوں نے فرار کی ٹھانی اور وہاں سے ۳ فرسخ دور جاکر مقیم ہوئے اور وہاں سے بقیہ فوج کو کہلا بھیجا ڈاٹی بند کر دو اور دریا ان کے حوالے کر دو۔

جس وقت گھاٹ امیر المومنین کی فوجوں کے قبضہ میں آگیا اور معاویہ

اپنے لشکر سمیت دور بھاگ گئے تو عمرو عاص نے معاویہ سے کہا۔
معاویہ اب بتاؤ اگر یہ لوگ تم پر اسی طرح پانی آج بند کر دیں جس
طرح تم نے بند کر دیا تھا تو کیا ان کی طرح پانی کے لئے تم بھی لڑ سکتے ہو۔
معاویہ نے غم و غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا جو بات ہو چکی اب اس کا تذکرہ
ہی کیا۔

صفین کی لڑائی

فرات پر قبضہ کو دو ہی دن ہوئے تھے کہ ذی الحجہ کا مہینہ آگیا۔ ذی الحجہ
اور محرم کے مہینے امن و عافیت سے گزرے۔ ذی الحجہ کے مہینہ میں چھیڑ چھاڑ
ہوتی رہی مگر کوئی بڑی لڑائی نہیں ہوئی محرم میں دونوں طرف ہاتھ رکے
اور تلواریں نیاموں میں رہیں اور اس عرصہ میں دونوں فریق کے مابین
صلح و مصالحت کی باتیں ہوا کیں۔ صفر کا چاند نمودار ہوتے ہی امیرالمومنین
کی طرف سے مرثد بن حارث جشمی نے لشکر معاویہ کی طرف جا کر منادی کی
اے شام والو ہم نے تمہیں بہت ڈھیل دی اور حق کی طرف رجوع
کرنے اور سرکشی سے باز آجانے کے لئے کافی مہلت دی ہم نے تم پر بار
بار کتاب خدا پیش کی اور اس کی طرف تمہیں بلایا مگر تم اپنی سرکشی سے باز نہ
آئے اور نہ اسکے قبول کرنے پر آمادہ ہوئے خدا کی قسم ہم نے اب تک
جو اپنے ہاتھ تم سے روکے رکھے تو اس وجہ سے نہیں کہ ہم تمہاری طرف سے

کسی شک و شبہ میں تھے نہ تم پر ترس کھا کر ہی ہم جنگ سے باز رہے ہم
صرف اس انتظار میں تھے کہ محرم کا مہینہ گذر جائے اور صفر آ جائے۔
شام والو تم میں سے ہر ایک کو پیغام جنگ ہے۔ خدا خیانت کرنے
والوں کو دوست نہیں رکھتا۔"

اس منادی کے ہوتے ہی اہل شام بدحواس ہو گئے چیخ و پکار کی
آوازیں بلند ہوئیں شام والے اپنے اپنے سرداروں کے پاس دوڑے
معاویہ اور عمرو عاص نے نکل کر لڑائی کی تیاریاں شروع کر دیں شام
والوں نے آگ روشن اور شمعیں جلا دیں اور پوری رات خوف و ہراس
ہلچل اور بے چینی میں تمام کی ادھر امیر المومنین اپنے چند ساتھیوں کو لے کر
جو ہمراہ آپ کے سپہ سالار لشکر مالک اشتر بھی تھے اپنے لشکر میں دورہ
کر رہے تھے آپ نے ایک ایک کیمپ میں جا کر سپاہیوں کو جنگ کی ترغیب
دلائی میمنہ میسرہ قلب لشکر مرتب فرما کر ہر ایک کے افسر مقرر کئے اس
رات کسی کی پلک تک نہ جھپکی صبح ہوتے ہی مالک اشتر نے شام کے لشکر
پر حملہ کر دیا اور سخت ترین جنگ کی یہاں تک کہ رات آ گئی اور مالک
اشتر اپنی صفوں میں واپس آ گئے دوسرے دن پھر دونوں طرف کی فوجوں
میں گھمسان کی لڑائی ہوئی سات دن تک اسی طرح چھوٹے بڑے معرکے
ہو گئے اب تک طریقہ جنگ یہ رہا کہ دونوں طرف سے فوجوں کے
چھوٹے چھوٹے دستے میدان جنگ میں آ جاتے اور آپس میں مقابلہ
شروع ہو جاتا رات ہونے پر یہ دستے اپنی اپنی جگہ واپس آ جاتے۔

لڑائی کا دستور بھی یہی ہے کہ پہلے ہی اپنی پوری طاقت جھونک نہیں دی جاتی
ہفتہ عشرہ تک لڑائی اسی ڈھنگ پر جاری رہی کوئی فیصلہ کن جنگ
نہیں ہوئی۔

اب امیر المومنین نے پورے لشکر کے ساتھ عام حملہ کرنے کا ارادہ
کر لیا آپ نے مالک اشتر سے کہا۔

"جب تک مجموعی قوت سے اُن پر حملہ نہیں کیا جائے گا لڑائی ختم
نہ ہوگی"

امیر المومنین اپنی پوری جمعیت کو ساتھ لے کر آگے بڑھے معاویہ نے
بھی اپنی پوری طاقت سمیٹ کر آپ کا مقابلہ کیا دونوں لشکر ایک دوسرے
سے گتھ گئے موت کا بازار گرم ہوگیا لڑائی اپنے نقطہ عروج پر پہونچ گئی
ایک وقت ایسا آیا کہ امیر المومنین کا میمنہ پسپائی پر مجبور ہوگیا عراق والے
بھاگ کھڑے ہوئے اس وقت آپ کے میسرہ میں صرف قبیلہ ربیعہ والے
بڑی ثابت قدمی سے جمے ہوئے تھے اُن پر نہ کوئی خوف تھا نہ محاذ جنگ
کے دوسرے حصہ میں شامیوں کے غلبہ سے پریشانی لاحق تھی باوجود
اس کے امیر المومنین میسرہ کی طرف نہیں بڑھے اور نہ اُن کی ایستادہ
صفوں کی آڑ میں کھڑا ہونا گوارا کیا میمنہ پسپا ہو چکا تھا قلب لشکر کی
حالت بھی نازک تھی صرف آپ ہی تنہا قائم تھے آپ آگے بڑھے اور
شام کے دل بادل میں ڈوب گئے جو سامنے آیا آپ کے ہاتھوں موت
کے گھاٹ اترا اس دار و گیر کے عالم میں بھی آپ اپنے لشکر کی دیکھ بھالی

سے غافل نہ رہے آپ دشمنوں کو مارتے کبھی بھاتے اور ترتیب لشکر بھی کرتے جاتے بڑھ بڑھ کر حملہ بھی کرتے اور اپنی بکھری ہوئی صفوں کو منظم بھی کرتے کبھی میمنہ کی طرف پہنچتے کبھی میسرہ کی طرف اُن کی ہمت بڑھاتے صبر کی تلقین کرتے شکست کی ذلت سے ڈراتے آپ نے مالک اشتر کو بلا کر کہا۔

"میمنہ والوں کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ تم موت سے بچ کر کہاں تک بھاگو گے۔

مالک اشتر امیرالمومنین کا حکم پا کر میمنہ والوں کے پاس جو پیچھے ہٹ آئے تھے پہنچے انھیں بار بار آوازیں دیں غیرت دلائی ثابت قدمی کی تلقین کی مگر ان لوگوں پر اتنی دہشت طاری تھی کہ بہت کم لوگوں نے توجہ کی وہ اپنی گرجدار آواز سے پکارتے ہی رہے۔

"میں مالک بن حارث ہوں، میں اشتر ہوں، میری طرف آؤ"

مگر اُن کی آواز سنکر اگر ایک ان کی طرف آتا تو دس دور بھاگتے تھے وہ انھیں للکارتے برا بھلا کہتے مگر انھیں کوئی پروا نہ ہوتی جیسے انھوں نے کانوں میں انگلیاں دے لی ہوں انھوں نے اپنی قوم والوں کو خصوصیت سے آواز دی۔

مذحج والے میرے پاس آجائیں"۔

مالک کا یہ تیر نشانہ پر بیٹھا، دہشت سے سہمے ہوئے لوگوں کی مدہوشی جیسے دور ہونے لگی بھاگتے ہوئے قدم رکے مالک اشتر نے اپنی قوم

والوں کو خصوصیت سے پکار کر جیسے دیگر قبائل کی غیرت وحمیت کو چیلنج دیدیا۔ دوسروں نے محسوس کیا کہ وہ ہمیں ناقابل التفات سمجھتے ہیں اور اپنے قبیلہ والوں کو ہم پر ترجیح دیتے ہیں وہ گھور گھور کے مالک کو دیکھنے لگے مگر مالک نے اُن کی طرف توجہ نہ کی وہ اپنے قبیلہ والوں کو جمع کرتے رہے رفتہ رفتہ اُن کی جمعیت اکٹھا ہو گئی مالک نے انھیں پھٹکارتے ہوئے کہا۔

"تمہارا ناس ہو! خدا کی قسم تم نے اپنے پروردگار کو راضی کیا نہ اس کی خیر خواہی کی ایسا ہوا کیسے۔ تم جنگ کے سپوت، مار کاٹ کے سورما اور میدان جنگ کے شہسوار ہو تم اپنے دشمن کی موت ہو تم نیزہ بازی والے مذحج ہو۔

مالک تھوڑی دیر خاموش رہے۔ ساتھیوں کے چہرے پر مارے شرم ندامت کے پسینہ آگیا مالک نے اپنی آواز میں نرمی پیدا کر کے اور شامیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"آج مجھے سرخرو کر دو میرے چہرے کا خون پلٹا لاؤ خدا کی قسم یہ جتنے شامی تمہیں نظر آتے ہیں اُن میں ایک شخص میں بھی پر مگس برابر ..... دین خدا نہیں۔"

ساتھیوں نے کہا۔

آپ جیسا حکم دیجیئے اور جدھر جی چاہے لیکر چلیئے۔

مالک اشتر انھیں میمنہ کی طرف لے کر بڑھے سب سے پہلے ضرورت اس کی تھی کہ میمنہ کو درست کیا جائے جو درہم برہم ہو چکا تھا بڑا مشکل

مرحلہ تھا معاویہ کی فوجوں نے میمنہ کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا تھا میمنہ پر متعین
پوری فوج جگہ چھوڑ کر پیچھے ہٹ آئی تھی قبیلہ ہمدان کے صرف آٹھ سو
جانباز سر ہتھیلی پر لئے دشمن کے مقابلہ میں ڈٹے ہوئے تھے اُن آٹھ
سو مجاہدوں میں سے ۱۸۰ آدمی مقتول ہوئے اُن کے کئی سردار مارے
گئے ایک کے گرنے پر دوسرا بڑھ کر علم ہاتھ میں لے لیتا دوسرے کے
بعد تیسرا اسی طرح گیارہ سردار یکے بعد دیگرے آگے بڑھے اور درجہ
شہادت سے ہمکنار ہوئے ۔

اُن کے بچے کھچے لوگوں نے بڑے حسرت و اندوہ بھرے لہجہ میں کہا
وہ کاش عرب کے کچھ لوگ ہمارے ساتھ عہد و پیمان کر لیتے پھر ہم بھی
آگے بڑھتے اور وہ بھی اور اس وقت تک لڑتے رہتے جب تک ہم ایک
ایک کر کے قتل نہ ہو جاتے یا پھر دشمن پر فتحیاب ہوتے ؟

اسی وقت مالک اشتر کی اُن سے ملاقات ہوئی اُن کے یہ حسرت بھرے
کلمات سنکر اشتر نے کہا ۔

آؤ ہمارے پاس آؤ میں تم سے حلف لیتا ہوں اور عہد و پیمان کرتا
ہوں کہ ہم لوگ اس وقت تک نہیں ہلیں گے ۔ جب تک غالب نہ ہو جائیں
یا اپنی جان نہ دیدیں ۔

سب ایک ایک کر کے اشتر کے گرد جمع ہو گئے اور مالک اشتر
انھیں لیکر میمنہ کی طرف بڑھے ۔

میمنہ کی پسپائی زیادہ دیر تک نہ رہی مالک کی آمد اور اُن کے ولولہ خیز

عروں اور جوشیلی تقریروں نے اُن میں نئی زندگی پیدا کردی پیچھے ہٹتے
ے قدم رک گئے غول کے غول اُن کے گرد آ کر جمع ہو گئے۔ اب نہ
گھبراہٹ تھی نہ خوف و ہراس مالک اشتر آوازوں پر آوازیں
یتے اور ہر آواز پر کبھی اس طرف سے کوئی ٹولی اُن کے پاس آجاتی کبھی
س طرف سے۔ جب ایک ایک سپاہی پلٹ آیا اور میمنہ پھر اسی طرح
رتب ہو گیا جس طرح پہلے تھا تو مالک انھیں لے کر اس طرف بڑھے جدھر
بد اللہ بن بدیل نرغہ میں تھے دشمن کا جو رسالہ سامنے آیا اسے روندتے
لے راہ بناتے ہوئے آگے بڑھے موت کا فرشتہ اُن کے لئے راستہ
ف کرتا جاتا اور زمین کامیابی کا فرش بچھاتی جاتی۔ معاویہ کی فوج مالک
کی وادی ثبات و استقلال نبردوں کو اپنے سینے سے ریلتے دیکھ کر
وت تھی۔

مالک نے بھیڑ میں دیکھا کہ امیرالمومنین کے کچھ لوگ امیرالمومنین
ایک آدمی کو ہاتھوں پر اٹھائے جا رہے ہیں وہ شخص خون
ڈوبا ہوا ہے مالک نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ
بن نضر ہیں۔ عبداللہ بن بدیل جب دشمن کے نرغہ میں گھر گئے
زیاد نے اُن کی جگہ میمنہ کا علم ہاتھ میں لے لیا جم کر لڑے یہاں
ک زخموں سے چور چور ہو گئے پھر تھوڑی دیر کے بعد انھوں نے
دوسرے زخمی کو اسی طرح جاتے دیکھا پوچھا یہ کون ہے؟

لوگوں نے بیان کیا:

"یہ یزید بن قیس ہیں جب زیادہ زخمی ہو کر گر پڑے تو اُن کی جگہ اُنھوں نے لی اور میمنہ کا علم ہاتھ میں لے کر اتنا لڑے کہ یہ بھی زخموں سے چُور چُور ہو گئے۔"

مالک نے کہا۔

"خدا کی قسم یہ ہے پامردی استقلال اور قابل فخر کارنامہ۔ دوسروں کو شرم نہیں آتی کہ بغیر مارے یا مرے میدان چھوڑنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔"

مالک کی کیفیت اس وقت دیکھنے کے قابل تھی معلوم ہوتا تھا جیسے ایک دیو ہے گھوڑے پر سوار اُن کا اسپ سبک سیر آندھی کی طرح میدان کو تہ و بالا کئے ہوئے تھا چھلاوے کے مانند ایک ہی لمحہ میں کبھی یہاں دکھائی دیتا کبھی وہاں۔ مالک کو اس وقت صرف یہی فکر تھی کہ دشمن کی صفوں میں گھس کر جتنے ہاتھ لگیں سبھی کو ٹھکانے لگا دیا جائے۔ اُن کی تلوار مشین کی طرح برابر اپنا کام کئے جا رہی تھی اور وہ خود بڑے عادلانہ طریقہ پر دشمن کو برابر برابر موت و ہلاکت تقسیم کر رہے تھے مگر اُنھیں بےچینی تھی کہ کسی طرح یہ غبار چھٹے اور وہ ابن بدیل اور اُن کے جوانمرد ساتھیوں کو دیکھ سکیں جنھوں نے جان دیدینے کے لئے باہم عہد و پیمان کیے تھے وہ لوگ ایک طرف زخموں سے چور چور پڑے تھے اور ان میں رمق جان باقی تھی۔

تھوڑی ہی دیر میں مالک اپنے جانبازوں کے ہمراہ ابن بدیل

کے قریب پہونچ گئے۔ ابن بدیل اور اُن کے خاک و خون میں غلطاں ساتھیوں نے اپنے قریب لشکر کی آہٹ محسوس کر کے آنکھیں کھولیں یہ دیکھ کر یہ لوگ اپنے ہی آدمی ہیں سب میں زندگی کی لہر دوڑ گئی ان لوگوں نے حسرت بھرے لہجہ میں پوچھا:۔

"امیرالمومنین کا کیا حال ہے ؟"

اشتر کے ساتھیوں نے جواب دیا۔

"زندہ و سلامت میسرہ میں تشریف فرما ہیں اور دشمن سے مصروف پیکار ہیں"

ابن بدیل اور اُن کے ساتھیوں کے چہرے کھل اُٹھے بولے۔

"شکر ہے خدا کا..... ہم تو یہ سمجھے ہوئے تھے کہ امیرالمومنینؑ بھی جاں بحق ہوئے اور تم لوگ بھی اُن کے ساتھ ختم ہو گئے"

ابن بدیل اُچھل کر کھڑے ہو گئے نہ مہلک زخموں کی پرواتھی نہ ضعف نقاہت کا ذرہ برابر خیال علیؑ کے ذکر نے اُن کے تن مردہ میں گویا پھر سے جان ڈال دی اب وہ پھر وہی پہلے جیسے ابن بدیل تھے ضدی اور ہٹیلے، خطروں سے کھیلنے اور موت کو للکارنے والے۔ اُنھوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"چلو اٹھو ہمارے ساتھ آؤ"

اب پھر ایک مرتبہ اس جانباز مجاہد نے بچی کھچی طاقت سے دشمن پر حملہ کیا اس مرتبہ بھی ان کا رُخ اسی قبۂ سپید کی طرف تھا جس میں معاویہ

نبرد کش تھے۔ ابن بدیل کے نقش قدم پر اُن کے ساتھی بھی لپکے ا
سی تیزی کے ساتھ جتنا زخمی جسم سے چلنا ممکن تھا انھوں نے ایک دوسر
سے اپنے شانے ملا لئے تھے یوں چلتے تھے جیسے ایک آدمی چلے سب کے
ایک ساتھ اُٹھتے اور ایک ساتھ زمین پر ٹکتے ان کے پہلوؤں میں دل اچھ
پڑتا تھا کہ کسی طرح یا تو کامیابی نصیب ہو یا پھر ہماری موت آجائے
ابن بدیل علم لشکر اور مشعل راہ بنے ہوئے آگے آگے چل رہے تھے اور
اُن کے ساتھی اس مشعل کی روشنی میں اُن کے پیچھے رواں دواں تھے۔ مالک
کے منع کرنے پر بھی ان لوگوں کی رفتار سست نہ ہوئی۔ مالک نے بہت
اصرار کیا کہ آپ اپنے ہمراہیوں سمیت پیچھے ہٹ جائے آپ کے لئے بھی بہتر
اور آپ کے ساتھیوں کے لئے بھی مگر ابن بدیل نے جان بچانے سے انک
کر دیا اور اپنے قدم اور تیز کر دیئے۔

ابن بدیل آگے بڑھتے ہوئے معاویہ کے قریب پہونچ گئے، اُن ک
اس جرأت و دلیری نے معاویہ کے سپاہیوں کے ہوش اُڑا دیئے نہ آنکھ
سے کچھ دکھائی دیتا نہ ہاتھوں میں سکت باقی تھی معلوم ہوتا تھا جیسے خوا
دیکھ رہے ہوں۔ معاویہ کے حلق سے گھٹی ہوئی چیخ نکل گئی انھوں نے اپنے
سپاہیوں سے چلا کے کہا:۔

"ارے تمھارا ناس ہو اگر اسلحے سے کام نہیں لے سکتے تو ڈھیلوں ہی
سے کام لو۔"

اس چیخ نے اُن کے سپاہیوں کو ہوشیار کیا اور اب ہر طرف سے ابن

پتھروں کا طوفان آگیا۔ معاویہ کے کسی سپاہی کو ہمت نہ ہوسکی کہ وہ سپاہی کی طرح اُن کی طرف بڑھے اور تلوار یا سلاح جنگ سے اُن کا مقابلہ کرے کوئی اُن میں ایسا نہ تھا جسے اُن کے نزدیک آنے کی جرأت ہوتی اُنھوں نے دور سے اُن کا کام تمام کیا درانحالیکہ ان کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ بہت آسانی سے مقابلہ کرسکتے تھے اُن تھکے ہوئے بازوؤں کے وار سے اپنے کو بچا سکتے تھے۔ جس وقت ابن بدیل کی طاقت بالکل جواب دے گئی پتھروں کی بوچھار نے اُن کو چور چور کر دیا اور ابن بدیل یوں ڈھیر ہو گئے، جیسے گوشت کے لوتھڑوں اور خون کا کوئی انبار ہو معاویہ نے اپنے سپاہیوں سے پکار کر کہا:

"دیکھو تو کون ہے؟"

سپاہیوں نے کہا۔

"ابن بدیل ہیں"

معاویہ نے آگے بڑھ کے چاہا کہ اس چادر کو ہٹائیں جو اُنھیں کے ایک سپہ سالار فوج عبداللہ بن عامر نے ابن بدیل کے جسم پر ڈال دی تھی۔ اس موقع پر عبداللہ بن عامر کی آنکھیں آگ بگولہ ہو گئیں چہرے پر سختی آگئی اس نے معاویہ کا ہاتھ جھٹک دیا اور گرج کر کہا۔

خدا کی قسم ہرگز نہیں! جب تک میری جان میں جان ہے اُن کا مثلہ نہیں کیا جاسکتا"

معاویہ نے نرمی سے کہا:۔

"چہرہ تو ان کا کھولو میں ہرگز ان کا مثلہ نہیں کروں گا میں ان کی

بیعت تمھیں ہبہ کرتا ہوں "۔

اس کے بعد انھوں نے شماتت اور غرور بھری نظریں اپنے دشمن (ابن بدیل) کے چہرہ پر ڈالیں اور کہنے لگے۔

"پروردگار کعبہ کی قسم، یہ تھا اپنی قوم کا سردار، خداوندا اشتر نخعی اور اشعث کندی پر بھی مجھے فتحیاب کر۔

خدا کی قسم ابن بدیل ایسے ہی تھے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔

وہ جنگ کا بھائی ہے اگر جنگ اُس پر دانت لگائے تو وہ بھی اُسے کاٹ کھائے۔

میدان جنگ میں جب موت سے مڈبھیڑ ہوتی تو قدم پیچھے ہٹانے کو ننگ و عار سمجھتا تھا۔

وہ شیر بیشہ کی طرح اپنے بیشہ کی حفاظت کرتا تھا۔

اس کے بعد بولے :۔

"بنی خزاعہ کے مرد تو مرد اگر ان کی عورتوں کا بھی امکان ہوتا ہم سے لڑنے کا تو وہ ہم سے ضرور لڑتیں "۔

معاویہ اپنے خیمہ میں واپس گئے اور عبداللہ بن عامر نے آنسو پی کر ابن بدیل کے چہرے پر چادر کھینچ دی۔

(کتاب الصفین نصر بن مزاحم۔ الامام علی ابن ابی طالب اعیان الشیعہ جلد سوم وغیرہ)

معاویہ کی آنکھوں میں دنیا اندھیر تھی جس ہوا میں وہ سانس لے

رہے تھے وہ برچھی کی طرح کلیجہ کے پار ہوئی جارہی تھی۔ رابیعہ دالے گلے
کی ایسی ہڈی بن گئے کہ سانس لمبا دوبھر تھا بلا بن کر ایسے جھپٹے کہ کسی طرح
پیچھا ہی نہیں چھوڑ رہے تھے سب کے قدم پیچھے ہٹے مگر ان کے نہیں اور نہ
صرف یہ کہ ثابت قدم رہے بلکہ انھوں نے دشمن کے حملوں کا منہ توڑ جواب
دیا اُن کی قوت کمزور کردی اور اتنی دیر تک اُن کے مقابلہ پر ڈٹے رہے
کہ مالک اشتر نے بھاگی ہوئی سپاہ کی ہمت بندھائی انھیں ایک ایک
کر کے جمع کیا اور سب کو جمع کرنے کے بعد مجموعی طاقت سے شام کی
فوجوں پر حملہ کردیا۔

معاویہ اپنے سپید قبہ میں بیٹھے رہے۔ انھیں لمحہ لمحہ کی خبریں ملتی
رہیں اور اُن کے سارے خواب غلط ہوتے رہے۔ ابن بدیل کا خون
رائیگاں نہیں گیا انھیں دم توڑے گھنٹے دو گھنٹے ہی ہوئے ہوں گے کہ
شام کے سینکڑوں ہزاروں سپاہی کھیت ہو رہے معاویہ کے میسرہ
کی فوج جس نے امیر المومنینؑ کے میمنہ کو پسپا کردیا تھا اب بُری طرح
کٹ رہی تھی پیدلوں کی قطاریں بھی اور سواروں کا دستہ بھی جن کی
زندگی باقی تھی وہ بھاگ بھاگ کے جان بچا رہے تھے۔

امیر المومنینؑ نے اپنے میمنہ والوں سے جنھیں مالک اشتر نے
خوف و پسپائی کی پستی سے نکال کر پھر عزت کی سطح پر لا کھڑا کیا
تھا خطاب کر کے ارشاد فرمایا۔

دمیدم ان کا بڑا رہین ہیں نے تمہیں ہٹتے دیکھا اتے اور اپنی صفوں

سے الگ ہوتے دیکھا ہیں نے دیکھا کہ تمہیں جفا کار و بد خو اہل شام کے ذلیل
بدوؤں نے اپنے گھیرے میں لے لیا تھا حالانکہ تم عرب کے جوانمرد و شرف
کے رئیس و بہترین قوم ہو او نچی ناک والے اور بلند و بالا درجہ اور مرتبہ کے
افراد ہو۔ اس صورت میں شکست و پسپائی تمہارے لئے مناسب نہ تھی
لیکن پھر میرے سینہ کا درد شفا پا گیا غم و اندوہ زائل ہو گیا جب میں
میں نے دیکھا کہ آخر کار تم بھی اس طرح انھیں گھیرے میں لے رہے ہو
جس طرح انھوں نے تمہیں گھیرے میں لے رکھا تھا اور جس طرح انھوں
نے تمہارے قدم اکھیڑ دیئے تھے اس طرح تم نے بھی ان کے قدم اکھیڑ
ڈالے تیروں کی بوچھار سے انھیں قتل کرتے ہوئے اور نیزوں کی ان
پر مار چلاتے ہوئے کہ ۔۔۔۔۔۔ ان کی پہلی صفیں دوسری صفوں پر
چڑھی جاتی تھیں جیسے منکائے ہوئے پیاسے اونٹ کہ جنھیں ان کے
تالابوں سے دور بھگا دیا گیا ہو اور ان کے گھاٹوں سے علیحدہ کر دیا
گیا ہو۔ (ترجمہ نہج البلاغہ مفتی جعفر حسین مطبوعہ لاہور)

امیر المومنین نے جیسا کہا تھا ویسا ہی ان بہادروں نے کیا وہ اسی
طرح ثابت قدم رہے جیسے امیر المومنین۔ رات کی تاریکی ان کے اور
دشمنوں کے درمیان حائل نہ ہو سکی وہ اسی طرح شمشیر زنی کرتے رہے
جس طرح دن میں کی تھی۔ اب اس وقت صرف سینہ والے ہی اکیلے
داد مردانگی نہیں دے رہے تھے بلکہ پوری فوج آپ کی اس میں
شریک تھی چیخ و پکار کی آوازوں سے پورا میدان گونج رہا تھا حلق

سے آوازیں یوں نکلتی تھیں جیسے بادل کی گرج۔ تلواریں بجلی کی طرح چمک رہی تھیں اور گھوڑے اپنی برق رفتار سے آندھی کو شرما رہے تھے۔

اشتر اور عبید اللہ بن عمر

اہل شام کی پسپائی اور فرار نے معاویہ کی آنکھوں میں دنیا اندھیر کردی انھوں نے اپنے لشکر کے بڑے بڑے سرداروں کو اپنے پاس بلایا۔ عمرو بن عاص۔ بسر بن ارطاۃ۔ عبید اللہ بن عمر بن خطاب، عبدالرحمان بن خالد بن ولید اُن کے پاس اکٹھا ہوئے معاویہ نے کہا۔۔۔ مالک اشتر سعید بن قیس، قیس بن سعد، ہاشم مرقال۔ اور عدی بن حاتم کے مقابلہ میں جس طرح اب تک یمانی لوگ مورچوں میں پیش پیش اور تمہارے سینہ سپر رہے تمہیں زحمتوں میں انھوں نے پڑنے نہیں دیا۔ مجھے ان لوگوں سے اب شرم آنے لگی ہے تم لوگ قریش کے نمودار و سربرآوردہ افراد ہو میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ تم کسی کے محتاج نہیں ہو تم میں سے ایک ایک شخص علی کے ساتھیوں سے نپٹنے کی ذمہ داری لے اب یہ تم لوگوں کی مرضی پر منحصر ہے کہ کون کس کا مقابلہ کرے گا۔ ان لوگوں نے کہا آپ ہی اس کو طے کیجئے معاویہ نے کہا میں سعید بن قیس سے نپٹ لونگا بسر! تم قیس بن سعد کی ذمہ داری لو، عبیداللہ تم اشتر سے مقابلہ کرنا اور تم اے عبدالرحمان قسمت سطے کیے یک چشم عدی بن ہاشم سے مقابلہ کرنا۔ اس طرح معاویہ نے

یا پانچ دن کے پروگرام متعین کئے ہر دن کے لئے ایک آدمی۔ چوتھے دن عبیداللہ
بن عمر آگے بڑھے انھوں نے شام کے کسی مشہور بہادر کو نہیں چھوڑا چن چن
کر سب کو اپنے ساتھ لیا اور ایک بڑے لشکر کے ساتھ اشتر کے مقابلہ کو نکلے
حملہ سے پہلے معاویہ نے رنگ کر بہت دیر تک انھیں ہمت دلائی لڑنے کے
گر بتائے اور تاکید کی کہ تم اہل عراق کے اژدھوں سے نپٹنے جا رہے ہو
لہذا پوری قوت دہمت سے کام لینا۔ عبیداللہ نے آگے بڑھ کر حملہ کیا مالک
اشتر آگے بڑھے جب دونوں ایک دوسرے کے قریب ہوئے تو مالک اشتر
انھیں پہچان نہیں سکے پوچھا تم کون ہو؟ انھوں نے بتایا کہ میں عبیداللہ بن
عمر ہوں مالک اشتر نے کہا بہت بری راہ تم نے اختیار کی ہے کیوں نہیں
تم بھی اسی طرح کنارہ کش رہے جس طرح تمہارے بھائی عبداللہ بن عمر
کنارہ کش ہیں یا جس طرح سعید بن مالک ہیں اور اگر تم کو یہی ڈر تھا کہ تم سے
ھرمزان کا قصاص لیا جائے گا تو مکہ بھاگ گئے ہوئے عبیداللہ نے کہا۔
یہ باتیں رہنے دو۔ مالک کو غصہ آ گیا رجز پڑھتے ہوئے ان پر حملہ آور ہوئے
مگر جیسے ہی مالک نے ان پر نیزہ کا وار کیا عبیداللہ بھاگ کھڑے ہوئے ان
کے ساتھ سارا لشکر بھاگ نکلا۔ عمرو بن تمیم بن دھب نے عبیداللہ کو برا
بھلا کہا اور خود طیش میں آگے بڑھ کر اشتر پر حملہ کر دیا دونوں میں تھوڑی
دیر نیزے کا وار ہوا مالک اشتر نے ایسا نیزہ مارا کہ اس کی پشت کے
پار ہو گیا۔ اس واقعہ سے معاویہ کے غم و غصہ کو اور بھی بڑھا دیا یمانی لوگوں
نے خوب بغلیں بجائیں۔

اس کے بعد پھر عبید اللہ بن عمر چار یا پانچ ہزار سواروں کے ساتھ لڑنے کے لئے نکلے ہر سوار اسلحے میں غرق تھا۔ معاویہ نے انھیں تاکید کی تھی کہ تم لوگ علی کے لشکر کے عقب میں پہونچکر پیچھے سے حملہ کرو۔ قبیلہ ہمدان والے اس چال کو سمجھ گئے وہ رات انھوں نے جاگ کر کاٹی صبح کے وقت امیرالمومنین کے منادی نے اعلان کیا کہ لڑائی پر تیار ہو جاؤ اور صبح سویرے دشمن پر حملہ کردو۔ قبیلہ ہمدان والے آگے بڑھے ان کے ساتھ دوسرے لوگ بھی مگر قبیلہ ربیعہ والے ٹھیرے رہے امام نے دوبارہ ان کے پاس ابو ثروان کو بھیجا جنھوں نے آکر کہا کہ امیرالمومنین تم لوگوں کو سلام کہتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تم لوگ جنگ کے لئے کیوں نہیں بڑھتے ربیعہ والوں نے جواب دیا کیسے بڑھیں ابن عمر کا لشکر ہمارے عقب میں ہے تم جاکر امیرالمومنین سے کہو کہ آپ قبیلہ ہمدان یا کسی اور کو ان سے لڑنے کا حکم دیں ہم بھی شامل ہو جائیں گے ابو ثروان نے آکر امیرالمومنین سے ان کا جواب بیان کیا آپ نے ابکی مالک اشتر کو بھیجا مالک اشتر نے کہا قبیلہ ربیعہ والو دوسرے لوگ لڑائی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے مگر تم ابھی تک ہاتھ دھرے ہو تمہاری شجاعت و بہادری کا عالم میں شہرہ ہے تم نے بڑے بڑے معرکے سر کئے ہیں۔ ربیعہ والوں نے کہا ہمیں جب تک یہ پتہ نہ چل جائے کہ ہمارے عقب میں جو لشکر ہے اس کے کیا ارادے ہیں ہم جنگ کے لئے نہ نکلیں گے آپ امیرالمومنین سے جاکر کہئے کہ ان کے مقابلہ کے لئے کسی اور کو روانہ کریں جو ان سے اگر نپٹ لے

اشتر نے کہا امیر المومنین فرماتے ہیں کہ تم بھی ہماری طرف سے اُن سے لڑو اگر تم اپنے ہیں سے کچھ لوگ اُن کے مقابلہ پر بھیج دوگے تو یہ فوراً ٹڈیوں کی طرح بھاگ نکلیں گے اور میدان خالی ہو جائے گا اس وقت ربیعہ نے قبیلہ تیم اللہ۔ نمر بن قاسط اور عنزہ کو عبیداللہ کے مقابلہ پر روانہ کیا ان لوگوں کا بیان ہے کہ ہم بھی اسلحے سے لیس ہو رہے ہیں غرض اُن کے مقابلہ پر نکلے مگر جیسے ہی اُن تک پہونچے وہ لوگ ٹڈیوں کی طرح تتر بتر ہوگئے اس وقت ہمیں اشتر کا قول یاد پڑا کہ یہ لوگ ٹڈی دلوں کی طرح منتشر ہو جائیں گے پھر ہم اپنے ساتھیوں سے آملے یہاں اُن میں اور شام والوں میں گھمسان کا رن پڑ رہا تھا۔

لوگوں کا اشتر کو مدد کیلئے پکارنا

اب شام والے تھک چکے تھے لڑائی سے جی چرانے لگے امیر المومنین آگے بڑھے آپ نے اپنی عادت کے مطابق باآواز بلند تکبیر کہی آپ کے حملہ آور ہوتے ہی عراق و شام کے لشکر ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے شدید لڑائی ہوئی۔ عبدالرحمان بن خالد بن ولید معاویہ کے لشکر کا سب سے بڑا علم لے کر آگے بڑھے اور عراق والوں پر شدت سے حملہ کیا رجز پڑھتے جاتے مگر "میں سیف اللہ خالد کا فرزند ہوں"

امیرالمومنین کی طرف سے جاریہ بن قدامہ سعدی نے آگے بڑھ کر ان سے مقابلہ کیا کچھ دیر تک دونوں میں نیزہ بازی ہوئی جاریہ کچھ پیچھے ہٹ آئے اور عبدالرحمان حرب وضرب کرتے آگے بڑھے جو بھی ان کی زد پر آیا اُسے انھوں نے توڑ پھوڑ کر رکھ دیا عبدالرحمان کی پیش قدمی دیکھ کر عمرو عاص بھی بقیہ اہل شام کو لے کر ان کی کمک کو پہونچے عبدالرحمان سے کہا سیف اللہ کے فرزند! عراق والوں میں گھس پڑو کامیابی کوئی لمحے کی بات ہے دونوں نے ملکر عراق والوں پر حملہ کیا انھوں نے عراق والوں کی ہر صف کو توڑ دیا لوگوں نے دوڑ کر مالک کو خبر کی اور بتایا کہ معاویہ کا علم اتنے قریب آ چکا ہے انھوں نے علم لشکر ہاتھ میں لیا اور بڑھ کر شام والوں پر حملہ آور ہوئے ہاتھ میں تلوار بھی تھی اور نیزہ بھی اور دونوں ہاتھ مشین کی طرح کام کر رہے تھے اُن کا حملہ اتنا زبردست تھا کہ شام کا لشکر الٹے پیروں بھاگ کھڑا ہوا معاویہ نے شام کے مشہور بہادروں کو طلب کیا اور انھیں حکم دیا کہ سب ملکر اشتر پر حملہ کریں سب مل کر اشتر پر ٹوٹ پڑے اشتر اُن کی راہ میں پہاڑ بن کر کھڑے ہو گئے زبان پر یہ رجز تھا۔

اضربہم ولا اری معاویہ   الاخزر العین العظیم الحاویہ

میں ان شام والوں کو مار رہا ہوں مگر معاویہ نہیں دکھائی دیتے چھوٹی آنکھوں اور بڑے پیٹ والے

اس مرتبہ بھی شام والے بری طرح پسپا ہوئے معاویہ نے یہ دیکھ کر

اہل شام کو للکارا اور انھیں جنگ پر ابھارنا شروع کیا پورے لشکر میں
گھوم گھوم کر ہر ایک کو آگے بڑھ کر حملہ کرنے کی ترغیب دلائی شام والے
پھر پلٹ پڑے اور عراق والوں پہ پوری طاقت سے حملہ کیا اس مرتبہ بھی
اشتر نے ان کے حملوں کا ایسا سخت جواب دیا اور ایسی ضرب وضرب کی کہ
شام والوں کا منہ پھر گیا وہ اس وقت تک لڑتے رہے جب تک انھیں
پسپا نہیں کر لیا اور وہ بھاگ کر اُن پانچ صفوں میں جا کر مل نہ گئے جو
معاویہ کے ارد گرد ان لوگوں نے بصورت حصار قائم کر رکھی تھیں ان
شام والوں نے اپنے کو عماموں سے باندھ رکھا تھا اور معاویہ سے مرنے مارنے
کی قسم کھا رکھی تھی اشتر اسی طرح مارتے کاٹتے تابڑ توڑ حملہ کرتے آگے
بڑھتے گئے ایک صف کے بعد دوسری صف اور دوسری کے بعد تیسری
ٹوٹتی چلی گئی یہاں تک کہ وہ خاص اس صف تک جا پہونچے جس کے بیچ
میں معاویہ فردکش تھے اشتر کو اتنے قریب پا کر وہ بدحواس ہو گئے جلدی
سے گھوڑا منگا کر سوار ہوئے اور چاہا کہ بھاگ کھڑے ہوں دفعتہً ان
کا خیال پلٹا اور جی کڑا کر کے انھوں نے دونوں پیر رکاب سے نکال لئے
اور رستے کر لیا کر بھاگیں گے نہیں پھر وہ عمرو عاص کی طرف مڑے اور کہا۔
عمرو عاص! آج صبر سے کام لینے کا دن ہے۔ عمرو عاص نے کہا سچ کہتے
ہو ہم لوگوں کی تو اس وقت وہی حالت ہے جیسا کہ کہنے والے کا قول ہے۔

دعوت حق ہے اور زندگی باطل ہے۔

معاویہ نے اپنے پیر رکاب سے نکال لئے گھوڑے سے اترے اور

چلا چلا کر اشعرییین کو اپنی مدد کے لئے آوازیں دینا شروع کیں قبیلہ عک اور اشعرییین والے دیوار بنکر معاویہ کے پاس کھڑے ہوگئے اور بڑی پامردی اور ثبات واستقلال سے جنگ کی اشتر اپنے قبیلہ مذحج کی طرف مڑے اور کہا تم قبیلہ عک والوں سے نپٹو کندہ والوں سے کہا تم لوگ اشعرییین کی طرف سے ہمیں بے نیاز کر دو خود قبیلہ ہمدان والوں کو ساتھ لے کر مقابلہ پر ڈٹے شمشیر زنی کرتے رہے اپنی قوم والوں میں چکر لگا کر اُن کی ہمت بندھائی اور کہا ارے قبیلہ عک والے ہی تو ہیں ان سے ڈرنا کیا؟ ٹوٹ پڑو ان پر اُن کے قبیلہ والوں نے بڑے زور شور کا حملہ کیا قبیلہ عک والوں نے دہائی دینی شروع کی جس پر مذحج والوں نے ایک دوسرے سے پکار کر کہا عک والوں کے پیروں پر تلوار مارو عک والے چلائے کہ عک والو! گھٹنوں کے بل بیٹھ کر لڑو۔ مذحج والوں کی تلواریں عک والوں کے سروں پر پڑنا شروع ہوئیں اور بہت بڑی تعداد اُن کی ختم ہوگئی عک والے چلائے مذحج والو قبیلہ عک و ہمدان کے بارے میں خدا کا خیال کرو کیا تمہیں قرابت و رشتہ کا بھی پاس و لحاظ نہیں تم نے قبیلہ لخم والوں کو ختم کر ڈالا قبیلہ اشعرییین والوں کو فنا کیا۔ صاحبان عقل و ہوش کہاں رہے یہ عورتیں اپنی قوم کے نامور بہادروں کا ماتم کر رہی ہیں۔

اشتر اسی طرح ڈٹے رہے اُن کی تلوار قیامت ڈھاتی رہی وہ اپنے قبیلہ اور اپنے ساتھیوں کو مسلسل للکارتے رہے یہاں تک کہ

دونوں فریق لڑائی سے تھک کر چور ہوگئے اور اپنے اپنے کیمپ میں واپس آگئے۔

مالک اشتر اور عمرو عاص

صفین کی راتوں میں کسی ہولناک رات معاویہ کی پریشانی خاطر اپنی انتہا کو پہونچی ہوئی تھی اُن کا سینہ تنگی کر رہا تھا اور اس ساری پریشانی کی وجہ مالک اشتر کی ذات تھی معاویہ نے مروان سے کہا۔

اشتر نے میرا کلیجہ خون کر دیا ہے تم قبیلہ کلاع اور یحصب کے سواروں کو لے کر جاتے اور اُن سے جنگ کرتے۔

مروان نے بڑی بے پروائی سے کہا۔

عمرو عاص سے کہئے وہی آپ کے کرتا دھرتا ہیں۔

معاویہ نے چاپلوسی کرتے ہوئے کہا۔

مگر تم تو میری جان ہو۔

مروان نے کہا اگر ایسا ہی ہوتا تو آپ مجھے بھی اتنا ہی دیتے جتنا عمرو عاص کو دیا ہے یا انھیں بھی اسی طرح محروم رکھتے جس طرح مجھے محروم رکھا ہے لیکن آپ نے انھیں تو سب کچھ دیدیا جو کچھ آپ کے

ہاتھ میں تھا اتنا ہی نہیں بلکہ جو آپ کے ہاتھ میں نہیں اس کی بھی امید دلا رکھی ہے اگر آپ کی جیت ہوئی تو وہ آپ کے پاس مزے سے عیش کرینگے اور اگر آپ ہارے تو آسانی سے بھاگ جائیں گے۔

معاویہ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا انھوں نے چیخ کر کہا۔

"خدا تم سے ہمیں بے نیاز رکھے"

عمرو عاص ان کے پاس پہونچے اور دل ہی دل میں خوش ہوتے ہوئے مگر بظاہر چاپلوسی کرتے ہوئے کہا۔

خدا کی قسم میں وہ تو نہ ہونگا جو مروان نے کہا۔۔۔"

اس کھلی ہوئی خوشامد نے معاویہ کے بدن میں آگ لگا دی بگڑ کر بولے۔

"تم کہہ ہی کیا سکتے ہو میں نے تمہیں آگے بڑھایا اسے پیچھے کیا تمہیں اندر رکھا اسے نکال باہر کیا۔

عمرو عاص نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

تم نے مجھے آگے اس لئے بڑھایا کہ میں تمہارے کام کا آدمی تھا۔ اندر اس لئے رکھا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں، یہ سب مصر کی حکومت کا فساد ہے جو یہ وہ اسی کا طعنہ دیتا ہے اگر یہ لوگ اسی میں خوش ہیں کہ تم نے مصر کی حکومت کا جو وعدہ کر رکھا ہے اسے واپس لے لو تو خوشی سے واپس لے سکتے ہو۔

پھر اپنی بات پر نادم ہو کر اور حکومت مصر کی لالچ کرتے ہوئے کہا۔

خدا کی قسم حضور یہ مروان! اس کی بڑی کوشش اس کی رہتی ہے کہ آپ کو ہم سے اور ہم کو آپ سے دور کر دے مگر اس کی تمناؤں کے برخلاف خدا ہمیں آپ سے نزدیک ہی رکھتا ہے میں کل ضرور اشتر کے مقابلہ پر جاؤں گا اور اُن سے جنگ کروں گا۔

دوسرے دن عمرو عاص بہت بڑی جمعیت کو لے کر مالک اشتر کے مقابلہ کو نکلے اشتر سے فوراً ہی سامنا ہو گیا جو امیر المومنین کے لشکر کے آگے آگے تھے اور زبان پر یہ رجز جاری تھی۔

یالیت شعری کیف لی بعمرو ذاک الذی اوجبت فیہ نذری

کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کیونکر میں عمرو کو پاؤنگا جسکے متعلق میں نے نذر مان رکھی ہے۔

ذاک الذی اطلب فیہ وتری ذاک الذی فیہ شفاء صدری

وہ ہے جس سے جنگی تاک میں ہوں اور جسے پا کر میرا کلیجہ ٹھنڈا ہوگا۔

عمرو عاص نے جیسے ہی انھیں دیکھا اُن کے حواس جاتے رہے رگوں میں گویا خون منجمد ہو گیا چاہا کہ واپس پلٹ جائیں لیکن ایک تو مصر کی طمع پھر رسوائی کا ڈر جبراً قہراً اپنے کو کھینچتے ہوئے کسی طرح اُن کے سامنے پہنچ گئے، سامنا ہوتے ہی مالک اشتر نے اُن کے منہ پر نیزہ کا وار کیا عمرو عاص نے کج ہو کر وار بچایا وہ نیزے بچ گئے مگر پھر اُن سے ٹھہرا نہیں گیا وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھے اپنی صفوں کی طرف بھاگ نکلے شام کے سپاہیوں نے اُن کا خوب مذاق اڑایا ہر طرف سے آوازے کسے جانے لگے۔

قبیلہ یحصب کے ایک نوجوان نے چلا کر کہا عمرو تم پر خاک جب تک ہوا چلتی رہے! قبیلہ حمیر والو لاؤ علم مجھے دیدو۔ علم لے کر بڑے جوش و ولولہ سے وہ اشتر کے مقابلہ پر آیا جب اشتر کے قریب پہونچا اور انھوں نے دیکھا کہ کمسن نوجوان ہے تو ان کی غیرت اس کے مقابلہ پر جانے سے مانع ہوئی انھوں نے اپنے فرزند ابراہیم کو آواز دی اور کہا یہ علم لے کر نوجوان سے لڑنے جاؤ نوجوان کا مقابل نوجوان ہی کو ہونا چاہیئے ابراہیم علم لے کر بڑھے دونوں نے ایک دوسرے پر نیزے کے وار کئے اور تھوڑی دیر میں وہ یحصبی نوجوان مارا گیا۔ شام والے ہزیمت اٹھا کر معاویہ کے پاس پلٹ آئے۔ مروان بن حکم نے عمرو عاص کی اس پسپائی پر خوب بغلیں بجائیں تھا انھوں نے بھی ان کی پسپائی اور فرار پر غیظ و غضب کا اظہار کیا معاویہ سے کہا آپ ہمارا افسر ایسے شخص کو مقرر کرتے ہیں جو ہمارے ساتھ لڑتا نہیں آپ ہم ہی میں سے کسی کو ہمارا افسر مقرر کیا کیجئے ورنہ آپ جانیئے اور آپ کا کام۔ معاویہ نے کہا آج کے بعد خدا کی قسم تم ہی میں سے کسی کو افسر مقرر کروں گا انھوں نے بہت کچھ عذر و معذرت کر کے ان لوگوں کے غیظ و غضب کو ٹھنڈا کیا۔

ــــــــ ب ــــــــ

اشتر اور اصبغ بن ضرار

اہل شام واہل عراق میں برابر گھمسان کے رن پڑتے رہے دونوں ہی طرف کے بیشمار افراد قتل ہوئے لوگوں پر تھکن طاری ہونے لگی کمزور ہو جانے کے سبب میدان میں نکلنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی اشتر نے یہ کیفیت دیکھ کر اپنے ساتھیوں کو آواز دی انھیں ہمت دلائی جنگ پر آمادہ کیا اور دشمن کو اس کے کیفر کردار تک پہنچانے پر زور دیا انھوں نے عراق والوں کو پکار کر کہا کیا تم میں ایسا کوئی نہیں جو اپنا نفس خدا کے ہاتھ بیچ ڈالے لوگوں میں کچھ جوش پیدا ہوا انھوں نے پھر جنگ شروع کر دی اور بہادروں نے آگے بڑھ کر شام والوں کو للکارنا شروع کیا۔

اشتر امیرالمومنین کے ساتھ ساتھ پورے لشکر کا چکر لگاتے پھرتے یہاں تک کہ وہ دونوں اپنے لشکر سے آگے بڑھ کر اس ٹیلہ تک جا پہنچے جہاں معاویہ ڈٹے ہوئے تھے جب معاویہ کے نزدیک پہونچے تو بسر بن ارطاۃ لوہے میں غرق آگے بڑھا اور اس نے امیرالمومنین کو آواز دیکر مقابلہ کی دعوت دی اشتر وہیں رک گئے اور امیرالمومنین سکون و وقار سے چلتے ہوئے بسر کے سامنے پہونچے پہونچکر نیزہ کا وار کیا اور اسے زمین پر گرا دیا بسر زرہ پہنے ہوئے تھا نیزہ نے اسے کوئی زخم تو لگایا نہیں مگر زمین

پر وہ دیر تک بد حواس چت لیٹا رہا ہوش آنے پر اس نے اپنی شرمگاہ
کھول دی امیر المومنین نے منہ پھیر لیا اور اُسے چھوڑ کر ہٹ آئے
جب بسر اپنی جگہ سے اٹھا تو اشتر نے اُسے پہچان لیا اور چیخ کر بولے
امیر المومنین یہ بسر بن ارطاۃ دشمن خدا ہے امیر المومنین نے فرمایا جانے
دو اس پر خدا کی لعنت ایسی بے شرمی کے مظاہرہ کے بعد اس کو قتل کرنے
کا رہ ہی کیا۔ بسر کا ایک بھائی بھی وہیں موجود تھا وہ آگ بگولا ہو کر
امیر المومنین پر جھپٹا یا ایک اشتر نے اُسے راستہ میں جا لیا اور اس زور
کا نیزہ مارا کہ اس کی کمر ٹوٹ گئی

اب گھمسان کا رن پڑنے لگا دونوں طرف کی فوجیں ایک دوسرے
سے گتھ گئیں۔ شام کے لشکر میں ایک شخص اصبغ بن ضرار ازدی تھا جس
نے امیر المومنین کو بہت رنج پہونچایا تھا آپ نے مالک اشتر سے کہا
وہ نکلے اور تھوڑی ہی دیر میں بغیر لڑے بھڑے اُسے قید کر لائے
مشکیں کس کر اپنے ساتھیوں کے پاس ڈھیر کر دیا کہ اسے صبح ہونے
پر امام کی خدمت میں پیش کیا جائے گا کچھ رات گذرنے پر اصبغ نے یہ اشعار
پڑھنا شروع کئے اور اس طرح کہ اشتر بھی سن لیں یہ اصبغ قادر
الکلام شاعر تھا۔

الا لیت ہذا اللیل طبق سرمدا ۔ علی الناس لا یأتیھم بنھارہ

کاش یہ رات ہمیشہ باقی رہتی اور دن کبھی نمودار ہی نہیں ہوتا۔

یکون کذا حتی القیامۃ انّنی ۔ احاذر فی الاصباح یوم بوارہی

قیامت تک، اسی طرح رات چھائی رہے کیونکہ صبح ہونے پہ مجھے اپنی ہلاکت کا
خوف ہے۔

فیا لیل طبق ان فی اللیل راحۃ — وفی الصبح قتلی او فکاک اساری

یہ رات برابر باقی رہے کیونکہ رات میں راحت ہے دن ہونے پر یا تو میں
مارا جاؤنگا یا قید سے رہائی نصیب ہوگی۔

ولو کنت تحت الارض ستین وادیا — لما رد عنی ما اخاف حذاری

اگر ۶۰ وادی بھی میں زمین کے نیچے جا چھپوں تب بھی جس بات کا دھڑکا
مجھے لگا ہوا ہے اس سے جان نہیں بچ سکتی۔

فیا نفس مہلا ان للموت غایۃ — فصبرا علی ما ناب یا ابن ضرار

اے نفس ٹھہر موت بہرحال انجام کار ہے ابن ضرار تجھ پر جو آفت آئی ہے
اس پر صبر کر۔

اخشی ولی فی القوم رحم قریبۃ — ابی اللہ ان اخشی والاشتر جاری

کیا میں خوف وہراس کروں حالانکہ ان لوگوں سے مجھے قرابت قریبہ حاصل ہے
خدا کو یہ منظور نہیں کہ میں ڈروں جبکہ اشتر میرے پڑوسی ہیں۔

ولو انہ کان الاسیر ببلدۃ — اطاع بہا شرفت اسر اساری

اگر یہ اشتر کسی ایسے شہر میں جہاں میری بات مانی جاتی ہے اسیر ہوتے
تو میں دامن گردان لیتا

ولو کنت جار الاشعث الخیر فکنی — وقل من الامر المخوف فراری

اگر میں اشعث کا پڑوسی ہوتا تو وہ مجھے ضرور رہا کر دیتا [illegible]

میرا کچا کچھ کم ہو جاتا۔

وجار سعید ا و عدی بن حاتم   وجار شریح الخیر قو قرا ری

اگر میں سعید یا عدی بن حاتم یا شریح کا پڑوسی ہوتا تو مجھے قرار آ جاتا۔

اولئک قومی لا عدمت حیاتھم   وعفوھم عنی وستر عواری

یہ لوگ میری قوم والے ہیں وہ جیتے رہیں مجھ سے درگذر کریں اور میری پردہ پوشی کریں۔

صبح ہونے پر مالک اشتر اسے امیر المومنین کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا امیر المومنین کل میں نے اس شخص کو گرفتار کیا ہے اگر میں جانتا ہوتا کہ اسے قتل کر ڈالنا ہی ٹھیک ہے تو میں اس کا سر اڑا دیئے ہوتا یہ رات بھر ہمارے پاس رہا اور اپنے اشعار سے اس نے ہم لوگوں کے دلوں میں ہلچل پیدا کر دی ہے اگر اس کا قتل ہی ضروری ہے تو ہم چاہے ناراض ہی ہوں اسے قتل کر ڈالیئے اور اگر عفو و درگذر کی گنجائش ہو تو اسے ہمیں بخش دیجئے امیر المومنین نے فرمایا میں تمہیں ہبہ کرتا ہوں جب بھی کسی قیدی کو پاؤ اس کو قتل نہ کرنا کیونکہ اہل قبلہ قیدیوں کے بدلہ میں نہ تو زر فدیہ لیا جائے گا نہ اسے قتل کیا جائے گا۔

اشتر نے اصبغ کو رہا کر دیا۔

اشتر بروزِ صفین

ربیع الاول کی ۱۳ ارتاریخ آگئی دونوں طرف کی فوجیں صبح سویرے ہی ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہوگئیں لیکن سب پر تھکن طاری تھی اعصاب جواب دے رہے تھے طاقت ختم ہو رہی تھی لڑائی نے ہلکان کر دیا تھا ہزاروں ہزار جان سے ہاتھ دھو چکے تھے ہزاروں ہی ہزار زخموں سے چور چور تھے شام والے اپنے جھنڈوں کے نیچے کھڑے ہوئے اپنی صفیں درست کیں ادھر مالک اشتر کمیت رنگ کے گھوڑے پر باہر نکلے کلات جب انھوں نے گھوڑے کی پیٹھ پر رکھ چھوڑا تھا ہاتھ میں ایک طویل نیزہ تھا انھوں نے اہل عراق کو آواز دی۔

اپنی صفیں جما لو خدا تم پر رحم کرے۔

جب صفیں قائم ہو گئیں تو مالک اشتر دونوں طرف کے لشکر کے درمیان اپنے گھوڑے پر سوار آ کھڑے ہوئے پُشت اہل شام کی طرف تھی اور رخ عراق والوں کی طرف حمد و ثنائے الٰہی کے بعد ایک طولانی تقریر کی جس میں لوگوں کو جنگ کی ترغیب دلائی پھر شامیوں کی طرف منہ پھیرا اور زور و شور سے حملہ کر دیا اُن کے ساتھ عراق والوں نے بھی بڑھ کر حملہ کیا دونوں لشکر ایک دوسرے کے قریب آنے لگے

پہلے ایک دوسرے پر تیر چلائے گئے پتھر پھینکے گئے جب تیروں اور پتھروں کا ذخیرہ ختم ہو گیا تو دونوں طرف نیزے سنبھال لئے گئے یہاں تک کہ نیزے بھی ایک ایک کرکے ٹوٹ گئے اب تلوار اور گرز آہنی کے وار ہونے لگے گھسان کی لڑائی ہونے لگی اس وقت سوا لوہے کے لوہے سے ٹکرانے کے اور کسی چیز کی آواز کان میں نہیں آتی تھی اور ایسی کڑک تھی کہ بجلیوں کی کڑک اور توپوں کی گرج بھی ماند تھی لوگ اس طرح ایک دوسرے کو مارتے کاٹتے رہے کہ علم اور جھنڈے ادھر کے ادھر اور ادھر کے ادھر ہو گئے صفیں ٹوٹ گئیں لوگ ایک دوسرے سے گتھے پڑتے تھے اشتر کبھی میمنہ لشکر میں دوڑ کر جاتے اور کبھی میسرہ کی طرف ہر قبیلہ اور ہر رسالہ کو بڑھ کر حملہ کرنے کی تاکید کرتے اس طرح صبح سے دوپہر دوپہر سے شام اور شام سے آدھی رات کٹتے مرتے گذر گئی دونوں طرف کی فوجیں اضطراری طور پر رک گئیں اور لڑائی تھوڑی دیر کے لئے تھم گئی۔

صبح ہونے پر امیر المومنین کی طرف سے عمرو بن سعدی نخعی میدان میں آئے اور شام والوں کو مقابلہ کی دعوت دی اُن کے مقابلہ پر ابو جندب نکلا یہ شام کا مشہور پہلوان تھا معاویہ ایسے دشوار وقتوں کے لئے بچا رکھتے اس نے نخعی پر حملہ کیا اور انھیں قتل کر دیا پھر عمرو بن یحییٰ نخعی نکلے یہ بہت بڑے فقیہ دریا دل اور شریف انسان تھے ابو جندب نے انھیں بھی قتل کیا۔ اشتر کے غم و غصہ کی انتہا نہ رہی۔

انھوں نے طرتک ابن عبیدہ سے کہا اپنی زرہ اتار کر مجھے دو میں اس

کے مقابلہ کے لئے جاتا چاہتا ہوں۔ مجھے میرے لباس میں دیکھ کر ممکن ہے وہ مقابلہ سے گریز کرے۔ طرتی نے اپنی زرہ اتار کر دیدی۔ اشتر پہن کر نکلے۔ ابو جندب ابھی تک میدان میں ڈٹا ہوا تھا اشتر اس کے قریب گئے اور چیخ کر کہا خدا تجھے قتل کرے تو نے نخع کے سرداروں کو قتل کیا۔ ابو جندب نے کہا ان کا قتل واجب تھا انھوں نے امام عثمان اور امیر معاویہ پر خروج کیا تھا۔ اشتر نے کہا شام والو تم کتنے بڑے احمق ہو یہی کہ کر تو معاویہ نے تم لوگوں کو فریب دیا ہے تم مخلوق کے انتہائی اطاعت گذار اور خالق کے انتہائی نافرمان ہو۔

ابو جندب نے طیش میں آکر مالک اشتر پر تلوار سے حملہ کیا اشتر نے تلوار سپر پر روکی اور بھرپور تلوار ماری ابو جندب خاک میں لوٹنے لگا اشتر وہیں کھڑے شام والوں کو دعوت مقابلہ دیتے رہے اور ان کے مقابلہ پر یکے بعد دیگرے شامی زور آزما آتے گئے اور وہ سب کو قتل کرتے گئے یہاں تک کہ ۱۲ آدمی قتل کر کے پھر اپنے ساتھیوں میں پلٹ آئے تھوڑی دیر میں شامی لشکر سے ایک شخص نکل کر اہل عراق کے قریب آیا اور پکار کر کہا کس نے ہمارے بھائی اور ہمارے ساتھیوں میں سے گیارہ آدمیوں کو قتل کیا اشتر آگے بڑھے اور کہا انشاء اللہ تو بھی اسی وقت ان لوگوں سے جا ملے گا۔

شامی نے اشتر پر حملہ کیا اشتر نے اس کا وار خالی دیکر اتنے زور کی تلوار ماری کہ وہ زمین پر لوٹنے لگا اشتر جب اپنے ساتھیوں میں

میں آئے تو ان کے بھائی نے کہا۔ تم نے کتنی بار اپنی جان ہلاکت میں
ڈالی۔ اشتر نے کہا۔

عمار یاسر، ہاشم مرقال۔ اور عبد اللہ بن بدیل کے بعد جینے کی
تمنا نہیں رہی۔

اشتر آگے بڑھے دونوں صفوں کے بیچ آکر معاویہ کو مقابلہ کی
دعوت دی معاویہ ٹس سے مس نہ ہوئے کہا کہ تم میرے برابر نہیں اشتر
نے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو نکل کر ہمارے آقا سے لڑو کہ وہ سید العرب ہیں
معاویہ نے جندب بن ربیعہ کو آواز دی اس جندب نے معاویہ کی دان
کی دختر کے لئے پیام دیا تھا اور معاویہ نے انکار کر دیا تھا۔ معاویہ کے
جندب کو آواز دینے پر عمرو عاص نے جندب سے کہا اگر تم نے آج اشتر
کو قتل کر دیا تو یقیناً معاویہ اپنی بیٹی رملہ سے تمہاری شادی کر دینگے۔
جندب رملہ کی آرزو دل میں لئے میدان میں آیا جب اشتر کے قریب
پہنچا تو اشتر نے پوچھا معاویہ نے میرے مقابلہ پر آنے کے لئے کتنا
دینے کا وعدہ کیا ہے۔ جندب نے کہا اگر میں تمہیں قتل کر ڈالوں وہ
اپنی دختر رملہ سے میری شادی کر دینگے اب میں تمہارا سر کاٹ کر
لیجاؤنگا۔ اشتر نے اس کی سادہ لوحی پر ایک زبردست قہقہہ لگایا
جندب نے اُن پر نیزہ کا وار کیا اشتر نے اس کا نیزہ اپنی بغل میں
داب لیا جندب نے لاکھ زور لگایا مگر نیزہ کھینچنے میں کامیاب نہ ہوا
اشتر نے تلوار مار کر نیزے کے دو ٹکڑے کر دیئے جندب بھاگ نکلا اور

چاہا کہ معاویہ کے پاس پہونچ جائے مگر اشتر نے دوڑ کر اسے تلوار پر دھر لیا۔

پھر اشتر نے مڑ کر شام والوں کو للکارا اور انھیں مقابلہ کی دعوت دی مگر کسی کو اُن کے مقابلہ پر آنے کی ہمت نہ ہوئی امیرالمومنین نے مالک اشتر کو آواز دی اور پاس بلا کر کہا تمہارے مقابلہ پر بھی کوئی نہیں نکلتا اور میرے مقابلہ پر بھی کوئی نہیں آ رہا ہے میں معاویہ کے میمنہ پر حملہ کر رہا ہوں۔ تم میسرہ پر حملہ کرو دونوں بڑے زور و شور سے حملہ آور ہوئے عراق والوں نے بھی ساتھ دیا لڑائی پھر جم گئی دونوں طرف کی فوجیں ایک دوسرے سے لپٹ پڑیں ایک فریق دوسرے سے گتھا ہوا تھا رات کے نصف پہر سے دوسرے روز دن چڑھے تک گھمسان کا رن پڑتا رہا۔ مالک اشتر اپنے ساتھیوں کو لے کر آگے بڑھنا شروع کیا وہ اپنے ساتھیوں سے کہتے جاتے۔ میرے نیزہ کے اتنا آگے بڑھ چلو جب وہ آگے آجاتے تو پھر کہتے اتنا ہی اور یہاں تک کہ اُن کے ساتھی آگے بڑھنے سے تھک گئے اور اُن کے ہاتھ سست ہو گئے اشتر نے یہ دیکھ کر اپنا علم زمین میں گاڑ دیا اپنا خود اتار کر زمین پر رکھا اور لشکر کے بیچ اور صف در صف گھوم گھوم کر کہنا شروع کیا۔

گروہ مومنین ثابت قدم رہو۔

اُن کے اس فقرہ کے ساتھ ہی لڑائی کی آگ پوری طرح بھڑک اٹھی گرد و غبار سے آفتاب گہنا گیا۔ منقذ و حمیر فرزندان قیس

اشتر کے ساتھ ہی حرب و ضرب میں مصروف تھے معتقد نے اشتر کے متعلق حیرت کرتے ہوئے حمیر سے کہا۔ یہ کیسا آدمی ہے عرب میں ان کی مثال ڈھونڈھے سے نہیں ملے گی کاش اس جنگ میں ان کی نیت بھی ٹھیک ہو۔

حمیر نے چیخ کر کہا اُن کی نیت ٹھیک ہونے میں کیا کلام تمہاری ماں تمہارے ماتم میں بیٹھے یہ آدمی جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو خون میں تیر رہا ہے اس پر بھی لڑائی نے اسے تھکایا نہیں جبکہ بڑے بڑے بہادروں کی کھوپڑیاں گرمی کے مارے کھول گئی ہیں دل حلق تک آ گئے ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا خداوندا اشتر کے بعد مجھے زندہ نہ رکھنا۔

اس طرح اشتر لوگوں کو ترغیب دلاتے جنگ پر ابھارتے رہے زبان پر یہ فقرہ تھا۔

"کون شخص اپنا نفس اللہ کے ہاتھ بیچتا ہے اور اشتر کے ساتھ دادِ شجاعت دیتا ہے تاوقتیکہ فتح ہو جائے یا پھر اللہ سے جا ملے"۔

اُن کے ساتھی لبیک لبیک کر اُن کے پاس پہونچے اور اہل شام سے لڑنے میں مصروف ہو گئے پھر اشتر نے ساتھیوں سے چیخ کر کہا اور سخت حملہ کرو میرے چچا ماموں تم پر قربان ایسا سخت حملہ جس سے تم اللہ کو خوش اور دین کو طاقتور بنا دو۔ میں جب حملہ کر دوں تو تم بھی بڑھ کر حملہ کر دو پھر وہ گھوڑے سے اتر پڑے اور علمدار لشکر سے کہا آگے

بڑھے۔ اشتر علم کے ساتھ آگے بڑھے اُن کے ساتھیوں نے بھی شام والوں پر اپنا حملہ سخت کر دیا اشتر مسلسل شمشیرزنی کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے یہاں تک کہ اپنے ساتھیوں کو لے کر شام کے لشکر میں گھس پڑے پھر دوبارہ زور سے حملہ کیا اور شام والوں کو پیچھے دھکیل دیا۔ اشتر کے رسالہ کا علم جس کے ہاتھ میں تھا وہ مارا جا چکا تھا اشتر علم ہاتھ میں لے کر تیزی سے آگے بڑھے۔ امیرالمومنین نے یہ دیکھ کر کہ اشتر کی طرف کامیابی کے آثار پیدا ہو چلے ہیں مزید سوار اور پیادے اُن کی طرف روانہ کئے عراق کا لشکر تیزی سے معاویہ کے لشکر میں دھنستا چلا آ رہا تھا سامنے کی ہر رکاوٹ کو شکست و ریخت کرتا ہوا وہ علیؑ سامنے کھڑے تھے چند ہی گز کے فاصلہ پر وہ مالک اشتر تھے جو جوش میں گھوڑے سے کود پڑے تھے اور دوڑتے ہوئے بڑھ رہے تھے آج کی جنگ پہلے کے دنوں کی سی جنگ نہ تھی نہ اس جنگ کو جنگ ہی کہنا ممکن تھا دونوں لشکروں کی درمیانی مسافت تنگ ہو گئی تھی اب نہ تیر چلانے کا موقع تھا نہ نیزہ مارنے کا دونوں لشکر تلوار سے جنگ کرتے کرتے ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو جاتے اور ہاتھ سے ناخن سے دانت سے دشمن کو کاٹتے اور اسی وحشیانہ جنگ کے دوران شامی لشکر کے ہر حصے سے فریاد و زاری کی آواز بلند تھی اور رونے کی آواز سنائی دی جاتی تھی۔

معاویہ نے بدحواس ہو کر عمرو عاص سے کہا۔ عمرو عاص! رات

ختم ہوتے ہوتے علی ہم لوگوں کا کام تمام کر ڈالیں گے تباہ کیا کیا جائے
عمرو عاص نے سکون بھرے لہجہ میں کہا۔ تمھارے سپاہی علی کے
سپاہیوں کے برابر نہیں اور نہ تم علی جیسے ہو تم زندگی کے بھوکے ہو
اور علی موت کے تمنی ہیں۔ عراق والے ڈرتے ہیں کہ کہیں تم نہ جیت
جاؤ اور شام والوں کو اطمینان ہے کہ علی فتحیاب بھی ہو گئے تو ہمارے
ساتھ برا سلوک نہ کرینگے۔

معاویہ نے کوئی جواب نہ دیا عمرو عاص کے اس طنز کو خاموشی
سے پی گئے اور ششدر و حیران کھڑے انتظار کرتے رہے کہ دیکھیں
تقدیر کیا دکھاتی ہے۔

اسی وقت مالک اشتر آگے بڑھتے آ رہے تھے اور امیر المومنین برابر
ان کو کمک پہونچا رہے تھے جوں جوں سپیدہ سحر نمودار ہوتا گیا فتح
و کامیابی کے آثار نمودار ہوتے گئے۔

اشتر بہادری سے چلتے ہوئے معاویہ کے قریب بڑھتے جاتے موت بھی
قدم بقدم معاویہ کے سپید خیمہ سے نزدیک ہوتی جا رہی تھی شام
والوں میں ہلچل مچی ہوئی تھی اور اُن کی چیخ و فریاد سے میدان گونج رہا
تھا دیکھ رہے تھے کہ ہلاکت کی بجلیاں ہر طرف سے ٹوٹ ٹوٹ کر ان
پر گرتی ہیں اور سر نباقی عاقی ہیں مارے دہشت کے ہاتھ سے اختیار کا
نکلا جا رہا ہے۔

معاویہ نے عمرو عاص [illegible] گھبرا کر کھڑا اور گڑگڑاتے ہوئے

بولے۔ "ہم سب کی جان گئی"۔

معاویہ نے کہا عاص کے بیٹے میں اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ تم دل میں کیا چھپائے ہو۔ اب بھی سناٹا رہا۔ معاویہ نے دوبارہ کہا۔ مصر کی حکومت کا خیال کرو۔

اتنی دیر میں فرزند نابغہ اپنے اندر کے شیطان سے مشورہ کر کے فارغ ہو چکے تھے انھوں نے مسکراتے ہوئے معاویہ سے کہا۔

"ایک بات تم ان لوگوں کے سامنے پیش کرو اگر ان لوگوں نے اسے قبول کر لیا تب بھی نہ قبول کیا تب بھی دونوں صورتوں میں پھوٹ پڑ جائے گی۔

معاویہ کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں عمرو عاص کی باتیں غور سے سننے لگے عمرو عاص نے کہا۔

"ان لوگوں کو کتاب خدا کی طرف بلاؤ" پھر انھوں نے اپنے آدمیوں کو پکار کر کہا۔

شام والو! تم میں سے جس کے پاس قرآن موجود ہے نیزے پر باندھ کر بلند کر دو۔

رات گذری صبح ہوئی آفتاب کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں امیر المومنین کی فوجیں جو مار کاٹ کرتی معاویہ کی طرف بڑھتی جاتی تھیں کئی سو علم استادہ دیکھ کر دفعتہً ٹھٹک کر رہ گئیں ان علموں کے نہ تو پھریرے ہوا میں لہرا رہے تھے نہ ان کی شکل ہی عام جھنڈوں کی سی تھی جو ہاتھوں

ں اُٹھائے جاتے ہیں بلکہ وہ جھنڈے نیزوں اور تلواروں میں باندھے
گئے تھے اور گھوڑوں کی پیٹھوں پر اونچے کئے گئے تھے۔
امیرالمومنین کی فوج دیر تک سپاہ شام کو غور کی نگاہوں سے
دیکھتی رہی۔ سناٹا سا سارے لشکر پر طاری تھا۔ نہ تو ہتھیاروں کی جھنکار
تھی نہ قدموں کی چاپ تھی۔ سب خاموش بے حس و حرکت کھڑے تھے۔
امیرالمومنین کے سپاہی ابھی سوچ رہے تھے کہ دفعتہً لشکر معاویہ
کی طرف یہ آواز بلند ہوئی۔
"عراق والو! یہ خدا کی کتاب ہمارے اور تمہارے .....
درمیان ہے"۔
"اگر تم ہمیں قتل کر دوگے تو ہمارے بال بچوں کا کیا بنے گا
اور اگر ہم تمہیں قتل کرینگے تو تمہارے بال بچوں کا کیا حشر ہوگا۔
عراق والے لڑائی سے تھک چکے تھے مسلسل حرب و ضرب نے
ان کی جان عاجز کر دی تھی کچھ لوگوں نے شام والوں کی ہاں میں
ہاں ملائی لڑائی بند کرکے سستانے لگے کچھ دوسرے اسی طرح لوٹتے
رہتے رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عراق والوں میں پھوٹ پڑ گئی اُن کا بنا بنایا
کھیل خاک میں مل گیا تقریباً ۲۰ ہزار زرہ پوش سپاہی اپنے کاندھوں
پر تلوار رکھے امیرالمومنین کی خدمت میں آئے سجدوں کے نشان سے
ان کی پیشانیاں سیاہ ہو رہی تھیں اُن میں پیش پیش مسعر بن فدکی
تمیمی اور اشعث بن قیس تھا۔ ان لوگوں نے امیرالمومنین

سے کہا۔

"حضور ان لوگوں کی درخواست کہ قرآن سے فیصلہ کر لیا جائے قبول کر لیجئے ورنہ ہم آپ کو بھی اسی طرح قتل کر ڈالیں گے جس طرح عثمان کو ہم نے قتل کیا تھا خدا کی قسم اگر آپ نے ان کی درخواست نہیں قبول کی تو ہم ایسا کر کے رہینگے۔

امیرالمومنین نے فرمایا۔

"افسوس ہے تم پر ارے کتاب خدا کی طرف سب سے پہلے تو میں نے ہی دعوت دی تھی اور قرآن کے فیصلہ کو منظور کرنے والا مجھ سے بڑھ کر کون ہو گا میرے لئے نہ تو جائز ہے نہ کوئی گنجائش ہے اس بات کی کہ مجھے کتاب خدا کی طرف بلایا جائے اور میں قبول نہ کروں میں تو ان سے اسی لئے جنگ کرتا تھا کہ یہ لوگ احکام قرآنی کی پابندی کریں۔ انھوں نے احکام الہی کی صریحی نافرمانی کی تھی اس کے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا تھا اور کتاب خدا کو بالائے طاق رکھدیا تھا لیکن میں تمہیں بتائے دیتا ہوں کہ یہ سب ان کا مکر و فریب ہے یہ محض اپنی جان بچانا چاہتے ہیں قرآن پر عمل کرنا ان کو مقصود نہیں۔

ان لوگوں نے آپ کے گرد حلقہ کر لیا اور آپ کے منہ کے سامنے تلواریں ہلانے اور دھمکیاں دینے لگے کہ آپ اپنی ضد سے باز نہ آئیں گے تو ہم آپ کو قتل کر ڈالیں گے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ پیچھے پڑ گئے کہ مالک اشتر کو جو جنگ کرتے ہوئے معاویہ کے خیمہ کے قریب پہونچ

گئے تھے فوراً واپس بلا لیجئے اشتر اس وقت ٹھیک معاویہ کے خیمہ کے دروازہ پر تھے وہ خیمہ میں اب گھسنے والے ہی تھے کہ ٹھیک اسی وقت امیرالمومنین کا قاصد اُن کے پاس یہ پیغام لایا۔ جلدی آؤ۔

اشتر متعجب ہو کر بولے "اس وقت آؤں؟"

حضرت سے جا کر کہو یہ موقع اس کا نہیں کہ ایک منٹ کے لئے بھی یہاں سے مجھے ہٹائیں مجھے خدا سے امید ہے کہ فتحیابی بخشنے کا آپ میری واپسی کے متعلق عجلت نہ فرمائیں۔

مگر اشتر کے جواب سے بلوائیوں کی کچھ بھی تسلی نہ ہوئی باوجودیکہ فتح کی علامات بالکل واضح ہو چکی تھیں مگر وہ اپنی ضد پر اڑے رہے غضبناک ہو کر کہنے لگے "ہمارا خیال یہ ہے کہ آپ ہی نے انھیں لڑائی جاری رکھنے کا حکم دیا ہے"۔

امیرالمومنین نے فرمایا تم خود ہی انصاف کرو کیا میں نے تمہارے سامنے ہی اپنا قاصد مالک اشتر کے پاس نہیں بھیجا۔ کیا میں نے جو کچھ قاصد سے کہا تھا وہ تمہارے سامنے علانیہ نہیں کہا"۔

بلوائیوں نے کہا "انھیں آنا ہی پڑے گا ورنہ ہم انھیں تلوار دو سے آپ کو قتل کر ڈالیں گے جس طرح عثمان کو قتل کیا تھا یا آپ کو پکڑ کر دشمن کے حوالے کر دیں گے۔

قاصد دوبارہ بھیجا گیا اشتر نے اُسے دیکھ کر کہا "کیا یہ سب کچھ قرآن کو نیزوں پر بلند کرنے کا نتیجہ ہے؟

قاصد نے کہا ہاں۔

اشتر نے کہا خدا کی قسم جس وقت یہ قرآن بلند کئے گئے تھے اسی وقت میں سمجھ گیا تھا کہ اختلاف رونما ہو کر رہے گا۔"

اشتر پھر بھی فوراً نہیں پلٹے کچھ دیر سوچتے رہے غالباً ان کے دل میں کشمکش سی برپا تھی کامیابی آغوش پھیلائے ان کی طرف بڑھ رہی تھی بڑا نادر موقع ہاتھ آیا تھا اتنی محنت شاقہ کے بعد قسمت نے یہ دن دکھایا تھا انھوں نے قاصد کو تقاضا کرتے سنا۔

"مالک فتنہ رونما ہو چکا ہے۔"

مالک نے کہا داے ہو تم پر کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ ہماری جیت ہو رہی ہے دشمن اسلحے پھینک پھینک کے بھاگ رہے ہیں کیا دیکھتے نہیں کہ خداوند عالم کتنا بڑا فضل ہم پر کر رہا ہے کیا مناسب ہے کہ ہم ایسی نمایاں فتحیابی ہاتھ سے چھوڑ دیں اور پلٹ جائیں۔"

قاصد نے کہا "کیا تم کو یہ پسند ہے کہ تم یہاں فتحیابی حاصل کرتے رہو وہاں امیر المومنین کو لوگ قتل کر ڈالیں یا دشمن کے حوالے کر دیں۔"

اشتر کے بدن میں تھرتھری پڑ گئی حسرت سے کراہ کر انھوں نے کہا "خدا کی پناہ۔"

اشتر کا دل پہاڑ تلے جیسے دب کے رہ گیا وہ الٹے پیروں پھرے سر جھکائے آنکھیں بند کئے سانس روکے اور جھجے ہوئے قدم کو

www.kitabmart.in

زبردستی اٹھاتے ہو۔

اشتر جتنا جتنا ان بلوائیوں سے نزدیک ہوتے جاتے غیظ و غضب کا پارہ چڑھتا جاتا جیسے ہی ان کی نگاہ ان لمبی داڑھیوں اور سیاہ پیشانیوں پر پڑی اُن کے ہاتھ قبضہ شمشیر پر جم گئے۔ دانت پیستے ہوئے بولے۔

اے ذلت و خواری کے مجسمو اور پست ہمتی کے پتلو ارے ٹھیک اس وقت جب تم جیت رہے تھے اور دشمنوں نے یقین کر لیا تھا کہ تم اُن پر غالب ہو چکے ہو تم اُن کے دھوکہ میں آ گئے قرآن کو نیزوں پر بلند دیکھ کر ہاتھ روک بیٹھے یہ لوگ خدا کی قسم قرآن کے احکام اور پیغمبر کی سنت کو کب کی چھوڑ چکے ہیں ان لوگوں کو دین سے کوئی بھی سروکار نہیں۔ تم لوگ ہرگز ہرگز ان کی باتوں میں نہ آؤ۔

وہ لوگ بولے نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔

اشتر۔ اچھا مجھی کو تھوڑی دیر کے لئے مہلت دیدو۔

"نہیں یہ ناممکن ہے۔"

اشتر۔ بس ایک مرتبہ گھوڑا دوڑا لینے دو مجھے پوری امید ہے کہ فتح ہو جائیگی۔

"اس صورت میں تمہارے گناہ میں ہم بھی شریک ہو جائینگے۔"

اشتر۔ اچھا یہ بتاؤ اس جنگ میں جبکہ تمہارے بڑے بڑے دیندار اور جلیل القدر افراد مارے جا چکے ہیں تم لوگ کب حق پر تھے کیا اس وقت جبکہ تم شام والوں سے لڑ رہے تھے تو پھر جنگ سے ہاتھ روک کر

تم نے باطل کو اختیار کرلیا۔ یا اس وقت تم لوگ حق پر ہو۔

"ہم لوگ اسی وقت حق پر ہیں۔

اشتر تو تمہارے مقتولین جن کے فضل و شرف سے تم انکار نہیں کرسکتے اور جو واقعاً تم سے بہتر بھی تھے اس صورت میں جہنمی ہوں گے ان لوگوں نے ہٹ دھرمی کرتے ہو کہا۔

"اپنی بحث رہنے دو ہم نے جب جنگ کی تھی تو خدا ہی کے لئے اور اب جنگ سے ہاتھ روک رہے ہیں تو یہ بھی خدا ہی کے لئے ہے۔

اشتر غضبناک ہو کر چیخے خدا کی قسم تمہیں دھوکا دیا گیا اور تم دھوکا کھا گئے تمہاری پیشانی کے کالے ڈھبے جو کثرت سجود سے نمایاں ہیں ہم ان کو دیکھ کر سمجھتے تھے کہ تم بڑے نمازی اور زاہد و عابد ہو آج معلوم ہوا کہ تم محض ریاکار اور طالب دنیا ہو۔ تمہارا ستیاناس ہو نہ تم کو دنیا حاصل ہوگی نہ دین ہمیشہ ذلیل رہو گے۔

مالک اشتر ان پر کوڑا لے کر پل پڑے وہ لوگ بھی کوڑے لے کر دوڑے ہنگامہ برپا ہوگیا قریب تھا کہ نیا فتنہ اٹھ کھڑا ہو مگر امیرالمومنین نے دونوں فریق کو روک دیا۔

اسی وقت مالک اشتر نے امیرالمومنین سے عرض کی۔

حضور ایک حملہ اور کرلینے دیجئے ابھی قصہ ختم ہوا جاتا ہے معاویہ ختم ہو جاتے ہیں تو ان کی جگہ دوسرا کوئی شام والوں کو ملیگا نہیں اور آپ کے یہاں بحمدہ آپ کی نیابت کرنے والے موجود ہیں اگر

معاویہ کو آپ جیسے آدمی مل بھی جائیں تو انکھیں آپ جیسا صبر و ثبات
نصیب نہیں ہوگا نہ آپ جیسی دوربرس نگاہ انکھیں میسر ہوگی آپ لوہے کو
لوہے سے کاٹیے اور خدا سے مدد کی خواستگاری کیجئے ۔
امیر المومنین نے اشتر کی بات نہیں مانی ۔
اشتر نے پھر لجاجت کرتے ہوئے کہا امیر المومنین ان کے لشکر پر حملہ کردیجئے
ابھی شام والے ختم ہوئے جاتے ہیں ۔
امیر المومنین سر جھکائے خاموش رہے بلوائیوں نے اشتر سے کہا امیر المومنین
نے تحکیم قبول کرلی ہے اور فیصلہ قرآن پر راضی ہوچکے ہیں اب آپ کے
لئے جنگ کی گنجائش باقی نہیں رہی ۔
اشتر نے کہا اگر امیر المومنین نے تحکیم قبول کرلی ہے اور فیصلہ قرآن
پر راضی ہوچکے ہیں تو جو امیر المومنین کی رضا وہی میری رضا بلوائیوں نے
چیخنا شروع کیا ۔
امیر المومنین راضی ہیں امیر المومنین نے تحکیم قبول کرلی ہے ۔
امیر المومنین اب بھی سر جھکائے فکر و تامل میں ڈوبے ہوئے تھے ۔
اشعث مجمع سے نکل کر امیر المومنین کے سامنے آیا اور عرض کی ۔
میں دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ اس بات پر رضامند ہیں کہ شام والوں
کی بات مان لی جائے ۔ قرآن سے فیصلہ کرانے کو قبول کرلیا جائے امیر المومنین
اگر آپ فرمائیں تو میں معاویہ کے پاس جاؤں اور پوچھوں کہ ان کا منشا
کیا ہے ؟

امیر المومنین نے انتہائی تلخی سے فرمایا تمہارا جی چاہتا ہے تو بجاؤ۔

یہ گھڑی صفر کے آخری جمعہ کی جبکہ بلوائی آپ کو اپنے نرغہ میں لئے ہوئے تھے۔ اسلئے دھمکی کے طور پر ہلائے جا رہے تھے اور پورا مجمع اپنی ضد پر اڑا ہوا تھا، آخری گھڑی تھی امیر المومنینؑ کی حکومت کی۔

اب تو آپ کے اختیار میں یہی رہ گیا تھا کہ جبراً قہراً وہی کریں جو بلوائی چاہتے تھے۔ امیر المومنینؑ دیکھتے تھے کہ یہ خود بھی تباہی کی طرف جا رہے ہیں اور مجھے بھی گھسیٹ رہے ہیں مگر آپ انھیں روکنے پر قادر نہ تھے۔

مصر کے مشہور ادیب و مورخ استاذ عبد الفتاح عبد المقصود اپنی کتاب الامام علی جلد پنجم میں لکھتے ہیں۔

"اس شورش و ہنگامہ کے وقت مالک اشتری تنہا وہ شخص تھے جو المیہ کو روکتے اور برے انجام کو خوش انجامی سے بدل دیتے۔"

جب لڑائی نے زور پکڑا اور گھمسان کا رن پڑنے لگا تو امیر المومنینؑ کے لشکر کے قدم پیچھے ہٹ گئے تھے، فوجوں کا شیرازہ بکھر گیا تھا اشتری کے ایسا آدمی تھا اور انھیں کی جوانمردی تھی کہ انھوں نے بکھرے ہوئے شیرازے کو مجتمع کیا بھاگی ہوئی سپاہ کو پکڑ پکڑ کر ایک جگہ لائے اور اتنا شدید حملہ کیا کہ فتحیابی کوئی دم کی بات تھی۔

اس دن جبکہ امیر المومنینؑ کے سپاہیوں نے قرآن نیزوں پر بلند دیکھ کر لڑائی سے ہاتھ روک لئے تو وہ اشتری تھے جو بالکل جیت کے نزدیک پہونچ چکے تھے پھر آخر یہ پلٹ کیوں آئے؟

قصہ ختم ہی کر کے کیوں نہیں دم لیا؟ اُن پر حرف رکھنا بہت مشکل ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اُن کی طرف سے معذرت پیش کرنا بھی دشوار ہے۔ یہ صحیح ہے کہ جب امیرالمومنین نے آدمی بھیج کر اشتر کو واپس بلایا ہے تو اُنھوں نے واپسی میں تردد کیا کامیابی یقینی ہو چکی تھی اس لئے اپنی جگہ سے ہٹنا اُنھیں بہت شاق گذر رہا تھا اُنھوں نے قاصد کو جواب دیا کہ یہ وقت یہاں سے ہٹنے کا نہیں۔ پھر دوبارہ قاصد بھیجا گیا تب بھی وہ متردد تھے اُنھوں نے دوسری مرتبہ بلاوے کو نظر انداز کیا یا نظر انداز کرنے کی کوشش کی اُنھوں نے قاصد سے کہا۔

"وائے ہو تم پر تم دیکھتے نہیں کہ کامیابی کوئی دم کی بات ہے؟

پھر جب وہ جبراً قہراً واپس آ بھی گئے تب بھی وہ اُس پُر فریب دعوت صلح قبول کرنے پر تیار نہ ہوئے جس کے قبول کر لینے کے لئے بلوائی امیرالمومنینؑ پر زبردستی کر رہے تھے۔ اُنھیں پورا یقین تھا کہ اُن کی جیت چند ہی لمحوں پر موقوف ہے اُنھوں نے بلوائیوں سے خوشامد کی۔

"تھوڑی مہلت اور دیدو۔ ایک مرتبہ اور گھوڑا دوڑا

اُن کے اندازہ کے مطابق اِن میں اور فتحیابی میں چند قدموں کا فاصلہ باقی رہ گیا تھا۔ وہ دریا ہائے کامرانی میں اپنا ڈول بس..... لٹکا دینے ہی والے تھے مگر وہ پیاسے پلٹ آئے اور اُن کا ڈول ساحل پر خالی ہی رہ گیا۔ اُنھیں خوف تھا کہ کہیں بلوائی آپ کو دھوکہ سے نہ مار ڈالیں یا آپ کو پکڑ کر دشمن کے حوالہ نہ کر دیں۔ بس اسی خوف کی وجہ سے وہ واپس آ گئے، ان کے واہمہ نے اُنھیں یہ اندوہناک منظر دکھلایا کہ جیسے امیر المومنینؑ زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے دشمن کے پاس لے جائے جا رہے ہیں، یا خون میں غرق زمین پر گرے ہوئے ہیں، اور آپ ہی کی فوج کے باغی سیاہ پیشانی والوں نے آپ کا خاتمہ کر دیا ہے۔ غرض اسی ہولناک انجام کے خوف نے اُنھیں کامیابی حاصل کرنے سے روک دیا اور اُن کی واپسی کے وقت سے عملی طور پر امیر المومنینؑ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا مالک نے ایسا کر کے ٹھوکر کھائی ہے؟ کیا اُنھوں نے لڑائی بند کر کے غلطی نہ کی؟ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ امیر المومنینؑ کے لشکر کے بلوائی جو لڑائی بند کرنے پر زور دے رہے تھے اور بپھرے

ہوئے تھے کہ شام والوں کی درخواست ضرور مان لی جائے
اُن میں کسی کی یہ جرأت نہ تھی کہ اگر اشتر میدان جنگ
سے واپس آنے سے انکار کر دیتے تو وہ حضرت کو کوئی گزند
پہونچا سکتا اگرچہ وہ بلوائی سرکشی پر تل گئے تھے پھر بھی
ان کا جوش و خروش مذہبی جذبات کی بنا پر تھا وہ ابھی
دائرۂ ایمان سے خارج نہ ہوئے تھے، تازہ تازہ فتنہ میں
مبتلا ہوئے تھے ان میں بہتیرے ایسے تھے جو امام کی قدر و
منزلت، اسلام میں سابقیت، پیغمبر سے قرابت، اور ان
کے اسلامی خدمات سے واقف تھے اور اُن کے دل میں
آپ کی ایسی محبت و عزت تھی جو اطاعت سے منحرف اور
آپ کی رائے کی مخالفت پر کمربستہ نہیں کر سکتی تھی۔

میرا خیال ہے کہ یہ اتنے اسباب اُن بلوائیوں کو حضرت
کا خون بہانے یا حضرت کو دشمن کے حوالہ کرنے سے روکنے
کے لئے بہت کافی تھے اختلافات ابھی تازہ تازہ تھے اور اسکی جڑیں ابھی گہری نہ
ہو پائی تھیں اُنکے نزدیک سوا دیکھتے ہی کیا ۔۔۔ ہاں ان کی قدر و منزلت ہی کیا
تھی؟ اگر حضرت کے بلانے پر بھی اشتر نہ آتے جنگ
جاری ہی رکھنے پر تُلے رہتے تو اس میں حضرت کا قصور
بھی کیا ہوتا؟ ان بلوائیوں کی دھمکیاں محض زبانی تھیں
زبان سے کہتے تھے لیکن ان کے اسلئے اُن کی ترجمانی

بہت سی دیں۔ ایک مرتبہ دھمکی دی کہ آپ ضرور شام والوں کی بات مان لیجئے، پھر دوبارہ دھمکی دی کہ آپ اشتر کو بلا لیجئے۔ پھر جب اشتر بلانے پر بھی نہ آئے تو سہ بارہ دھمکی دی تو کیوں نہیں؟ اشتر نے ایسا کیا کہ جب دوسری مرتبہ آدمی انھیں بلانے کو بھیجا گیا تو کان بند کر لیتے وہ کچھ سنتے ہی نہیں بلکہ ڈٹے ہوئے لڑتے ہی جاتے اُن کی پیش قدمی آگے کی طرف ہوتی نہ کہ پیچھے کی طرف یہی اشتر کے لئے مناسب بھی تھا اور انھیں اس کی گنجائش بھی تھی لیکن اشتر نے قیمتی موقع ہاتھ سے کھو دیا اُن کے جذبات نے انھیں بے بس کر دیا۔
اشتر کی سفارش یہ کہہ کر نہیں کی جا سکتی کہ اشتر بھی مثل دوسرے افسران فوج کے افسر تھے انھیں سپہ سالار کی بات ماننی واجب تھی، نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اُن کا رسالہ لشکر علوی کا ایک مختصر سا حصہ تھا اکیلے میدان سر کرنے کی قدرت نہ رکھتا تھا۔ ان میں سے کوئی بات بھی اُن کی سفارش نہیں کرا سکتی نہ اُن کی واپسی کو حق بجانب قرار دے سکتی ہے کیونکہ اس گھڑی نہ تو کوئی سپہ سالار تھا نہ کوئی لشکر اور نہ کوئی فوجی ڈسپلن نیزوں پر قرآن مجید کے بلند ہوتے ہی کبھی چیزیں درہم و برہم

ہو گئی تھیں، یہاں کوئی رسالہ لڑ رہا تھا تو وہاں کسی رسالہ نے ہتھیار کھول کر رکھ دیئے تھے۔ اس دستہ میں کوئی سرگرم پیکار تھا تو اسی دستہ میں کوئی شخص لڑائی بند کرنے پر زور دے رہا تھا اس موقع پر وہ نظم و نسق ہی نہ تھا جو عام طور پر لڑائیوں میں ہوا کرتا ہے۔ یہاں سب اپنی من مانی کر رہے تھے، لہٰذا اشتر کے لئے بھی پورا موقع تھا کہ وہ اپنی من مانی کر جاتے۔ وہ اکیلے نہ تھے اُن کے ساتھ اُن کا رسالہ تھا اس رسالہ کے ایک ایک سپاہی اُن کے فرمانبردار تھے اُن کے سامنے موقع بھی تھا جو پھر پلٹ کر آنے والا نہ تھا۔ اگر وہ پیش قدمی جاری رکھتے تو وہ فوراً ہی سپید خیمہ کے اندر ہوتے، بلوائی ابھی حضرت کو دھمکیاں ہی دیتے ہوتے قاصد تیسری مرتبہ آتا ہی ہوتا کہ یہاں صفایا ہو جاتا۔

ایسی شاندار فتح کے بعد لوگ اس کی خوشیاں مناتے ہوتے نہ کہ کسی اور طرف توجہ کرتے۔ جیسے ہی خبر پھیلتی کہ دشمن بھاگ کھڑا ہوا امیر المومنینؑ کے لشکر کے ہر قسم کے لوگ بلوائی بھی فرمانبردار بھی فتح کے ترانے گانے لگ جاتے، صلح کی دہائی دینے والا کوئی نہ ہوتا۔

کہ دشمن بھاگ کھڑا ہوا، امیرالمومنینؑ کے لشکر کے جوان
بھی جو سرکشی پر تلے ہوئے تھے اور وہ بھی جو فرمانبردار
تھے، فتح کے ترانے گا رہے ہیں، صلح کی دہائی دینے والا
اب کوئی نہیں اور جلسے میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ سیاہ پیشانی
والے عابد و زاہد لوگ تھوڑی دیر میں ہوش میں آ گئے
ہیں اور ان کی عقل و خرد واپس آ رہی ہے جسے
عمرو عاص کے فریب نے غائب کر دیا تھا۔ اور ایسا کیوں
نہ ہوتا جبکہ وہ لوگ خونریزی بند کرنے اور امن و امان
کے لئے سرکشی پر تلے تھے اور اب وہی امن و امان بہت
وسیع پیرائے میں ان کے سامنے آ رہی تھی فتح بھی
ہو گئی تھی اور اس کے نتیجہ میں خوں ریزی بھی موقوف
ہو گئی تھی۔

مگر یہ سب اندازہ ہی اندازہ ہے۔

ہم بھی اندازہ لگاتے ہیں۔ اشتر بھی اندازہ لگاتے
تھے اور اللہ نے بھی اندازہ لگایا۔ یہ بات دل کو کتنا دکھ
پہونچانے والی ہے کہ جو شخص (مالک اشتر) علیؑ سے ایسی
محبت رکھتا تھا جیسی آپ کے صحابہ میں کسی کو نہ تھی، جو
ہمیشہ آپ کی نصرت و حمایت پر کمربستہ رہا جس نے اپنی
پوری زندگی آپ کی محبت و اطاعت میں ختم کر دی، وہی

شخص صفر کے دوسرے جمعہ کو صفین کے ایک گوشے سے
واپس آکر امیر المومنین کی حقیقی حکومت کی آخری سطر
لکھ دے۔ حالانکہ آپ کی حکومت کو شروع ہوئے
صرف ایک سال اور چند مہینے ہوئے تھے۔"

(الامام علی ابن ابی طالب جلد دوم)

کوئی شک نہیں کہ جنگ صفین اور اُس کے بُرے انجام پر کوئی
بھی مسلمان ایسا نہیں جو تلملا نہ اٹھے صورت ہی ایسی رونما ہو گئی کہ جتنا
جتنا اس پر غور کیا جاتا ہے خون کھولنے لگتا ہے۔ دل میں بے ساختہ ہوک
اٹھتی ہے کہ کاش ایسا انجام نہ ہوتا! کاش یہ بلوائی عمرو عاص کے
دھوکہ میں نہ آتے، کاش مالک اشتر دشمن کا صفایا کر کے دم لیتے۔
استاذ عبد الفتاح کے دل میں بھی ہوک اٹھی ہوگی کہ مالک دو ہاتھ اور
بڑھ کر لگا دیے ہوتے خیمہ تک تو پہونچ ہی گئے تھے صرف خیمہ کو چاک
کرنے کا کام باقی رہ گیا تھا دو گھڑی اور ٹک جاتے تو نہ یہ فساد پیدا ہوتا
نہ قرآن پر بلند نیزے ہوتے اور نہ قرآن کو حکم [illegible] کی [illegible] ہوتی۔
پھر بھی ہمیں یہ کہنے میں تامل نہیں کہ استاذ عبد الفتاح نے اپنی
ان سطروں میں مالک اشتر کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ ہمیں یہ تسلیم ہے
کہ مالک اشتر کی انہوں نے ہر ہر موقع پر ویسی ہی مدح و ثنا کی ہے
جس کے وہ واقعاً مستحق تھے۔ مگر مالک اشتر ایسے آدمی پر جنگ صفین
[illegible] ڈالا جائے وہ ذرہ برابر بھی

کیوں نہ ہو حقائق سے آنکھیں بند کرلینے کے مترادف ہے۔ امیرالمومنینؑ کا یہ فقرہ مالک اشتر کے متعلق خود موصوف جلد سوم میں لکھ چکے ہیں کہ "اشتر میرے لئے بالکل ویسے ہی تھے جیسا میں رسول اللہ کے لئے تھا۔" اس لئے اشتر کے متعلق یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ انھوں نے امیرالمومنینؑ کی مرضی کے خلاف کوئی بھی قدم اٹھایا ہو۔ ۱۳ سو برس کے بعد ہم آپ اس نزاکت حالات اور ان پیچیدگیوں کا کیا تصور کر سکتے ہیں جس کی وجہ سے مجبور ہو کر عین فتحیابی کے وقت مالک اشتر کو جنگ سے ہاتھ روک لینا پڑا۔ گذشتہ صفحات میں ہم استاذ موصوف ہی کی کتاب سے لکھ آئے ہیں کہ امیرالمومنین کا لشکر مختلف عناصر سے مرکب تھا۔ کچھ لوگ آپ کے مخلص و جاں نثار۔ .... کچھ لوگ ایسے تھے جنھیں معاویہ کی دنیا نے گرویدہ کرلیا تھا۔

بیروت کے مؤرخ عمر ابوالنصر کی عبارت بھی لکھ چکے ہیں کہ:-

"ان واقعات کی چھان بین کرنے سے جو جنگ صفین کے درمیان پیش آئے پتہ چلتا ہے کہ یہ فتنہ خود بخود نہیں پھوٹ پڑا بلکہ اس کے لئے پہلے سے زمین ہموار کی گئی اور اس کے تار ہلانے والے پس پردہ موجود تھے ... یہ امر یقینی ہے کہ علیؑ کی فوج میں کئی لوگ ایسے تھے جو معاویہ کی طرف سے کام کر رہے تھے۔"

مصر کے مشہور فلسفی مورخ ڈاکٹر طہٰ حسین نے اور زیادہ

احت سے کام لیا ہے لکھتے ہیں :-

"میرا اعتقاد یہ ہے کہ قرآن کو نیزوں پر بلند کرنے کی چال جو عمرو عاص چلے تھے یہ اُن کی اپنی طبع زاد نہ تھی اس لئے نہیں کہ اُنھوں نے علیؑ کی تقلید کی تھی بلکہ کسی اور وجہ سے جیسا کہ ہم عنقریب بیان کریں گے۔ یہ کہہ دینا مناسب ہے کہ حضرت علیؑ نے جنگ جمل میں لڑائی شروع ہونے کے پہلے دونوں لشکروں کے درمیان مصحف بلند کرایا تھا مطلب یہ تھا کہ دشمن پر حجت تمام ہو جائے اس کا بھی تذکرہ کر دینا بہتر ہوگا کہ طلحہ و زبیر اور حضرت عائشہ کو پیغمبرؐ سے جو قربت و منزلت حاصل تھی وہ علیؑ کو مجبور کر رہی تھی کہ وہ احتیاط سے کام لیں لڑائی میں درنگ کریں اور ان لوگوں کو قرآن اور اس کے احکام کی یاد دلائیں اُس وقت تک ان لوگوں سے جنگ نہ کریں جب تک بالکل مایوس نہ ہو جائیں اور اس بات کا یقین نہ ہو جائے کہ قرآن کی طرف اُنھیں لاکھ بلایا جائے یہ نہیں آنے کے۔ پھر جب بصرہ والوں نے اس نوجوان کو جو علیؑ کے حکم سے قرآن اُٹھائے ہوئے تھا اپنے تیروں سے چھلنی کر دیا اس وقت علیؑ نے کہا تھا کہ معاب ان سے لڑنا جائز ہو گیا"

جدال سے بچنا چاہتے ہوتے تو یقیناً وہ لڑائی کے پہلے ہی
قرآن نیزوں پر بلند کرتے اور اُس کی طرف دعوت دیتے
لیکن ان لوگوں نے ایسا نہیں کیا۔ کتنا کتنا اُنھیں قرآن کی
یاد دلائی گئی مگر اُنھوں نے ذرہ بھی اس کا لحاظ نہ کیا کتنے
کتنے علیؑ کی طرف سے قاصد ان کی طرف گئے مگر کسی کی بات
سے وہ راضی نہ ہوئے اور نہ رضامندگی پر آمادگی ظاہر
کی۔ لہذا اتنے طویل عرصہ تک خوں ریز لڑائی ہونے کے
بعد نیز اسکے بیچ میں محرم کا مہینہ بھی آیا اور گذر بھی گیا اُن کا
نیزوں پر قرآن بلند کرنا محض مکر و فریب اور حیلہ سازی تھی،
وہ فتنہ سے بچنا نہیں چاہتے تھے بلکہ شرمناک شکست سے
بچنا چاہتے تھے۔

سب سے بڑا گمان یہ ہے کہ علیؑ کے ساتھ کئی سردار
ایسے تھے کہ نہ اُن کا دل خالص تھا نہ اُن کے نفوس خالص
تھے اور نہ وہ علیؑ کے خیر خواہ ہی تھے کیونکہ وہ اصحاب دنیا
تھے اصحاب دین نہیں۔ وہ دل ہی دل میں ان دنوں کو یاد
کر کے کف افسوس ملتے تھے جو زمانہ خلافت عثمان میں اُنھوں
نے بسر کئے عثمان اُنھیں طرح طرح کے انعام و اکرام سے
نوازتے مال و متاع دیتے جاگیریں عنایت کرتے۔

میں ان لوگوں میں سے صرف ایک اشعث بن قیس کی

کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔ یہ وہ شخص تھا جو پیغمبرؐ کے زمانہ میں مسلمان ہوا پھر آپکی رحلت کے بعد مرتد ہو گیا اُس نے اپنی قوم والوں کو بھڑکا کر اچھی خاصی جنگ چھیڑ دی تھی پھر انھیں بے سہارا چھوڑ کر تیزی سے مدینہ چلدیا حضرت ابوبکر نے صرف اس کی جان بخشی ہی نہیں کی بلکہ اس سے اپنی بہن ام فروہ بھی بیاہ دی۔ ابوبکر کے مرنے کے بعد حضرت عمر کا دور آیا اس زمانہ میں یہ شخص بالکل گمنام رہا۔ حضرت عثمان کے زمانہ پھر فروغ ہوا۔ فارس کے کسی مقام کی حکومت بھی ہاتھ آ گئی جب حضرت علیؑ نے شام کی طرف روانہ ہونے کا قصد کیا تو اُسے حکومت سے معزول کر دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اشعث نے مسلمانوں کا مال خرد برد کیا علیؑ نے مطالبہ کیا اُس نے ٹال مٹول کی جس کے نتیجہ میں آپ نے اُسے حکومت سے برطرف کر دیا۔ پھر آپ نے اسے اپنے ساتھ رکھا اور اس کا مزاج سدھارتے رہے۔ جب قرآن نیزوں پر بلند کئے گئے اور حکم بنانے کی دعوت دی گئی تو یہ علیؑ کو تحکیم قبول کرنے پر سب سے زیادہ مجبور کرنے والا نکلا۔

یہ بات بھی کھد ذیا ضروری ہے کہ علیؑ شام والوں کے مقابلہ میں صرف کوفہ یا حجاز ہی کے لوگوں کو لے کر نہیں گئے تھے بلکہ ... ان کے ساتھ ... آدمی ... تھے۔

ان میں سے کچھ لوگ تو وہ تھے جو حضرت علیؑ کے ساتھ ہو کر طلحہ و زبیر سے لڑے کچھ وہ لوگ تھے جو جنگ جمل میں نہ آپ کی طرف تھے نہ طلحہ و زبیر کی طرف، بلکہ کنارہ کش اور گوشہ نشین رہے۔ ان دو قسم کے لوگوں کے علاوہ بے شمار افراد ایسے تھے جو جنگ جمل میں آپ کے خلاف لڑے تھے اور طلحہ و زبیر کے قتل ہونے کے بعد شکست کھا کر آپ کے ساتھ ہو گئے تھے۔ تو یہ لوگ فی الحقیقت عثمانی تھے جنگ صفین میں تھے ضرور علیؑ کے ساتھ مگر خوشی خاطر نہیں نہ خلوص قلب سے، وہ آپ کے ساتھ بادل ناخواستہ جنگ میں شریک تھے۔ وہ لوگ آپ کی طرف سے دل میں رنج و کینہ بھی رکھتے تھے آپ نے اُن کے بہت سے افراد کو جنگ جمل میں موت کے گھاٹ اُتارا تھا اور اُن لوگوں کو شکست فاش دی تھی۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت علیؑ کے کل ساتھی مخلص تھے نہ اُنھیں آپ پر ایمان و اعتقاد تھا بلکہ۔ اُن میں مخلص و منافق دونوں تھے۔

ہم گذشتہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں کہ محرم کے مہینہ میں جبکہ لڑائی موقوف تھی دونوں لشکروں کے سپاہی ایک دوسرے سے ملتے جلتے۔ ایک مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ شدید جنگ ہوئی بہت سے لوگ مارے گئے ان مقتولین کے دفن دکفن

کے لیے بھی وقتی طور پر جنگ بند ہو گئی تھی۔

غرضکہ بہت سے مواقع ایسے تھے کہ شام والے عراق والوں سے اور عراق والوں نے شام والوں سے ملاقات کی۔ اور جب ایک دوسرے سے ملے ہوں گے تو نہ یہی مشکل ہے کہ پوشیدہ طور سے باتیں کی ہوں نہ یہی ناممکن ہے کہ انھوں نے کچھ رائے مشورے بھی کئے ہوں۔ لہٰذا بہت ممکن ہے کہ انھیں مواقع پر اشعث بن قیس جو عراق کا شاطر اور مکار انسان تھا عمرو عاص سے ملا ہو جو شام والوں کے شاطر اور مدبر شخص تھے اور دونوں نے ملکر کچھ تدبیریں سوچی ہوں اور طے کیا ہو کہ لڑائی تو بہر حال جاری رہے گی اگر شام والے جیت گئے، تو کیا کہنا اور اگر کہیں ہارنے کا سامان نظر آیا تو قرآن نیزوں پر بلند کرا دیئے جائیں گے اور اس طرح علیؑ کے لشکر میں بُری طرح پھوٹ پڑ جائے گی۔

ان لوگوں نے جیسا سوچا تھا ویسا ہی ہوا بھی اشعث اور اس کے پیرووں نے علیؑ کو مجبور کیا کہ وہ جنگ روک دیں اور علیؑ کو بادل ناخواستہ اُنکی بات ماننی پڑی۔

اور پھر اسب سے بڑا گمان یہ ہے کہ یہ سازش اسی حد تک نہ رہی بلکہ اُس نے اس سے بھی بڑھ کر خطرناک صورت اختیار کی اور وہ ہے حکم کے انتخاب کا معاملہ، آخر کسی غرض

ہی سے تو اشعث اور اُس کے ساتھی بضد تھے کہ ابوموسیٰ ہی ہماری طرف سے حکم ہوں گے۔ انھوں نے علیؑ کو اتنی آزادی بھی نہ دی کہ وہ اپنے بھروسہ اور اطمینان کے کسی شخص کو حکم مقرر کرسکیں۔ وہ لوگ اچھی طرح یہ بھی سمجھتے تھے کہ ابوموسیٰ وہ شخص ہیں جنھوں نے کوفہ والوں کو علیؑ کا ساتھ دینے سے روکا تھا اور علیؑ نے انھیں معزول کر دیا تھا۔

تو فی الحقیقت علیؑ تحکیم قبول کرنے کے معاملہ میں مجبور و بے بس تھے اور اپنی طرف سے حکم منتخب کرنے میں بھی مجبور تھے۔ صفین میں جو کچھ ہوا وہ ناگہانی نہ تھا بلکہ یہ سب سازشی کارروائیاں تھیں۔ جن میں علیؑ اور معاویہ دونوں طرف کے اُن لوگوں نے حصہ لیا جو طالبانِ دنیا تھے۔"

(الفتنۃ الکبریٰ جلد دوم)

یہ تمام حقائق ثبوت ہیں اسکا کہ امیرالمومنین کے لشکر میں بغاوت دفعتہً ہی پھوٹ نہیں پڑی بلکہ یہ منظم سازش تھی اور سوچے سمجھے ہوئے منصوبہ کے تحت عمل میں لائی گئی تھی اور کوئی سو دو سو آدمی اس میں شریک نہیں تھے بلکہ اشعث بن قیس کے ایسا یمنی قبیلہ کا سردار شریک تھا جسکے قبیلہ کے ہزاروں آدمی اُس کے ہمراہ تھے اور اُس کے اشارے پر ناچتے تھے۔ عمرابو النصر نے ۲۰ ہزار ان بلوائیوں کی تعداد لکھی ہے جو تلواریں علم کئے امیرالمومنینؑ کے پاس آئے تھے

اور کہا تھا کہ آپ قرآن کو حکم بنانا منظور کر لیجئے ورنہ ہم آپ کو معزول
کر دینگے یا پکڑ کر معاویہ کے حوالہ کر دینگے۔

یہ صحیح ہے کہ اس وقت تک یہ لوگ صرف زبانی دھمکیاں دیتے
رہے کوئی گزند نہیں پہونچایا لیکن گزند پہونچانے میں اب کسر ہی کیا باقی
رہ گئی تھی؟ جب یہ لوگ امیرالمومنینؑ کے حکم سے سرتابی کرکے جنگ بند
کر سکتے تھے جب بغاوت کا بدترین مظاہرہ اُن سے ممکن تھا۔ تلواریں کھینچ
کھینچ کر دھمکیاں دینا ممکن تھا۔ جب وہ اس حد تک گستاخی پر آمادہ ہو سکتے
تھے کہ امیرالمومنینؑ کا لفظ چھوڑ کر آپکا نام لے کر حقارت سے پکاریں
تو کون کہہ سکتا ہے کہ وہ مالک کے دوبارہ بلائے جانے اور پھر بھی نہ آنے
پر حضرت پر حملہ ہی نہ کر بیٹھتے یا پیچھے سے مالک ہی پر ٹوٹ نہ پڑتے
اور مالک بیچ کے دو پاٹوں میں پس کر رہ جاتے۔

پھر بھی الزام جو استاد موصوف نے مالک اشتر پر لگایا ہے، اُنکے
مفروضات کی بنا پر بعینہ وہی الزام امیرالمومنینؑ پر بھی عائد ہونا چاہیئے
مالک اشتر بہرحال ایک افسر فوج تھے دو چار دس ہزار سپاہی اُن کے
رسالہ میں رہے ہوں گے اُن کا حکم زیادہ اُنھیں پر چلتا ہوگا امیرالمومنین
پھر بھی امیرالمومنین تھے آپ تمام لشکر کے سپہ سالار اعظم تھے بقول استاد
موصوف کے "اُن میں بہتیرے ایسے تھے جو آپ کی قدر و منزلت اسلام
میں سابقیت، پیغمبرؐ سے قرابت، اور آپ کی اسلامی خدمات سے واقف
تھے،" "اُن کے دلمیں آپکی ایسی محبت و عزت تھی جو اطاعت سے منحرف

اور تحکیم کے معاملہ میں آپ کے نظریہ کی مخالفت پر کمر بستہ نہیں کرسکتی تھی" "ان میں کسی کو جرأت نہ تھی کہ حضرت کو گزند پہونچا سکے"

"یہ اختلاف ابھی تازہ تازہ تھا اس کی جڑیں گہری نہ ہونے پائی تھیں" "دھمکیاں محض زبانی تھیں انکے اسلحے اُن کی ترجمانی نہیں کرتے تھے" "تو کیوں نہیں امیر المومنین ہی "ان بہتیرے" آدمیوں کو ساتھ لے کر مالک کی کمک کو پہونچ جاتے۔ یا کم از کم اپنی ضد ہی پر اڑے رہتے۔ آپ کے مصر رہنے پر سب نہ سہی اتنے آدمی تو ضرور آپ کو ملجاتے جو جان پر کھیل کر بیچارے شامیوں کو ختم کر دیتے۔ یہ سب کچھ بھی نہیں اصل حقیقت وہی ہے جسے پہلے کے مورخین نے بھی تسلیم کیا ہے اور آج کل کے مورخین بھی کھل کر لکھ رہے ہیں۔ معاویہ کی ریشہ دوانیاں اندر ہی اندر جاری تھیں سازش پہلے سے چل رہی تھی اور ٹھیک اسی رات پایہ تکمیل کو پہونچی تھی جس کی صبح کو قرآن نیزوں پر بلند کئے گئے۔ اسی رات میں اشعث بن قیس نے اپنی قوم والوں سے کہا تھا "دیکھو جو شخص میری بات سن رہا ہے وہ دوسرے شخص کو پہونچا دے ہمیں یہ تہیہ کر لینا چاہیئے کہ ہم کل نہیں لڑیں گے کیونکہ عرب کثرت سے مارے جا چکے اور ناحق مسلمانوں کا خون ہو رہا ہے۔" ظاہر ہے کہ جب ہوا ہی بگڑ گئی ہو اور آدھے سے زیادہ لشکر سازش کا شکار ہو تو امیر المومنین کیا کرسکتے تھے اور مالک اشتر کیا؟ ہاں امیر المومنینؑ اب بھی جنگ کا پانسہ پلٹ سکتے تھے بشرطیکہ وہ بھی اُنھیں اوچھی حرکات پر اتر آتے جن سے معاویہ کام لیتے تھے وہ اس وقت بھی جیت سکتے تھے جب فرات پر آپ

دوبارہ قبضہ ہوا تھا انتقاماً آپ بھی بند ش آب کر کے شام والوں
کو سپر ڈالنے پر مجبور کر سکتے تھے۔ مسلمانوں کے بیت المال سے اشعث
بن قیس جیسے تمام غداروں کو خریدنا اُن کے لئے ممکن تھا۔ مصر کی
حکومت کا لالچ دیکر وہ عمرو عاص ایسے دین فروشوں کو اپنا طرفدار بنا سکتے
تھے۔ غرضکہ وہ سب کچھ کر سکتے تھے جو معاویہ کرتے تھے۔ مگر اس صورت
میں معاویہ اور اُن میں کوئی فرق نہ ہوتا۔ علیؑ، علیؑ نہ ہوتے کچھ اور ہوتے
اور اسلام کی تاریخ کسی اور طرح لکھی گئی ہوتی۔

اب امیر المومنینؑ بھی بے بس تھے اور مالک اشتر بھی۔ حکومت و
طاقت ان دونوں کے ہاتھوں سے نکل کر اب تیسرے شخص کے ہاتھوں
میں آگئی تھی اور وہ تھا اشعث بن قیس صحیح معنوں میں حکومت اب اسی
کی وہ جو کہتا تھا بلوائی وہی کہتے تھے اور سارا مجمع اسی کا ہم آواز تھا اشعث
معاویہ کی طرف گفتگو کرنے روانہ ہوا اور اس کے پاس پہونچکر پوچھا۔
اشعث۔ معاویہ تم لوگوں نے یہ قرآن مجید کس غرض سے بلند کرائے ہیں؟
معاویہ۔ تاکہ ہم اور تم اللہ کے حکم کی طرف رجوع کریں۔
معاویہ نے اپنے مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔
"تم اپنی طرف سے ایک شخص منتخب کر دو اور ہم بھی ایک شخص منتخب
کریں پھر دونوں سے حلف لیا جائے کہ وہ کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کرینگے
جو کچھ وہ فیصلہ کردیں ہم بخوشی خاطر اس پر راضی ہو جائیں۔"
اشعث نے کہا یہی ٹھیک ہے۔

پھر اس نے پلٹ کر بآواز بلند امیرالمومنینؑ سے معاویہ کا پیغام پہنچایا ہر طرف سے خوارج نے چلانا شروع کیا ہم راضی ہیں، ہم نے قبول کیا غرضکہ معاویہ کا فریب کامیاب رہا بھی اس کا شکار ہوئے اور اشعث نے اپنی مانگی مراد پائی۔ آج معاویہ کی ملاقات کے بعد اس نے محسوس کیا کہ اب ساری باگ ڈور میرے ہاتھوں میں ہے اور جو کچھ بھی ہوگا میری مرضی سے ہوگا یہاں تک کہ تحکیم کے معاملہ میں بھی اس نے اپنی مرضی کے آگے کسی ایک کی چلنے نہ دی۔

جس وقت سے یہ ہنگامہ کھڑا ہوا تھا اسی وقت سے یہ بات واضح تھی کہ معاویہ عمروعاص کے علاوہ کسی کو حکم نہیں بنائینگے اور معاویہ جس کو منتخب کریں گے شام والوں کو اس میں کوئی عذر نہ ہوگا اور یہ حقیقت بھی روشن تھی کہ عراق والے یا تو خود اشعث کو حکم بنائینگے یا جسے اشعث ہی نامزد کردے چنانچہ ایسا ہی ہوا معاویہ نے اپنی طرف سے عمروعاص کو منتخب کیا اور شام والوں نے خوشی خاطر منظور کیا مگر جب امیرالمومنین نے اپنی طرف سے حکم منتخب کرنا چاہا تو آپ کو ایسا نہیں کرنے دیا گیا۔

عراق کے قاریان قرآن کی ایک جماعت نے کہا۔

ہم تو اپنی طرف سے ابوموسیٰ اشعری کو حکم مقرر کرتے ہیں۔

امیرالمومنین نے فرمایا "میں ابوموسیٰ سے راضی نہیں ہوں نہ میری رائے ہے کہ انھیں حکم بنایا جائے۔

بلوائیوں نے جن میں پیش پیش اشعث بن قیس۔ زید بن حصین اور

ن فدکی وغیرہ تھے چلانا شروع کیا۔

"ہم تو بس ابو موسی کو حکم بنانے پر راضی ہیں"

امیر المومنینؑ نے ہر ممکن کوشش کی کہ یہ بلوائی اپنی ضد پر نہ اڑیں

پ نے فرمایا۔

"ابو موسیٰ اشعری مجھے پسند نہیں اس شخص نے عین وقت پر میرا ساتھ

وڑا اور لوگوں کو میری مدد سے روکا پھر جان بچا کر بھاگ کھڑا ہوا

ں تک کہ میں نے ہی اسے امان دی البتہ میں ابن عباس کو حکم مقرر کرتا ہوں"

خوارج نے ضد کرتے ہوئے کہا " خدا کی قسم ہمیں نہ آپ کی پروا

ے نہ ابن عباس کی ہم تو بس ایسے آدمی کو چاہتے ہیں جو آپ اور معاویہ

وں کے لئے یکساں ہو کسی سے کوئی وابستگی نہ رکھتا ہو۔

امیر المومنینؑ نے انھیں سمجھاتے ہوئے کہا " دیکھو اہل شام نے

اپنے لئے ایسے شخص کو منتخب کیا ہے جو اُن کے پسندیدہ مقصد کے

قریب ہے اور تم نے ایسے شخص کو چنا ہے جو تمہارے ناپسندیدہ مقصد

ے نزدیک ہے تم کو ابو موسیٰ اشعری کا کل والا فقرہ یاد ہوگا کہ وہ کہتا

تا کہ " یہ جنگ ایک فتنہ ہے لہذا اپنی کمانوں کو توڑ دو اور تلوار دل

دیانوں میں رکھ لو" لہذا عمرو عاص کو ڈھکیلنے کے لئے عبداللہ بن عباس

منتخب کرو۔۔۔۔"

حضرت نے اُن سے یہ بھی کہا "معاویہ نے اس معاملہ میں عمرو عاص

مقرر کیا ہے کیونکہ انھیں عمرو عاص پر ہر طرح کا اعتماد اور بھروسہ ہے

وہ جانتے ہیں کہ تمام امور میں عمرو عاص ان کی رضا مندی مدنظر رکھتے ہیں عمرو عاص قریشی ہیں اُن کے مقابلہ پر قریشی ہی کو ہونا چاہئے بہتر یہ ہے کہ تم لوگ عبداللہ بن عباس کو حکم مقرر کرو کیونکہ عمرو عاص جو بھی گرہ ڈالیں گے ابن عباس کھول دینگے اور جب عمرو عاص کوئی گرہ کھولیں گے ابن عباس دوسری گرہ ڈال دینگے۔

اشعث بن قیس نے بگڑ کر کہا "قیامت تک نہیں ہو سکتا کہ دونوں حکم قبیلہ مضر ہی کے ہوں۔ شام والوں نے اپنی طرف سے قبیلہ مضر کے آدمی (عمرو عاص) کو منتخب کیا ہے اب آپ یمن والوں میں سے کسی کو حکم مقرر کیجئے (یعنی ابو موسیٰ اشعری کو)

امیرالمومنینؑ نے فرمایا "مجھے اندیشہ ہے کہ تمہارے یمنی شخص کو عمرو عاص دھوکا دیدینگے انھیں خدا سے کوئی سروکار نہیں وہ اپنی خواہشوں کے غلام ہیں ابو موسیٰ دو سبب سے حکم بنانے کے لائق نہیں اول یہ کہ وہ مجھ سے عداوت رکھتے ہیں دوسرے یہ کہ وہ عقل سے کورے ہیں۔ اُن میں عمرو عاص سے نپٹنے کی صلاحیت نہیں"

اشعث نے کہا "خدا کی قسم اس صورت میں کہ ایک حکم قبیلہ مضر کا دوسرا یمنی قبیلہ کا ہمیں اُن کا ناموافق فیصلہ بھی قبول ہے بہ نسبت اس موافق فیصلہ کے جس کے صادر کرنے والے دونوں حکم، قبیلہ مضر کے ہوں۔"

امیرالمومنینؑ نے فرمایا "اچھا اگر تم ابن عباس کو حکم بنانا نہیں چاہتے

تر کو ہٹا لو۔ یہ بھی یمنی ہیں تمھارے ہی وطن و قوم و قبیلہ کے۔
اشعث نے بپھر کر کہا "یہ ساری آگ تو اشتر ہی کی بھڑکائی ہوئی ہے
اشتر کے حکم کے نیچے ہی دبے ہوئے ہیں۔
آپ نے پوچھا "اشتر کا کیا حکم ہے؟"
اشعث نے کہا "یہی کہ ہم ایک دوسرے کی گردن ماریں اور ہو وہی
پ چاہیں اور وہ چاہے۔"
امیر المومنین نے تنگ آکر فرمایا "جب مجھے کچھ اختیار ہی نہیں اور
د مختار ہو تو تم جانو جو دل میں سماتا ہے کرتے رہو۔ مجھ سے ناحق دو
بھتے ہو۔
خوارج نے ابو موسیٰ کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا اس وقت وہ شام
کی گاؤں میں گوشہ نشینی کے دن گذار رہے تھے۔ ابو موسیٰ صفین پہونچے
صفین آ کر انھوں نے عہد نامہ لکھا اشعث نے جہاں دیگر اکابر اصحاب
المومنین سے اس عہد نامہ پر دستخط لئے وہاں مالک اشتر کے سامنے
وہ کاغذ پیش کیا مالک نے جلدی سے ہاتھ کھینچ لیا جیسے وہ کاغذ نہ تھا
ب تھا چیخ کر بولے۔
"میں اگر اس پر دستخط کردوں تو میرا داہنا ہاتھ ساتھ نہ دے نہ
اں ہاتھ سے مجھے نفع ہو۔۔۔"
اشعث نے جیسے حکم دیتے ہوئے کہا "دستخط کرو کبھی اس پر

کیا میں اپنے پروردگار کی طرف سے روشن ثبوت پر نہیں ہوں ؟
مجھے اپنے دشمن کی گمراہی کا پورا پورا یقین نہیں ہے ؟ کیا تم لوگوں
فتح ہوتے ہوئے نہیں دیکھی ؟ اگر تم لوگ ظلم نہ کرتے تو ہماری جیت یقین
تھی اشعث نے اسی غرور بھرے لہجہ میں کہا۔

"آؤ دستخط کرو اس پر اور عہد نامہ میں جو باتیں لکھی ہیں اس
گواہی بناؤ لوگوں سے علیحدہ رہنا ٹھیک نہیں"

اشتر سے غصہ ضبط نہ ہو سکا بگڑ کر بولے۔ ہاں خدا کی قسم میں
سے دنیا کے کاموں میں بھی الگ ہوں اور آخرت کے کاموں میں
الگ رہوں گا خداوند عالم نے میری اس تلوار سے ایسے لوگوں
خون بہائے ہیں جو تم سے بہتر تھے تمہارا خون اُن کے خون سے عز
و حرمت میں بڑھ کر نہیں ہے"

اشتر کا ہاتھ قبضہ شمشیر پر جم گیا آنکھوں سے چنگاریاں چھوٹ
لگیں وہ اسی وقت اس کا خاتمہ کر دیے ہوتے مگر امام کی ناف
کے خوف سے نیز نیا فتنہ اٹھ کھڑے ہونے کے اندیشہ سے چبا
کر ہونٹوں کو رہ گئے۔

مالک اشتر کے اس فقرہ سے اشعث کے چہرے کی رنگت
سیاہ پڑ گئی خفیف ہو کر رہ گیا۔

مالک اشتر کی نصرت امیر المومنین

امیر المومنین اکثر اوقات تمنا کیا کرتے کہ کاش میرے اصحاب میں
ر جیسے دو آدمی بھی اور ہوتے پھر اس تمنا کو محال سمجھتے ہوئے یہ تمنا
ے کہ کاش ان کے ایسا ایک آدمی بھی اور ہوتا وہ بھی دشمن کی حقیقت
یت سے اسی طرح واقف ہوتا جس طرح اشتر واقف ہیں۔ امیر المومنین
ں کا اظہار و اعلان صفین میں اپنے ساتھیوں کے سامنے اس وقت
کہ اشعث نے آکر امیر المومنین سے اشتر کی شکایت کی کہ اشتر اس
مہ پر راضی نہیں اور وہ شام والوں سے جنگ کرنے ہی پر مصر
یر المومنین نے فرمایا۔
"خدا کی قسم میں خود بھی اس صلحنامہ پر راضی نہیں تھا نہ تمہارا راضی
ہی مجھے پسندیدہ تھا مگر جب تم لوگ اپنی ضد پر اڑے رہے صلحنامہ
اضی رہے تو میں بھی راضی ہو گیا ....."
پھر آپ نے اپنے ایفاء عہد اور اپنے رفیق کی مدح کرتے ہوئے فرمایا۔
"اب صلحنامہ پر راضی ہو جانے کے بعد اس سے اختلاف کرنا مناسب
نہ اقرار کرنے کے بعد اس سے پھرنا ہی جائز ہے ہاں اگر خدا کی نافرمانی

اگر میری نسبت یہ خیال ہو کہ میں لوگوں کے ڈر سے خلافت چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤں تو یہ خیال باطل ہے ان لوگوں میں سے کسی کو میں ایسا نہیں پاتا ہوں جو اس امر میں میرا مقابلہ کرے نہ میں ڈرتا ہوں کسی سے بے شک جب میں راضی ہوں تو اشتر بھی ضرور راضی ہو جائیں گے رہ گیا تمہارا یہ کہنا کہ اشتر نے میری بات نہیں مانی تو یہ غلط ہے۔ اے کاش اشتر جیسے تم میں دو آدمی ہوتے یا کم سے کم ایک ہی آدمی ہوتا جو دشمن کی حیثیت سے اسی طرح باخبر ہوتا جس طرح میں باخبر ہوں تو اس وقت تمہاری مشقت میرے لئے بہت کچھ سبک ہو جاتی اور تمہاری کجی میرے لئے سیدھی بن جاتی لیکن افسوس تم نے میری بات مانی اور میری نافرمانی ہی پر مصر رہے۔۔۔۔"

امیرالمومنین کا یہ تمنا کرنا کہ کاش میرے اصحاب میں ایک آدمی بھی اشتر جیسا اور ہوتا حالانکہ آپ کے اصحاب میں بہت سے متقی پرہیزگار افراد تھے، سر سے پیر تک ایمان و خلوص کا مجسمہ اور صدق و وفا کا پیکر جن کے خلوص اور محبت کی قسمیں کی جا سکتی ہیں ہمیں کبھی حیرت انگیز نہیں معلوم ہوتا اس لئے کہ ہونے کو یوں تو بہت سے تھے مگر اشتر جیسا کوئی نہیں تھا وہ ہر بات میں بے مثال تھے افعال و اعمال نظریات و خیالات، اسلام و ایمان زہد و ورع شجاعت و بہادری محبت و اخلاص اور ان تمام خصوصیات و کمالات میں جو خداوند عالم نے انھیں عطا کی تھیں اپنا آپ نظیر تھے وہ

...زمانہ کے واحد شخص تھے جسے اسلام نے دنیا [illegible]
...امیر المومنین کے تلامذہ اور شاگردوں میں [illegible]
...امت اسلامیہ قیامت تک ناز کرتی رہے گی اور دیگر ادیان [illegible]
...کے مقابلہ میں اس کا سر اونچا رہے گا۔

وہ امیر المومنین کے لئے ایسے ہی تھے جیسا [illegible]
...کان لی کما کنت لرسول اللّٰہ اشتر میرے لئے ایسے تھے جیسے
...میں رسول اللّٰہ کے لئے تھا وہ مخلص وزیر بھی تھے بھروسے کے قابل
...مشیر بھی اور آپ کے لشکر کے سب سے بڑے افسر بھی آپ کے [illegible]
...کا مخزن اور اطمینان اور بھروسہ کے لائق وہ آپ پر جان دیتے تھے آپ
...کے قدموں پر اپنا سر رکھا کرتے اور زبان اور ہاتھ دونوں سے آپ
...کی حمایت میں سرگرم رہا کرتے یہی وجہ تھی کہ امیر المومنین اپنے قریبی
...اصحاب میں انھیں کو راز کی باتیں بتاتے اور انھیں سے اپنے دل کی
...باتیں کہتے کئی مرتبہ آپ نے اشتر سے اپنے اصحاب [illegible]
...ہاتھوں کے بھاگ کر معاویہ کے پاس چلے جانے [illegible]
...ایسے ہی شکوہ پر اشتر نے امیر المومنین سے عرض کیا۔

"امیر المومنین ہم بصرہ والوں یعنی اصحاب جمل سے بصرہ و کوفہ
...کے لوگوں کو ساتھ لے کر لڑے اس وقت سب کے خیالات ایک تھے
...ان میں کوئی اختلاف نہ تھا اختلاف تو بعد میں پیدا ہوا اور لوگ ایک دوسرے
...کے دشمن ہو گئے ان کی نیتوں میں کمزوری آ گئی اور ان کی تعداد گھٹ گئی

آپ انھیں عدل و انصاف پر مجبور کرتے ہیں اور حق کے مطابق عمل کرتے ہیں معزز لوگوں سے کم حیثیت لوگوں کا حق وصول کرتے ہیں آپ کے نزدیک معزز لوگوں کو کم حیثیت لوگوں پر کسی قسم کا حق ترجیح حاصل نہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے لوگ جنھوں نے آپ کا ساتھ دیا تھا وہ پیچھے پڑ گئے اور وہی حق کا برتاؤ جس کے وہ طالب تھے جب ان کے ساتھ کیا گیا تو ان سے برداشت نہ ہوسکا اور وہ رنجیدہ ہو گئے۔ انھوں نے اونچے گھرانے والوں اور ارباب دولت کو دیکھا کہ معاویہ ان پر اپنے خزانے لٹائے دے رہے ہیں تو ان لوگوں کے دل میں بھی دنیا کی لالچ پیدا ہوگئی آپ ہی بتائے دنیا کا کون طلبگار نہیں اکثر لوگ حق سے روگردانی کر کے باطل خرید لیتے ہیں اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔ امیرالمومنین! اگر آپ بھی روپئے خرچ کریں تو لوگوں کی گردنیں آپ کی طرف بھی مائل ہوسکتی ہیں اور وہ آپ کے خیر خواہ ہو جائیں گے آپ سے دلی محبت رکھنے لگیں گے۔ امیرالمومنین! خداوند عالم حالات آپ کے لئے سازگار کرے آپ کے دشمن کو ذلیل و خوار ان کی جمعیت کو پراگندہ ان کے مکر و فریب کو کمزور اور ان کا شیرازہ منتشر کرے یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے خوب واقف ہے۔

امیرالمومنین نے فرمایا۔

"تم نے ہمارے طرز عمل اور عادلانہ سیرت کا جو ذکر کیا ہے تو خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ جو شخص نیک کام کرے گا تو اپنے ہی لئے کرے گا اور جو برا کام

رے گا اس کا خمیازہ بھی اسی کو بھگتنا ہوگا خداوند عالم بندوں پر ظلم کرنے
والا نہیں رہ گیا تمہارا یہ کہنا کہ حق ان پر بہت گراں ہے اور اسی وجہ سے
انھوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے تو خداوند عالم آگاہ ہے کہ انھوں نے
ظلم و زیادتی کی وجہ سے ہمارا ساتھ نہیں چھوڑا نہ ہمارا ساتھ چھوڑ کر وہ
عدل انصاف کی طرف گئے انھوں نے صرف دنیا کی خواہش کی جو جلد ہی
زائل ہو جانے والی ہے۔ بروز قیامت اُن سے یہ ضرور پوچھا جائے
گا کہ انھوں نے دنیا کے لیے عمل کیا تھا یا اللہ کے لئے اور یہ جو تم نے
کہا کہ ہمیں داد و دہش کر دیں اور لوگوں کو اپنا بناؤں تو ہمارے لئے اسکی
کوئی گنجائش ہی نہیں کہ ہم کسی شخص کو اس کے حق سے زیادہ دیں خداوند
عالم کا ارشاد ہے:"
بہت سی مختصر جماعتیں اللہ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آگئیں
اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔"
خداوند عالم نے اپنے پیغمبر محمد مصطفےٰ ص کو تن تنہا مبعوث کیا اور بعد
میں اُن کی تعداد زیادہ کی اور اُن کی جماعت کو کمزور ہونے کے بعد
طاقتور بنایا خداوند عالم اگر ہمیں اس حکومت پر برقرار رکھنا چاہئے گا تو اسکی
ساری مشکلات ہمارے لئے دور کر دے گا اور تمام سختیاں آسان ہو جائیں گی
میں تمہاری وہ باتیں ضرور قبول کرونگا جس میں اللہ کی بھی خوشنودی ہو کہ
تم ہمارے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ بھروسہ کے لائق ہو سب سے
زیادہ خیرخواہ اور سب سے بڑھ کر میرے نزدیک قابل اعتماد۔"

واقعہ بھی یہ ہے کہ اشتر امیر المومنین کے سب سے بڑے جاں نثار اور انتہائی مخلص تھے وہ تمام معرکوں میں خصوصاً جمل و صفین کی لڑائیوں میں آپ کے دست و بازو رہے انھوں نے جمل و صفین میں جو خدمات انجام دی ہیں ان کا ہم اوپر تذکرہ کر چکے ہیں بس اس سے زیادہ اور کیا کہا جائے کہ جب معاویہ نے ان کو سازش کر کے زہر دلوا یا اور انھیں خبر ملی کہ اشتر زہر سے شہید ہو گئے تو مارے خوشی کے وہ اپنے آپے میں نہ رہے انھوں نے شام والوں کو اکٹھا کر کے یہ خوشخبری سنائی اور اپنی تقریر میں کہا۔

"علی ابن ابیطالب کے دو ہاتھ تھے ایک ہاتھ ہم نے صفین میں قطع کیا یعنی عمار شہید ہوئے دوسرا ہاتھ آج کاٹ ڈالا یعنی مالک اشتر ختم ہو گئے"

محمد بن ہشام مرادی نے جریر بن عبد الحمید سے اور اس نے مغیرہ ضبی سے روایت کی ہے کہ معاویہ کہا کرتے کہ جب تک اشتر رہ گئے میرا معاملہ سخت دشوار رہا۔

مالک اشتر کا علمی و ثقافتی درجہ

زمانہ جاہلیت اپنی جاہلیت کے ساتھ رخصت ہوں نیر اسلام کی آمد آمد ہوئی جس نے لوگوں کو ہدایت و خیر، درستی و بہتری کی راہ دکھلائی شرک و بت پرستی کی تاریکیاں دور ہوئیں اور جہالت و ہٹ دھرمی کے بادل

ے عربیہ کے آسمان سے غائب ہو گئے ساری کائنات نور خداوندی
ہوگئی اور توحید و عظمت خداوندی کی روشنی گوشے گوشے پر چھا گئی۔
فاران سے حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ؐ کی آواز بلند ہوئی اور
کے بلند ہوتے ہی عرب والے چونک پڑے مدتوں کی گہری نیند
ہر شخص نے اس آواز پر کان لگائے آواز نے اپنی شیرینی و
انھیں بےخود کر دیا اور اُن کے دل کی گہرائیوں میں اترتی چلی گئی اور
ے اسی آواز کی گونج آنے لگی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔
آہستہ آہستہ اسلام لوگوں میں پھیلتا گیا عربوں کے دلوں میں رفتہ رفتہ
بنتی گئی یہاں تک کہ وہ وقت آیا کہ فتح ہوا اور عرب والے
فوج اسلام میں داخل ہونے لگے مرد عورت سبھی نے انتہائی شوق
اور اطمینان و مسرت کے ساتھ اس دین کو اختیار کیا۔
جاہلیت کی زندگی اور اس کے احکام و قوانین کو خیرباد کہنے کے بعد
ں کا ایک مضبوط قانون ایک بہترین لائحہ عمل اور ایسے دستور حیات
ی ہونا ناگزیر تھا جس میں کسی قسم کی خامی نہ ہو ایسا دستور حیات جو
اجتماعی زندگی میں نظم و ضبط پیدا کرے ان میں عدل و انصاف عام کرے
انصاف مضبوط سے غیر کا مالدار سے اور کم حیثیت آدمی کا بلند مرتبہ
سے کرے۔ اسی احتیاج کے مدنظر خداوند عالم نے فصیح و واضح عربی
میں قرآن مجید نازل کیا اس کلام کی خوش اسلوبی نے عربوں کو متحیر

اُن کے دلوں کے تار جھنجھنا اٹھے اسکی فصاحت و بلاغت نے اُن کی عقلیں
گونگی اور زبانیں گنگ کر دیں، انھوں نے وہ باتیں دیکھیں جو اس سے
پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئی تھیں، انھوں نے ان آیات کو حیران ہو کر
سنا ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ شعر ہے یا کیا؟ شعر تو ہو نہیں سکتا اس
لئے کہ انھوں نے بہت سے شعر سنے تھے اور خود بھی کہتے تھے نثر بھی نہیں
کیونکہ وہ نظم و ترتیب اور نغمگی نثر کو کہاں نصیب جو اس میں موجود ہے
کاہن کا کلام بھی نہیں ہو سکتا انھوں نے بہت سے مواقع پر کاہنوں کی
خدمت میں حاضری دی تھی ان کی مسجع اور مقفی تقریریں سنی تھیں قرآن مجید
کی آیات اور سورتیں تو ان سب سے الگ کوئی اور ہی چیز اور ان سب سے
بلند و بالا اور پاکیزہ و دلکش تھیں۔

یہ ظاہری بات ہے کہ جس طرح تمام انسان ایک جیسے نہیں نہ ان کی
عقلیں ایک جیسی ہیں اسی طرح قرآن کو ایک ہی طرح سب نے سمجھا بھی نہیں
بلکہ جسکی جیسی صلاحیت و استعداد تھی اور جس کو پیغمبر خدا سے جتنا تقرب حاصل
تھا اسی لحاظ سے اس نے قرآن کے معانی و مطالب سمجھے بہت سے لوگوں
کے نصیبہ نے یاوری کی انھیں پیغمبر خدا کی خدمت میں ہر وقت رہنے کا موقع
ملا انھوں نے جی بھر کے آپ سے اکتساب فیض کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں
اس قابل ہو گئے کہ پیغمبر نے انھیں لوگوں کو مسئلہ مسائل تعلیم کرنے فتوی جاری
دینے اور ان کے مقدمات کا فیصلہ کرنے کی خدمت دی تھی ان باکمال
لوگوں میں سب سے نمایاں شخصیت اور سب سے فائق و ممتاز ہستی امیر المومنین

ابیطالب کی تھی جنھیں پیغمبر خدا نے اپنے علوم و فضائل کے لئے اپنا
بھی بنانا پسند کیا اور انھیں اپنا وصی مقرر کیا جن کی افضلیت و برتری
حیثیت و تقدم کا ان کے معاصرین نے بھی بہ شد و مد اقرار کیا حضرت عمر نے
بار بار منبر پر کہا لا ابقانی اللہ لمعضلۃ لیس لھا ابوالحسن خداوند عالم
کسی پیچیدہ گتھی کے لئے زندہ نہ رکھے جس کے حل کرنے کو علی موجود نہ
لولا علیؑ لھلک عمر اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا لا یفتین احد و فی
المسجد علی علی کے ہوتے کوئی فتوی نہ دے۔ اسی قسم کے اُن کے اور کئی
فقرے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر کو امیر المومنین کی علمی حیثیت
کا اندازہ تھا وہ اس کا اعتراف کرتے نہیں تھکتے تھے کہ علی ابن ابیطالب
و شرف اور احکام خداوندی کی معرفت میں ان سے بھی برتر ہیں اور تمام
لوگوں سے بھی۔

پیغمبر کی وفات کے بعد امیر المومنین نے منتخب روزگار صحابہ کرام کی مختصر
جماعت کو ایک رشتہ میں منسلک کیا آپ نے اپنے گھر میں ایک درسگاہ
قائم کی تھی جس میں لوگ مکارم اخلاق کا سبق لیتے حضرت پیغمبر خدا کے
علوم و معارف کا درس ہوتا قرآن مجید کی تفسیر اور معانی و مطالب بیان
کئے جاتے لیکن یہ درسگاہ مخصوص حالات اور محدود پیمانہ کی تھی اس کے
اوقات بھی محدود تھے اور طلبہ بھی گنے چنے سیاسی جماعتیں کئی مرتبہ
اس درسگاہ پر حملہ آور ہوئیں اور اُن کی سر توڑ کوشش کی کہ اُس
درسگاہ کو ترقی اور فروغ حاصل نہ ہونے پائے لیکن اُن کے یہ حملے

امیر المومنین کے عزم و ارادہ کو کمزور نہ کر سکے آپ کے کاندھوں پر جو ذمہ دا
اور امت اسلامیہ کی فلاح و بہبود کے جو فرائض عائد ہوتے تھے ان کو پو
میں آپ نے سستی نہیں برتی آپ اسی طرح تشنگان علوم کو سیراب کر
اپنے شاگردوں کو آپ نے ہر فن میں قیمتی مشورے دئے پیغمبر خدا نے جو
آپ کو تعلیم کئے تھے اُن سے فیضیاب کیا آپ کی انھیں ریاضتوں کا
تھا کہ تھوڑی ہی مدت میں اس درسگاہ سے نامور علماء فارغ التحصیل ہو
نکلے جن کے کمالات علمیہ کو دیکھ کر ساری دنیا حیرت زدہ رہ گئی جیسے ما
میثم تمار ۔ کمیل بن زیاد نخعی ۔ محمد ابن ابی بکر اور عبداللہ بن عباس وغیرہ

مالک اشتر کی ذات ان شاگردوں میں بہت نمایاں ذات تھی علم و فضل
زہد و تقویٰ اور اجتہاد میں سب پر فائق و ممتاز یہی وجہ تھی کہ امیر المومنین
جب تحکیم پر مجبور ہوئے تو آپ نے اپنی طرف سے مالک اشتر ہی کو حَکَم
بنانا چاہا ۔ مزید برآں مالک اشتر بہت اونچے درجہ کے فصیح و بلیغ متکلم
باکمال انشا پرداز جادو بیان مقرر اور اعلیٰ درجہ کے شاعر بھی تھے قدرت
نے ذہانت و فطانت سے کافی حصہ انھیں دیا تھا نرم و شگفتہ طبیعت
ذوق سلیم مبدء فیاض سے لیکر آئے تھے رنگارنگی کمالات نے انھیں ع
ادب کا ایک اعجوبہ روزگار اور اہل عرب کا ایک معجزہ بنا دیا تھا۔

ان کے اشعار اُن کی قادر الکلامی کا شاہکار ہیں ہر شعر محاسن شعری
میں ڈوبا ہوا اسی طرح اُن کی نثر بھی جودت اور طباعی میں اپنی آپ نظیر
ہے ۔ ہم آئندہ صفحات میں ان کی تقریروں کے چند اقتباسات اور

اشعار ہیں رجز کے چند شعر نذر ناظرین کر رہے ہیں جسکی حیثیت مشتے نمونہ از خروارے کی ہے۔

مالک اشتر کے خطبے

امیر المومنین نے مدینہ سے بصرہ جاتے وقت مقام ذی قار سے مالک اشتر کو کوفہ روانہ کیا کہ وہاں جاکر لوگوں کو لڑائی میں شریک ہونے کے لئے آمادہ کریں اس وقت مالک اشتر نے کوفہ میں یہ بنگر بالائے منبر تقریر کی۔

حمد و ثنائے الٰہی کے بعد گویا ہوئے۔

"دلوگو! میری باتیں غور سے سنو اور دل سے سمجھو خداوند عالم نے اسلام کے سبب تمہیں ایسی نعمت سے سرفراز کیا جس کا تم پوری طرح اندازہ نہیں کر سکتے نہ تم اچھی طرح اس کا شکریہ ہی ادا کر سکتے ہو تم پہلے آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے، تمہارا اقوی تمہارے کمزور کو کھا رہا تھا تمہاری بڑی جمعیت والے مختصر جمعیت والوں کو لوٹ رہے تھے۔ تمہارے درمیان کی حرمتیں برباد ہو رہی تھیں راستے خطرناک تھے شرک تمہارے حد سے زیادہ تھا رشتے ناتے ٹوٹتے تھے خداوند عالم نے اپنے پیغمبر محمد مصطفےٰ کے ذریعہ تمہیں ممنون کرم کیا آنحضرت نے اس پراگندگی کو دور کیا اور عداوت دور کر کے تمہارے درمیان محبت و مودت پیدا کی تمہاری تو ادا

بڑھائی جبکہ تم غفلت میں آچکے تھے۔ پھر خداوند عالم نے اپنے پیغمبر کو اپنے
پاس بلا لیا آپ کے بعد دو شخص (ابوبکر و عمر) قابض خلافت ہوئے ان
دونوں کے بعد ایسا شخص (عثمان) حاکم ہوا جس نے خدا کی کتاب کو
اپنے پس پشت ڈالدیا احکام الٰہی میں من مانی کی ہم نے اس سے چاہا کہ
وہ خلافت سے دست کش ہو جائے مگر اس نے ہماری بات نہیں مانی
اپنی من مانی حرکتوں پر مصر رہا۔ دو ہی صورتیں رہ گئی تھیں یا تو اس کو
ختم کر دیا جائے یا اپنے دین و دنیا دونوں سے ہاتھ دھو لیا جائے دین و دنیا
کی تباہی کے مقابلہ میں ہم نے اسکی ہلاکت کو پسند کیا خداوند عالم ظالموں کو ہلاک کرتا ہے اب خداوند عالم
تمہارے پاس اس بزرگ ہستی کو لایا ہے یعنی علی ابن ابیطالب مسند نشین خلافت
ہوئے ہیں جن کی قرابت تمام لوگوں سے بڑھی ہوئی ہے جن کا حصہ
اسلام میں سب سے بڑا ہے جو پیغمبر کے ابن عم ہیں اور دین کے سب سے بڑے
فقیہ اور کتاب خدا کے سب سے بہتر قاری جو وقت جنگ سب سے بڑھ کر بہادر
ہیں انھوں نے تم سے لڑائی میں مدد چاہی ہے تمہاری کیا رائے ہے کیا تم
نیک بخت وہ نیکوکار آقا کو پسند کرتے ہو یا ولید ایسے شخص کو اپنا حاکم دیکھنا
چاہتے ہو جو شراب پیتا ہے جس نے حالت نشہ میں تمہیں نماز پڑھائی
تمہاری جان و مال کو مباح سمجھا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے ان
دونوں میں سے کس کو تم پسند کرتے ہو ستیاناس کرے اللہ اس کا جو ولید
کو پسند کرے۔ ہرگز نہیں۔ پس تم اپنے پیغمبر کے نواسے حسن مجتبیٰ کے ساتھ
چل کھڑے ہو اور کوئی شخص بھی ایسا باقی نہ رہے جس کے بازوؤں میں

کس بل ہو۔ خدا کی قسم تم میں کا ہر شخص اس سے باخبر ہے کہ کیا چیز اُسے فائدہ پہونچائیگی کیا چیز نقصان۔ میں تمہارا خیر خواہ ہوں بشرطیکہ تم غور وفکر اور عقل سے کام لو۔ صبح سویرے انشا اللہ چل کھڑے ہو پوری طرح ساز وسامان سے لیس ہو کر۔ ..."

مقام قناصرین پر انھوں نے جو تقریر کی تھی اس کے چند فقرے یہ ہیں۔
"اس خدا کا شکر جس نے بلند آسمانوں کو خلق کیا وہ مہربان جو عرش پر متمکن ہے۔ زمین وآسمان اور ان دونوں کے درمیان کی تمام چیزیں نیز زمین کے نیچے کی ساری چیزیں اسی کے لئے ہیں۔ میں صبح وشام اسکی حمد وثنا بجالاتا ہوں بہت زیادہ حمد وثنا اچھی آزمائش اور نمایاں نعمتوں پر۔ جس کی اللہ ہدایت کرتا ہے وہی راہ پاتا ہے اور جس کی اللہ ہدایت نہیں کرتا وہ گمراہ ہوتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی خدا نہیں سوا اس کے وہ یکہ وتنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں جنھیں اللہ تعالی نے راستی و درستی اور ہدایت کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا اور انھیں تمام دینوں پر غلبہ عنایت کیا چاہے مشرکین کو کتنا ہی ناگوار گذرا ہے قضا وقدر الہی میں جو بات تھی وہ ہو کر رہی مقدرات الہی نے ہمیں اس شہر میں کھینچ بلایا ہے اور ہماری اور ہمارے دشمنوں کی مڈ بھیڑ کرادی ہے خداوند عالم کی سپاس گذاری اس کے احسانات وعنایات اور فضل و کرم کی وجہ سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہیں دل مطمئن اور خوش ہے ان

دشمنوں سے جنگ کرتے ہیں ہم بہترین ثواب پانے اور عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے کی امید کرتے ہیں ہمارے ساتھ نماز پڑھی اس فضیلت میں اُن پر کوئی سبقت نہیں لیجا سکا وہ دین خدا کے فقیہ ۔ حدود الٰہی کے اصل رائے کے مالک صبر جمیل کے حامل اور ہمیشہ کے پاکدامن ہیں خدا سے ڈرو، حزم و احتیاط اور جد و جہد سے کام لو، یہ سمجھ لو کہ تم حق پر ہو اور دشمن باطل پر ۔ دشمن معاویہ کی ہمراہی میں لڑ رہے ہیں اور تمہارے ساتھ پیغمبر کے ایسے سو اصحاب کرام ہیں جو جنگ بدر میں پیغمبر کی ہمراہی میں جنگ کر چکے ہیں ان کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام کی بھی بہت بڑی تعداد ہے تمہارے ساتھ وہ علم اور جھنڈے ہیں جو رسول اللہ کے ساتھ ہوا کرتے اور معاویہ کے ساتھ مشرکین کے علم رہا ۔ معاویہ سے جنگ کرنے میں اسی شخص کو تذبذب ہوگا جس کا دل مردہ ہو ۔ تمہیں دو نیکیوں میں ایک بہر حال حاصل ہوتی ہے یا تو فتح و کامرانی نصیب ہوگی یا شہادت کا شرف حاصل ہوگا ۔ خداوند عالم ہمیں اور تمہیں ان تمام باتوں سے محفوظ رکھے جن باتوں سے اس نے اپنے مطیع اور متقی بندوں کو محفوظ رکھا ۔ خداوند عالم ہمیں اور تمہیں اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی توفیق عنایت کرے میں اپنے لئے بھی دعائے مغفرت کرتا ہوں اور تمہارے لئے بھی ۔"

جنگ صفین میں بروز سہ شنبہ مالک اشتر نے دونوں صفوں کے درمیان کھڑے ہو کر تقریر کی حمد و ثنائے الٰہی کے بعد کہا ۔

"اما بعد قضاء و قدر الٰہی سے یہ بات تھی کہ اس سرزمین پر ہم اکٹھا ہوں

ان موتوں کے لئے جن کا وقت قریب آچکا ہے اور اُن معاملات کے لئے جو طے پاچکے ہیں ہمارے حاکم و قائد علی ابن ابیطالب ہیں جو تمام مسلمانوں کے سردار مومنین کے امیر بہترین وصی، ابن عم ویرادر رسول، پیغمبر خدا کے وارث اور جو دشمنان خدا پر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں اور اہل شام کے رئیس و سردار جگر خوارہ کے فرزند ہیں جو منافقین کی جائے پناہ، اور مشرکین کی اولاد ہیں جو انھیں بدبختی اور جہنم کی طرف لئے جا رہے ہیں، ہم ان سے جنگ کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتے ہیں اور وہ عقاب الٰہی کے منتظر ہیں۔

دیکھو اس وقت کا خیال رہے جب لڑائی کی آگ پوری طرح بھڑک اٹھے گھمسان کا رن پڑنے لگے نیزے ٹوٹ ٹوٹ جائیں اور گھوڑے ہمارے اور اُن کے مقتولین کو روندتے پھریں۔ ہم کو ان لوگوں سے جنگ کرنے میں اللہ تعالیٰ سے کامیابی و فتح یابی کی امید ہے۔ لوگو! اپنی آنکھیں بند کرلینا، دانت پر دانت جما لینا اس طرح کھوپڑی مضبوط رہتی ہے۔ دشمن کا اپنے چہروں سے سامنا کرنا تلوار کے قبضے تمہارے دائیں ہاتھ میں ہوں اور تلوار کا وار کھوپڑیوں پر اور نیزوں کا وار اُن کی پسلیوں کے نیچے کرنا کہ پھر دشمن سانس بھی لینے نہ پائے گا اور اس طرح سخت حملہ کرنا جس طرح اپنے باپ بھائی کے خون کا بدلہ لینے والے حملہ کرتے ہیں، جنھیں دشمن سے سخت عداوت ہوتی ہے اور وہ مرنے مارنے پر تلے ہوتے ہیں۔ دیکھو اس دنیا میں تمہیں ننگ و عار لاحق نہ ہونے پائے۔"

مالک اشتر کے اشعار

جنگ جمل کے خاتمہ پر جب اشتر حضرت عائشہ سے ملنے آئے اور انھوں نے مالک اشتر کی ملامت کی کہ تم نے میرے بھانجے عبداللہ بن زبیر کی یہ درگت کی تو اشتر نے کہا۔

اعائش لولا انني كنت طاويا ثلاثا لالفيت ابن اختك هالكا

حضرت عائشہ! اگر میں تین دن سے خالی شکم نہ ہوتا تو آپ یقیناً اپنے بھانجے کو مردہ پاتیں۔

غداة ينادي والرماح تنوشه كوقع الصياصي اقتلوني ومالكا

جس صبح نیزے انھیں نوچ رہے تھے اور ابن زبیر چلا رہے تھے کہ مجھے اور مالک دونوں کو قتل کر ڈالو۔

فلم يعرفوه اذ دعاهم وغمه خدبٌ عليه في العجاجة بارکا

ابن زبیر کے چیخنے چلانے کو لوگ نہ سمجھ سکے اور مرد بزرگ گرد و غبار میں اس کے سینہ پر سوار ہو گیا۔

فنجاه مني شبعه وشبابه واني شيخ لم اكن متماسكا

ابن زبیر چونکہ شکم سیر بھی تھے اور جوان بھی اور میں بوڑھا ہوں اسلئے ابن زبیر بچ گئے۔

وقلت على اى الخصال صرعته بقتل اتى ام ردة لا ابا لكا

آپ نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے ابن زبیر کو کس بنا پر پچھاڑا کیا انھوں نے کسی کو قتل کیا تھا یا مرتد ہو گئے تھے۔

ام المحصن الزانی حل قتلہ　　　فقلت لھا لابد من ذالک

یا وہ زنا نے محصنہ کے مرتکب ہوگئے جسکی وجہ سے اُن کا قتل جائز ہوگیا میں نے کہا انھیں باتوں میں سے کسی ایک بات کے سبب جب کوفہ میں جریر نے دمشق سے واپس آکر مالک اشتر کو شام کے بہادروں سے ڈرایا تو مالک اشتر نے کہا۔

لعمرک یا جریر لقول عمرو　　　وصاحبہ معاویۃ الشامی

وذی کلع وحوشب ذی ظلیم　　　اخف علیّ من زف النعام

تمہارے جان کی قسم اے جریر عمرو عاص ان کے صاحب معاویہ۔ ذی کلاع حمیری اور حوشب کی دھمکیاں میرے نزدیک شتر مرغ کے روئیں سے بھی ہلکی ہیں۔

اذا اجتمعوا علی فخل عنھم　　　وعن بازی مخالبہ دوام

جب وہ اکٹھا ہو کر مجھ پر حملہ آوار ہوں تو تم اُن کے اور اس باز شکاری کے درمیان سے ہٹ جانا جس کے پنجے خون آلود ہیں۔

فلست بخائف مما خوفنی　　　وکیف اخاف احلام النیام

انھوں نے مجھے جو دھمکیاں دی ہیں اُن سے ڈرنے والا نہیں۔ سوئے ہوئے شخص کے خواب سے میں خوفزدہ بھی کیونکر ہوسکتا ہوں۔

وھمھم الذی حاموا علیہ　　　من الدنیا وھمی ما امامی

ان کا مقصود و مراد محض دنیا ہے جس پر وہ سرگشتہ ہیں اور میرا مقصد میرے پیش نظر ہے صفین کی لڑائی میں معاویہ کو دھمکی دیتے ہوئے وہ کہتے ہیں۔

یا ابن ھند شد الحیازیم للمو　　　تہ ولا یذھبن بک الامال

ہند کے بیٹے مرنے کیلئے تیار ہو جاؤ۔ بیکار کی آرزوئیں تمہیں گمراہ نہ کریں۔

ان فی الصبح ان لقیت لامرا تتفادی من ھولہ الابطال

صبح تک اگر تم زندہ بچ رہے تو ایسی بات دیکھو گے (یعنی خونریز جنگ ہوگی) جسکی ھیبت ناکی سے بڑے بڑے بہادروں کا دم نکلے گا۔

اس لڑائی میں یا تو عراق کی فتح ہوگی یا شام والے عراق پر غالب آئینگے۔

فاصبروا للطعان بالاسل السمر وضرب تجری بہ الامثال

نیزوں اور تلواروں کے وار جم کر سہنا ایسے وار جو ضرب المثل بن جائینگے۔

ان تکونوا قتلتم النفر البیض وغالت اولئک الاجال

اگر تم نے ہمارے معززین و شرفا کو قتل کیا اور موت انھیں ہم سے جدا کر لے گئی۔

فلنا مثلھم وان عظم الخطب قلیل امثالھم ابدالھم

تو ہم نے ویسے ہی نامور اور مشہور افراد کو قتل کیا

ایک اور مرتبہ معاویہ کی دھمکی دیتے ہوئے وہ کہتے ہیں

لقیت وفری واخرفت عن العلی ولقیت اضیافی بوجہ عبوس

میں اپنے مال میں کنجوسی کرنے لگوں بلندیوں سے روگرداں ہو جاؤں اور اپنے مہمانوں سے درشت روئی سے ملوں۔

ان لم اشن علی ابن ھند غارۃً لم تخل یوما من نھاب نفوس

اگر میں فرزند ہند پر ایسے (متواتر) حملے نہ کروں جو کسی دن جانوں کے لوٹنے سے خالی نہ جائے۔

اشتر کا علم و زہد

میدان جنگ اور وقت کارزار اشتر کو دیکھنے والا یہ خیال کریگا کہ
ہ ہمیشہ ہی کے تند مزاج لڑائی بھڑائی کے خوگر آنکھ بند کر کے مہلکہ
ں پڑ جانے والے سریع الغضب انتہا قسی القلب انسان تھے نرمی و مہربانی
نھیں نام بھی معلوم نہ تھا نہ یہ جانتے تھے کہ ترس کھانا کس چیز کو کہتے
ں دل پسند رنگ انکا وہ رنگ تھا جو خون سے مشابہ ہو اور دل کش
ین نغمہ اُن کے کانوں کے لئے تلوار کا ٹکراؤ اور نیزہ کی کھڑکھڑاہٹ
ں زخمی کی کراہ اور ماتم کرنے والوں کا نوحہ و فغاں اُن کے نزدیک
ں اور بیکار چیزیں تھیں۔ اشتر کی میدان جنگ کی زندگی کو پڑھتے
ت یہی تصور قائم ہوتا ہے اور اسی قسم کا پیکر نگاہوں کے سامنے آتا
اور ایسا ہی ہونا بھی چاہیے۔ ان کی پوری زندگی حرب و ضرب دار و گیر
وعہ تھی ہر معرکہ میں وہ ایک بھرے ہوئے شیر آگ بگولا اور ایسا بھڑکتا
شعلہ نظر آتے ہیں کہ بس چلے تو دشمن کی ساری بساط کو جلا کر خاک کر دے
میدان کارزار کو عرصہ جہنم بنا دے

اشتر کی سیرت کا مطالعہ کرنے والا اُن کی میدان جنگ کی زندگی کو
ر کچھ اسی قسم کا تصور قائم کرتا ہے اور خوف و دہشت سے اس کے

جسم میں تھرتھری پڑجاتی ہے وہ انھیں کفن در دھن، تلوار کھینچے آستین الٹے ہوئے پاتا ہے دیکھتا ہے کہ ایک پہلوان کے بعد دوسرے پہلوان کو پچھاڑ رہے ہیں ایک بہادر سورما کو مار کر دوسرے بہادر کا خون بہاتے ہیں اور پھر دونوں صفوں کے درمیان آکر دشمن کو اس طرح للکارتے ہیں جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

اور جب وہ جنگ بندی اور مصالحت کے زمانہ میں ان کی سیرت کا مطالعہ کرتا ہے تو دیکھتا ہے وہ ایک بھڑکتی ہوئی آگ ہیں آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی ہیں گرج برس رہے ہیں دشمن کو سخت اور خوفناک جنگ کی دھمکیاں دے رہے ہیں یہ منظر بھی دیکھ کر پڑھنے والے پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے وہ آنکھیں بند کر کے کانپتے ہاتھوں سے کتاب کے ورق پلٹتا جاتا ہے پھر آنکھیں کھولتا ہے اشتر کی وہی سابقہ تصویر آنکھوں میں گھوم رہی ہے لیکن اب انھیں منبر پر تقریر کرتے دیکھ کر اس کا دل ٹھہر جاتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ مسجد کوفہ میں منبر پر بیٹھے لوگوں کے درمیان تقریر کر رہے ہیں۔

"لوگو! اپنے پیغمبر کے نواسے حسن مجتبیٰ کے ساتھ چل کھڑے ہو پوری طرح تیار اور اسلحوں سے لیس ہو کر صبح سویرے روانہ ہو جاؤ۔

گمان ہے، ظاہر ہے کہ میدان جنگ کی طرف قاری گھبرا کر یہاں سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے کوفہ کے بعد قناصرین پہونچتا ہے اشتر کالے رنگ کے گھوڑے پر سوار آگے آگئے ہیں عراق والوں کے درمیان تقریر کرتے ہو

"تم لوگ دو نیکیوں میں سے کسی نہ کسی ایک نیکی پر ہو یا فتحیابی و کامرانی یا شہادت"۔

قاری یہاں سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے اور صفیں میں یہ بھی تکتا ہے وہاں دیکھتا ہے کہ وہ دونوں صفوں کے درمیان کھڑے للکار رہے ہیں "دیکھو اس وقت کا خیال رہے جب لڑائی کی آگ پوری طرح بھڑک اٹھے گھمسان کا رن پڑنے لگے نیزے ٹوٹ جائیں اور گھوڑے ہمارے اور ان کے مقتولین کو روندتے پھر نے جا۔"

یہ منظر دیکھ کر بھی اس کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں دل سہم جاتا ہے اور جلدی سے ورق پلٹ دیتا ہے اسے اشتر کا یہ شعر نظر پڑتا ہے اور وہ اپنی دہشت دور کرنے کے لئے باواز بلند پڑھتا ہے۔

اعائش لولا اننی کنت طاویا ثلاثاً لالفیت ابن اختک ھالکا

عائشہ اگر میں تین دن سے خالی شکم نہ ہوتا تو تم یقیناً اپنے بھانجے کو مردہ پاتیں پھر وہی موت اور ہلاکت!! قاری جلدی سے ورق پلٹ دیتا ہے پھر اس شعر پر اسکی نظر پڑتی ہے۔

نان اسلم اعمھم بحرب یشیب لھو لھا راس الغلام

اگر میں زندہ رہا تو ان سے ہمہ گیر پیمانے پر ایسی جنگ لڑونگا کہ اس کے ہول سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔

غرضکہ ان کی کتاب زندگی کے جس موضوع پر اس کی نظر جائے گی

انھیں غضبناک، آپے سے باہر اور بپھرا ہوا پائے گا اُن کی زندگی کے جس دن کو دیکھے گا یا تو انھیں جنگ کرتا ہوا پائیگا یا لوگوں کو جنگ پر آمادہ کرتا ہوا۔

لیکن یہ سب دیکھنے اور پڑھنے کے بعد جب وہ انھیں اشتر کو دیکھتا ہے کہ وہ انتہا درجہ کے زاہد تھے صرف ایک کپڑا اُن کے جسم پر ہوتا اور وہ بھی موٹا اور کھردرا اور عمامہ بھی اسی کھدر کا سر پر تو اس کی حیرت کی انتہا نہیں رہتی اسے یقین ہی نہیں آتا کہ یہ وہی اشتر ہیں جن کی زندگی کا بیشتر حصہ لڑتے بھڑتے ہم دیکھ آئے ہیں۔

صاحب سفینۃ البحار روایت کرتے ہیں کہ مالک اشتر کوفہ کے کسی بازار سے گذر رہے تھے اُن کے جسم پر کھدر کا کرتا اور کھدر ہی کا عمامہ تھا کسی بازاری آدمی نے اُن کو اس لباس میں دیکھ کر اُن پر آوازے کسے اور ڈھیلا مارا اشتر اپنی راہ چلتے گئے اس کی طرف توجہ بھی نہیں کی لوگوں نے اس بازاری شخص سے کہا تم پہچانتے ہو کسے تم نے یہ ڈھیلا مارا ہے کہا نہیں۔ کہا یہ امیر المومنین کے صحابی مالک اشتر ہیں اس شخص پر لرزہ طاری ہوگیا۔ معافی مانگنے کے لئے دوڑا اشتر مسجد میں پہونچ چکے تھے وہ شخص جب مسجد میں آیا تو دیکھا کہ وہ نماز میں مصروف ہیں جب نماز سے فراغت ہوئی تو وہ شخص ان کے قدموں پر گر کر اُن کے پیر چومنے لگا اشتر نے پوچھا یہ کیا؟ کہا اپنی خطا کی معافی چاہتا ہوں اشتر نے کہا کوئی بات نہیں میں تو مسجد میں اسی لئے آیا تھا کہ تمہارے لئے دعا مغفرت

ردں ۔

یقیناً یہ منظر ایسا ہے جسے دیکھ کر اشتر کی کتاب زندگی پڑھنے والا
ران وششدر رہ جائیگا وہ یہ یقین کرنے پر مجبور ہوگا کہ اشتر بہت
ے حلیم و بردبار بھی تھے اور بہت بڑے زاہد بھی۔ ظاہر ہے کہ ایک
اری شخص کی اہانت اور بدتمیزی پر ان کا خاموش رہ جاتا کوئی اس
ہ سے تو ہو نہیں سکتا کہ وہ بزدل تھے اور موٹے جھوٹے کپڑے پہننا اس
ہ سے تھا کہ وہ نادار و قلاش انسان تھے۔ ہم دیکھ ہی چکے ہیں کہ وہ اپنے
ن کے یکہ تاز میدان شجاعت اور نامور بہادر تھے اور یہ بھی معلوم ہے
معاویہ امیر المومنین کے معمولی سے معمولی صحابی کو توڑنے کے لئے
ارون لاکھوں اشرفیاں خرچ کر ڈالتے تھے تاکہ ان کے ساتھیوں کی
ی بھی تعداد کم ہو سکے ہو جائے اشتر جنکی وجہ سے ان کے آنکھوں کی
ید اڑی رہتی جنھیں وہ علی کا دایاں ہاتھ قرار دیتے تھے روپے پیسے
ے خواہشمند ہوتے تو معاویہ انھیں اپنی آدھی سلطنت دیدینے پر تیار
و جاتے لیکن اشتر کے متعلق ان کا بڑے سے بڑا دشمن بھی یہ سوچ نہیں
کتا تھا کہ وہ نفاق سے کام لیں اور اپنی دینداری کے دامن پر ہلکا
سا دھبہ بھی آنے دیں۔

مالک اشتر کی سماجی اہمیت

تاریخ نے اگرچہ اشتر کی زمانہ اسلام سے قبل والی زندگی کے متعلق بڑی غفلت برتی ہے اور عہد جاہلی میں انھیں جو سماجی اہمیت حاصل تھی اس سے تجاہل یا ناواقفیت برتی ہے یا جان بوجھ کر ناواقفیت کا اظہار کیا ہے مگر ہزار کوشش کے باوجود زمانہ اسلام میں ان کی سماجی اہمیت اور خلفائے اربعہ کے زمانہ میں اُن کی جو منزلت تھی اس سے غفلت نہیں برت سکی۔

تاریخ کے بہت سے صفحات پر اشتر کا ذکر پھیلا ہوا ہے اُن کے فضائل و مکارم اُن کے محاسن افعال کے گہرے نقوش موجود ہیں اور اگرچہ اُن کے سارے کمالات اور محاسن افعال اپنی اپنی جگہ بیحد اہمیت کے حامل ہیں لیکن بعض کارنامے تو ان کے ایسے ہیں جو دوسروں کو نصیب نہ ہو سکے۔ مختصر یہ کہ تاریخ نے اگرچہ اشتر کے ذکر سے بہت کچھ پہلو تہی کی ہے اور تجاہل عارفانہ سے کام لیا ہے لیکن اسلامی معاشرہ میں ان کی جو عظمت و منزلت تھی اور لوگوں کے درمیان جو انھیں مقام بلند حاصل تھا اس سے انکار کرنے کی ہمت نہیں ہو سکی اور اس کا سبب محض یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہر درجہ و طبقہ کے لوگوں میں انھیں بہت بڑی

لت حاصل ہے اس سے انکار کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔

علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں۔

مالک اشتر بہت بڑے بہادر، فیاض، دریادل، شاعر انشاپرداز و بلیغ مقرر سید و سردار اور اکابر واعاظم علمائے شیعہ سے تھے علی ابن طالب کے انتہائی عقید تمند اور ان کے زبردست مددگار۔ ابو رین علاف کو معتزلہ میں وہ شہرت نصیب نہیں ہوئی جو شیعوں میں مالک ر کو حاصل ہے وہ ہر فضیلت و بزرگی کے حامل تھے جہاں تشدد کا قع ہوتا تشدد سے کام لیتے اور جہاں نرمی کا موقع ہوتا نرمی سے۔"

ایک اور موقع پر لکھتے ہیں۔

احنف بن قیس سید و رئیس بصرہ کو بصرہ میں وہ سیادت حاصل تھی جو مالک اشتر کو کوفہ میں حاصل تھی۔ اشتر کس قدر و قیمت کے اس کا اندازہ ایک کوفی شخص کی ان لفظوں سے ہوتا ہے جو اس سجد کوفہ میں باواز بلند کہے تھے کہ

"اشتر کی موت نے عراق والوں پر یہ بات واضح کر دی ہے کہ اگر زندہ ہوتے تو کوئی دم نہیں مارتا اور جو کوئی بھی منہ کھولتا سوچ کر کھولتا۔"

اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب معاویہ کے ایک افسر فوج ابن عوف انبار پر شبخون مارا اور بہت سے مسلمان قتل ہوئے ان کی عورتیں

معاویہ سے جہاد پر برانگیختہ کیا مگر ان لوگوں نے سستی و کاہلی سے کام لیا
شور و شغب ہونے لگا اسی موقع پر مرد کوفی نے یہ فقرہ کہا تھا کہ
اگر اشتر زندہ ہوتے تو کسی کے منہ سے آواز نہیں نکلتی۔

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ عراق والوں پر اشتر کا کتنا اثر
تھا ان کے دلوں میں اُن کی کتنی ہیبت تھی خصوصیت کے ساتھ کوفہ
والے اُن کی کتنی تعظیم و تکریم کرتے اور کتنا خوفزدہ رہا کرتے۔

اشتر نے رسول خدا کا زمانہ پایا آپ کی خوشنودی اور رضامندی
سے بھی بہرہ در ہوئے پیغمبر خدا نے اُن کے ایمان کی گواہی دی جیسا کہ
ہم اوپر جناب ابوذر کی سرگذشت میں بیان کر چکے ہیں البتہ انھیں پیغمبر
کی صحبت میں رہنے اور آپ کی زبان مبارک سے حدیثیں سننے کا موقع
نہیں ملا۔ خلفائے اربعہ کا زمانہ پایا لیکن تاریخ سے ہمیں پتہ نہیں چلتا
کہ وہ کبھی ابوبکر سے ملے ہوں یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ اشتر کے متعلق ابوبکر
کے کیا خیالات تھے گمان غالب یہ ہے کہ وہ ابوبکر سے نہیں ملے بلکہ
ان سے بہت دور جہاد و غزوات میں مصروف رہے البتہ حضرت عمر
کی خدمت میں انھیں آنے جانے کے بیشتر مواقع ملے مقام جابیہ
پر حضرت عمر نے جو تقریر کی تھی اس میں بھی وہ موجود تھے ایک طرح
انھیں حضرت عمر کی صحبت حاصل تھی اور انھیں موقع ملا کہ اُن سے
حدیثیں سنیں اور لوگوں سے بیان کریں چنانچہ ابن حبان کا بیان ہے
کہ اشتر نے عمر ابن خطاب، خالد بن ولید، ابوذر غفاری اور علی ابن

طالب سے حدیثیں اور اشتر سے ابراہیم بن مالک اشتر۔ ابو حسان اعرج
صفیہ کے آزاد کردہ غلام عبد الرحمان بن یزید نخعی وغیرہم نے حدیثوں کا
استفادہ کیا۔ حضرت عثمان کے نزدیک اشتر کی بڑی قدر و منزلت تھی وہ
ان کا بہت احترام کیا کرتے یہ دوسری بات ہے کہ وہ اپنے آخری زمانہ
خلافت میں ان پر سختی و تشدد کرنے لگے اور انھیں کوفہ سے شام پھر شام
سے حمص جلا وطن کر دیا۔ حکومت و سیاست میں سب کچھ جائز ہے بڑے بڑے
با وجاہت لوگوں کا عزو وقار خاک میں ملا دیا جاتا ہے۔ امیر المومنین علی
ابن ابیطالب سے انھیں بہت زیادہ وابستگی رہی وہ سایہ کی طرح آپ
کے ساتھ رہے آپ کے بہترین صحابیوں میں سے گئے جانے لگے جنگ جمل و
صفین میں آپ کے ہمرکاب رہے پوری زندگی آپ کی خدمت میں گذاری
اور آپ ہی کی خدمت میں اپنی جان جان آفرین کو سپرد کی۔ ہم آیندہ جلکر
علیحدہ عنوان سے امیر المومنین کے خیالات ان کے متعلق بیان کرینگے اس
سے ناظرین کو اندازہ ہوگا کہ اشتر کی امیر المومنین کے نزدیک کیا منزلت تھی اور امیر المومنین
ان سے کتنی محبت کرتے اور کتنی اہمیت دیتے تھے۔

یہاں ہم ایک واقعہ نقل کرتے پر اکتفا کرتے ہیں جو جنگ جمل کے خاتمہ
پر پیش آیا اس واقعہ کو ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں بیان کیا ہے
اس واقعہ سے اندازہ ہوگا کہ امیر المومنین کو اشتر کی خوشنودی اور رضامندی کا
کتنا خیال رہتا تھا اور آپ ان پر کتنا مہربان اور ان سے کتنی محبت فرماتے تھے
[illegible] امیر المومنین نے اپنے زمانہ حکومت میں

اپنے چچا عباس کے لڑکوں کو یمن و عراق و حجاز کا حاکم بنایا تو یہ بات اشتر کو بہت کھلی اور غضبناک ہو کر کہا۔

"پھر کل ہم نے عثمان کو کاہے کے لئے قتل کیا"۔

امیر المومنین کو جب اُن کے اس فقرہ کی خبر ملی تو آپ نے انھیں بلا کر اُن کی دلجوئی کی انھیں سمجھایا اور پوچھا کیا میں نے حسن و حسین یا اپنے بھائی جعفر و عقیل کے کسی فرزند کو یا اپنے ہی کسی فرزند کو کہیں کا حاکم بنایا ہے؟ میں نے اپنے چچا عباس کے لڑکوں کو اس لئے حکومت دی کہ میں نے انھیں کئی مرتبہ پیغمبر خدا سے امارۃ و حکومت کا سوال کرتے سنا اور رسول اللہ نے انھیں جواب دیا کہ چچا اگر آپ حکومت کے طلبگار ہوں گے تو حکومت آپ پر غالب رہیگی اور اگر حکومت آپ کی طلبگار ہوگی تو آپ اس پر غالب رہیں گے۔ میں نے عباس کے لڑکوں کو عمر و عثمان کے زمانہ میں اس بات سے دلگرفتہ و ملول دیکھا کہ فرزندان طلقا کو تو حکومت پر فائز کیا گیا مگر ان میں سے کسی کو حاکم نہیں بنایا گیا۔ میں نے چاہا کہ اُن کے ساتھ صلہ رحم کروں اور اُن کے حزن و اندوہ کو دور کردوں پھر بھی اگر تمھیں فرزندان عباس سے کوئی بہتر ملے تو اسے میرے پاس لاؤ۔ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ امیر المومنین کا یہ جواب سن کر مالک اشتر کی شکایت جاتی رہی اور وہ راضی و خوشنود آپ کے یہاں سے نکلے۔

اس پورے قصہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اشتر کا اعتراض

کسی ذاتی غرض کی بنا پر نہیں تھا نہ خود وہ امارت کے طالب تھے اشتر
مطلب یہ تھا کہ حکومت کے عہدے صحابہ پیغمبر کو دئے جائیں اسی لئے
امیرالمومنین نے انھیں جواب دیا تھا کہ ان فرزندان عباس سے کوئی
ملے تو ہمارے پاس لاؤ۔

میرا خیال یہ ہے کہ اگر یہ نزاع جو امیرالمومنین اور اشتر کے درمیان
ہوئی بشرطیکہ اسے نزاع کہا بھی جا سکے تو یہ ویسی ہی نزاع تھی جیسی امیرالمومنین
اور عباس عم پیغمبر کی باہمی نزاع تھی عمر کے حضور یا جیسے داود پیغمبر کے پاس
فرشتے نزاع و تکرار کرتے ہوئے آئے تھے تاکہ انھیں ان کی خوش فہمی
پر تنبیہ کر دیں۔ بہت ممکن ہے کہ فرزندان عباس کے حاکم مقرر کئے جانے پر
مالک اشتر نے لوگوں کی پیشانیوں پر شکن آتے دیکھی ہو اور یہ محسوس کیا
ہو کہ کچھ لوگ شیطان کے بہکانے میں آ گئے ہیں دنیا کی محبت ان پر غالب
ہے اور دوسرے بہت سے لوگ ایمانی کمزوری کے سبب اس بات کی
صلاحیت نہیں رکھتے کہ نیک و بد کو پہچان سکیں اور خوشدلی و رضامندی
سے امیرالمومنین کے طرز عمل کو قبول کریں جبکہ کل ہی وہ عثمان کو اقربا نوازی
و اعزہ پرستی کرتے اور ہر جگہ کی حکومت اپنے عزیزوں کو دیتے دیکھ چکے
تھے فرزندان عباس کی حکومت پر ممکن ہے انھیں یہ خیال گذرے کہ
علی بھی اسی روش پر چلنے لگے ہیں اسی لئے اپنی طرف سے نہیں ان لوگوں
کی طرف سے یہ لفظیں کہیں تاکہ اصل حقیقت واضح ہو جائے اور لوگوں کی
غلط فہمیاں دور ہو جائیں۔

مالک اشتر کے متعلق امیرالمومنین کی رائے

مالک اشتر کے متعلق امیرالمومنین کے بہترین خیالات تھے ان پر آپ کو پورا بھروسہ اور مکمل اعتماد تھا حیرت انگیز حد تک آپ اُن کو پسند کرتے اور اُن میں اُن بلند ترین انسانی اقدار کو اکٹھا پاتے جو ایک انسان کامل کے لئے ضروری ہیں اور جنکا حامل ہونے پر کوئی شخص ناموران اسلام کے صف اول میں شمار ہوتا ہے۔

امیرالمومنین مالک اشتر کو اسی نظر سے دیکھتے اور اپنے مخصوص اصحاب اور شیعوں کے مجمع میں اُن کا اسی طرح تعارف کراتے اس کے ثبوت کے لئے امیرالمومنین کا وہ مکتوب کافی ہے جو آپ نے مصر والوں کو لکھا تھا جبکہ آپ نے اشتر کو مصر کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا تھا اس مکتوب میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ میں نے اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ تمہاری طرف بھیجا ہے جو خطرہ کے دنوں میں سوتا نہیں اور خوف کی گھڑیوں میں دشمن سے ہراسان نہیں ہوتا اور فاجروں کے لئے جلانے والی آگ سے بھی زیادہ سخت ہے وہ مالک ابن حارث مذحجی ہیں اُن کی بات سنو اور اُن کے ہر اس حکم کو جو حق کے مطابق ہو مانو کیونکہ وہ اللہ کی

تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں کہ جس کی نہ دھار کند ہوتی ہے اور نہ اس کا وار خالی جاتا ہے اگر وہ تمہیں دشمنوں کی طرف بڑھنے کے لئے کہیں تو بڑھو اور لڑنے کے لئے کہیں تو لڑتے رہو کیونکہ وہ میرے حکم کے بغیر نہ آگے بڑھینگے نہ پیچھے ہٹینگے نہ کسی کو پیچھے ہٹاتے ہیں اور نہ آگے بڑھاتے ہیں، میں نے ان کے بارے میں تمہیں خود اپنے اوپر ترجیح دی ہے اس خیال سے کہ تمہارے خیر خواہ اور دشمنوں کے لئے سخت گیر ثابت ہوں گے ''۔

اس مکتوب میں امیر المومنین نے اشتر کے تمام فضائل و کمالات سمودئے ہیں اور اُن کی شخصیت کے ہر پہلو کو واضح کر دیا ہے، ان کا علم و فضل علم و ورع، زہد و تقوی، ایمان محکم، عقیدہ راسخہ، شجاعت و بہادری عقل و دانش۔ اصابتہ رائے، ان کی سماجی و تہذیبی، نفسیاتی و دینی سربلندی غرض کوئی چیز چھوڑی نہیں۔ اسی مکتوب میں ایک فقرہ ایسا بھی ہے کہ اس فقرہ پر پہونچکر انسان ٹھٹک جانے پر مجبور ہے اس فقرہ میں امیر المومنین نے اپنے وہ تمام خیالات لفظوں کے قالب میں ڈھال دئے ہیں جو آپ کے قلب و دماغ میں چکر لگا رہے تھے اور جو مظہر ہیں ان اسباب کے جنکی وجہ سے امیر المومنین کے نزدیک اشتر کی قدر و منزلت ہر چیز سے زیادہ تھی اور وہ فقرہ یہ کہ۔

''میں نے اشتر کو تم (مصر والوں) کی طرف بھیجکر تم کو اپنے اوپر ترجیح دی ہے ''۔

یعنی اپنی سب سے قیمتی متاع میں نے تمہارے حوالے کر دی ہے

اگر اور فقرے نہ ہوتے صرف یہی ایک فقرہ ہوتا تب بھی یہ بتانے کے لئے کافی تھا کہ اشتر کے متعلق امیر المومنینؑ کے کیا خیالات تھے اور آپ کے دل میں ان کی کیا قدر و قیمت تھی۔

ایک اور مکتوب میں جو آپ نے زیاد بن نضر اور شریح بن ہانی کو لکھا تھا جبکہ آپ نے اشتر کو ان دونوں کا افسر مقرر کیا تھا تحریر فرماتے ہیں۔

"میں نے مالک ابن حارث اشتر کو تم پر اور تمہارے لشکر پر امیر مقرر کیا ہے لہذا ان کے احکام کی پیروی کرو اور انھیں اپنے لئے زرہ اور ڈھال سمجھو کیونکہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن سے کمزوری و لغزش کا اور جہاں جلدی کرنا تقاضائے ہوشمندی ہو وہاں سستی کا اور جہاں ڈھیل دینا مناسب ہو وہاں جلد بازی کا اندیشہ نہیں۔"

اس مکتوب سے مالک اشتر کی عقل و فراست، ہمت و جرأت اور فنون حرب میں تجربہ و مہارت اور ان کی شخصی عظمت و اہمیت کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

مصر کے حالات جب محمد بن ابی بکر کے لئے انتہائی پریشان کن ہو گئے اور امیر المومنین مجبور ہوئے کہ نصیبین سے بلا کر مالک اشتر کو مصر روانہ کریں تو آپ نے اپنے مکتوب میں لکھا۔

اما بعد تم ان لوگوں میں سے ہو جن سے میں دین کو قائم کرنے پر قادر ہوتا ہوں اور گنہگاروں کی نخوت اور سرحدی خطرات دور کرتا ہوں۔ میں نے محمد ابن ابی بکر کو مصر کا گورنر مقرر کیا تھا ان پر خوارج نے خروج

کیا وہ نوجوان ہیں لڑائی کا انھیں تجربہ نہیں تم جلد میرے پاس آؤ تاکہ رائے مشورہ کیا جا سکے اپنی جگہ اپنے کسی معتمد اور بھروسہ کے قابل ساتھی کو قائم مقام مقرر کر دو۔ والسلام۔

اسی طرح آپ نے ایک خط محمد بن ابی بکر کو اس وقت لکھا تھا جبکہ انھیں مالک اشتر کے گورنر مقرر ہو کر مصر آنے کی خبر سے رنج پہونچا تھا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمہاری جگہ اشتر کو بھیجنے سے تمہیں ملال ہوا ہے تو واقعہ یہ ہے کہ میں نے یہ تبدیلی اس لئے نہیں کی تھی کہ تمہیں کام میں کمزور اور ڈھیلا پایا ہو اور یہ چاہا ہو کہ تم اپنی کوشش کو تیز کر دو اور اگر تمہیں اس منصب حکومت سے جو تمہارے ہاتھ میں تھا میں نے ہٹایا تھا تو تمہیں کسی ایسی جگہ کی حکومت سپرد کرتا جس میں تمہیں زحمت کم اور وہ تمہیں پسند بھی زیادہ آئے۔ بلاشبہ جس شخص کو میں نے مصر کا والی بنایا تھا وہ ہمارا خیر خواہ اور دشمنوں کے لئے سخت گیر تھا خدا اس پر رحمت نازل کرے اس نے زندگی کے دن پورے کر لئے اور موت سے ہمکنار ہو گیا اس حالت میں کہ ہم اس سے رضامند ہیں خدا کی رضامندیاں بھی اسے نصیب ہوں اور وہ اسے بیش از بیش ثواب عطا کرے۔"

مالک اشتر کی سیاست

سیاست سے ہماری مراد وہ سیاست نہیں جو آج کل رائج ہے اور جس میں اس زمانہ کے صاحبان اثر واقتدار اور حکام وسلاطین مشاق ہیں یعنی مکروفریب داؤں پیچ جوڑ توڑ اور سازشی ہتکنڈے۔ مالک اشتر اس قسم کی سیاست سے بالکل کورے تھے وہ سازشی اور فریبی نہیں بلکہ کھرے انسان تھے زیرکی ودانائی بہادری مردانگی اور احتیاط وتدبر کا بہترین مجسمہ ان کی سیاست اسلامی سیاست تھی جسکی بنیاد دین عقل ودینداری تجربہ اور دانفکاری پر قائم تھیں معاملات کو سوچنے سمجھنے کا انھیں بیسیوں بار موقع ملا تھا اہل عرب کے طبائع اور خصائل وعادات ومعتقدات سے مکمل طور پر آگاہ تھے مزید برآں ان کی سیاست علیم وخبیر ماہر وتجربہ کار استاد یعنی امیرالمومنین علی ابن ابیطالب ع کی سیاست کا چربہ تھا وہ سیاست میں بھی آپکے نقش قدم پر چلتے اور سماجی دینی علمی وادبی میدانوں میں بھی آپ ہی کے پیرو تھے۔

ممکن ہے بہت سے لوگ سیاست کی اس تعریف پر ناراض ہوں اور ہمارا یہ کہنا انھیں ناپسند ہو کہ ایک حقیقی سیاست ہے اور ایک وہ سیاست جو آج کل رائج ہے اور وہ اشتر کی سیاست کا انکار کریں جس طرح امیرالمومنین کے متعلق ان لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ سب کچھ تھے مگر سیاسی

...ی نہ تھے اس لئے کہ ان لوگوں کو ہمیشہ الحادی دنیاوی رنگ کی سیاست کا
...بقہ رہا حقیقی سیاست کو انھیں کبھی دیکھنے کا موقع ہی نہیں ملا اس
...صلہ پر ہم یہی کہیں گے کہ بیشک یہ سیاست جسے آج کل سیاست کہا اور سمجھا
...تا ہے اس سے امیر المومنین نا واقف تھے اور اُن کے شاگرد رشید
...ک اشتر بھی لیکن وہ چیز جسے اصلی اور حقیقی سیاست کہا جاتا ہے اس
...امیر المومنین پیغمبر خدا کے اسی طرح مثیل و نظیر تھے جس طرح دیگر
...لات و خصوصیات میں اور مالک اشتر امیر المومنین کے لئے ویسے ہی
...خود امیر المومنین پیغمبر خدا کے لئے۔ آج لوگ اشتر کی سیاست سے
...کار کریں مگر جسے اُن سے سابقہ کرنا پڑا تھا وہ اُن کی سیاست سے بخوبی
...گاہ تھا معاویہ ابن ابی سفیان سے کوئی پوچھے کہ وہ مالک اشتر کی سیاست
...رسے کتنا واقف تھے اور جب تک اشتر جئے کسی رات انھیں چین سے
...رنا بھی نصیب ہو یا نہیں۔

تاریخ بتاتی ہے کہ جب معاویہ کو یہ خبر ملی کہ مالک اشتر مصر کے
...ر نر ہو کر جا رہے ہیں تو اُن کے حواس جاتے رہے رنج واندوہ کی
...انتہا نہ رہی مصر کے متعلق اب تک جتنے خواب وہ دیکھا کئے تھے سب چکنا چور
...گئے مایوسی نے اُن پر غلبہ پا لیا دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ مصر پر قبضہ پانے
...لئے ہماری ریشہ دوانیاں اور سازشی کارروائیاں چاہے جتنی بھی مضبوط
...ہوں ہمارا داؤں پیچ اور جوڑ توڑ خواہ کتنا ہی زبردست ہو مگر اشتر
...

جال میں پھنس چکا ہے اشتر کے پہونچنے کے بعد اس پر قبضہ جمانے کا تصور
بھی ہمارے لئے ناممکن ہو جائے گا۔ صفین سے واپس آنے کے بعد
جیسا کہ راویوں کا بیان ہے اگر انھیں کوئی فکر لاحق تھی تو یہی کہ جس طرح
ہو مصر اپنے قبضہ میں آجائے کیونکہ مصر سے مال خراج بہت زیادہ وصول
ہوتا وہاں آبادی بھی زیادہ تھی پھر سب سے بڑی بات یہ کہ اس کی سیاسی
پوزیشن ایسی تھی کہ اس پر قبضہ پانا ضروری تھا یہ ملک شام سے بھی قریب
تھا اسی لئے انھوں نے ایک مرتبہ اپنے مخصوصین اور معتمد ترین اشخاص
کو رائے مشورہ کے لئے طلب کیا اُن سے پوچھا۔

معاویہ۔ تم لوگوں کو معلوم ہے کہ میں نے کس لئے بلایا ہے۔

درباری۔ نہیں۔

معاویہ۔ میں نے ایسی بات کے لئے تم لوگوں کو بلایا ہے جو میرے
لئے بہت اہم ہے اور میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ وہ اس معاملہ میں
مدد کریگا۔

بعض درباری۔ خداوند عالم نے غیب کی باتوں پر کسی کو مطلع نہیں
کیا ہمیں نہیں معلوم کہ آپ کا منشا کیا ہے؟

عمرو عاص۔ میرا خیال ہے کہ آپ مصر کے متعلق فکرمند ہیں کیونکہ وہاں
کی آمدنی بہت ہے وہاں آبادی بھی بہت زیادہ ہے آپ نے اسی کے
متعلق رائے مشورہ کرنے کو ہمیں بلایا ہے اگر یہی بات ہے تو آپ کا ارادہ
کریجئے اور جو کچھ کرتا ہو کر گزریئے آپ کی رائے بہتر رائے ہوگی مصر کی

ہیں آپ کی بھی عزت ہے اور آپ کے ساتھیوں کی بھی آپ کے دشمن
ذلیل ہوں گے اور مخالفین منہ کے بل گر جائینگے۔
معاویہ۔ تم نے ٹھیک سمجھا۔ پھر انھوں نے بقیہ حاضرین کی طرف
مخاطب ہو کر کہا۔ یہ عمرو عاص بات کی تہ تک پہونچ گئے۔
درباری۔ لیکن ہم نہیں سمجھے ممکن ہے عمرو عاص ہی کا خیال ٹھیک ہو۔
معاویہ۔ نے درباریوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا۔
"خداوندعالم نے صفین کی لڑائی میں تم پر جو احسان کیا ہے
اور دشمن پر تمہیں متحیابی بخشی وہ تمہیں معلوم ہی ہے تمہارے دشمن تم
پر بڑھ کر آئے تھے اور انھیں یقین تھا کہ وہ تمہیں جڑ سے اکھاڑ ڈالیں
اور تمہارے شہروں میں گھس آئیں گے وہ یہی خیال کئے ہوئے تھے
کہ تم لوگ اُن کے ہاتھ میں آجاؤ گے۔ خداوندعالم نے انھیں الٹے پیروں
واپس کیا انھیں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ خداوندعالم نے جنگ میں مومنین
کی کفایت کی اور اُن کی زحمتوں سے تمہیں بچا لیا۔ تم نے اُن سے تحکیم کی بات
کی اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے حق میں اور اُن کے خلاف فیصلہ کیا۔ پھر
ہماری شیرازہ بندی کی ہمارے مشکلات دور کئے اور انھیں پراگندہ و
متفرق کیا۔ اب وہ ایک دوسرے کو کافر ٹہرا رہے ہیں ایک دوسرے کا
خون بہا رہے ہیں مجھے خدا سے امید ہے کہ اس معاملہ کو ہمارے حق میں
پایہ تکمیل تک پہونچائے گا میں اب مصر پر حملہ کرنا چاہتا ہوں تم لوگوں
کی کیا رائے ہے؟

عمرو عاص ۔ نے جلدی سے کہا میں ابھی اپنی رائے اور اپنا مشورہ بیان کر چکا ہوں ۔

معاویہ ۔ نے درباریوں سے پوچھا تم لوگوں کی کیا رائے ہے ؟

درباری ۔ ہماری بھی وہی رائے ہے جو عمرو عاص کی ۔

معاویہ ۔ عمرو عاص نے مصر پر قبضہ کر لینے کی رائے تو دیدی لیکن یہ نہیں بتایا کہ کیسے ؟

عمرو عاص ۔ میں بتاتا ہوں کہ آپ کو کیا کرنا چاہئے میری رائے یہ کہ آپ ایک قابل اعتماد اور دھن کے پکے شخص کی قیادت میں ایک بڑا لشکر مصر روانہ کیجئے یہ لشکر مصر میں داخل ہو جائے جو لوگ وہاں ہمارے دوست اور ہمخیال ہیں وہ سبھی اس لشکر میں شامل ہو جائینگے اور اس طرح مخالفین کے مقابلہ میں ہمارا پلہ بھاری پڑ جائیگا اور ہمارے دشمن زیر ہو جائینگے ۔

معاویہ ۔ اس کے علاوہ اور بھی تمہاری کوئی رائے ہے ؟

عمرو عاص ۔ اور تو کوئی بات مجھے نہیں سوجھتی ۔

معاویہ ۔ میری رائے اس کے برعکس ہے ۔

عمرو عاص ۔ وہ کیا ۔

معاویہ ۔ میری رائے یہ ہے کہ ہم مصر کے ان لوگوں کو بھی خط لکھیں جو ہمارے طرفدار ہیں اور اُن لوگوں کو بھی جو ہمارے مخالف ہیں طرفداروں کو تو ہم یہ لکھیں گے کہ تم لوگ جمے رہو ہم جلد ہی پہونچ رہے ہیں

ین دشمنوں کو ہم صلح و مصالحت کی دعوت دینگے ان کو اپنی جنگ سے ڈرائینگے اگر
ان لوگوں نے صلح کو ترجیح دی تو ہم یہی چاہتے ہیں ورنہ پھر تو ان سے جنگ کرنا
ہے ہی۔ عمرو عاص تم میں جلد بازی کا مادہ ہے اور مجھ میں تامل اور توقف کا۔
عمرو عاص۔ پھر جو تمہاری رائے ہو وہی کر دیں تو اپنے اسی خیال پر
ہوں کہ تم جو سوچتے ہو وہ نہیں ہونے کا بلکہ سخت و شدید جنگ ناگزیر ہے
اس رائے مشورہ کے بعد معاویہ نے اپنے جال پھیلانے شروع کیے۔
سلمہ بن مخلد انصاری اور معاویہ بن خدیج کو خطوط لکھے یہ دونوں امیر المومنین
کے مخالفین میں سے تھے۔ معاویہ نے خط میں ان دونوں کی بہت چاپلوسی کی
اور مکر و فریب کی باتیں لکھیں سبز باغ دکھائے اور تاکید کی کہ محمد بن ابی بکر کی
مخالفت پر کمربستہ ہو جاؤ اور انتقام خون عثمان کا مطالبہ کرو۔
جب دونوں کے پاس خط پہونچے تو ان دونوں نے کھل کر محمد کے
خلاف بغاوت کر دی اور معاویہ کو لکھا کہ جلد ہماری مدد کرو معاویہ نے
ہزار کا لشکر عمرو عاص کی قیادت میں روانہ کر دیا۔ عمرو عاص جب لشکر سمیت
مصر میں داخل ہوئے تو وہاں کے طرفدار ان عثمان بھی ان کے پاس سمٹ
آئے اور محمد کے خلاف باقاعدہ لڑائی چھیڑ دی گئی۔ محمد نے امیر المومنین
کو خط لکھ کر سارے واقعات کی خبر دی اور لکھا کہ اگر آپ کو مصر کی ضرورت
ہے تو جلد روپیے پیسے اور سپاہیوں کے ذریعہ ہماری مدد کیجئے امیر المومنین
ان کا خط پاکر بیحد دلگرفتہ ہوئے اور فرمایا کہ وہی شخص مصر کو سنبھال سکتے
ان لوگ ... قیس بن سعد جنھیں کل مصر کی حکومت سے ہٹا لیا گیا تھا دوسرے

مالک اشتر مالک اشتر صفین سے واپس آکر نصیبین چلے گئے تھے جہاں کے وہ گورنر تھے قیس بن سعد کوفہ میں امیر المومنین کی طرف سے افسر پولیس اور کوفہ سے ان کا ہٹایا جانا کسی طرح مناسب نہ تھا۔ امیر المومنین نے مالک اشتر کو خط لکھا کہ جلد کوفہ آؤ تاکہ مصر کے معاملہ میں رائے مشورہ کیا جائے مالک اشتر نے شبیب بن عامر ازدی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا اور بہ عجلت تمام کوفہ پہونچے امیر المومنین نے ان کو مصر کے فتنہ وفساد سے آگاہ کیا اور حکم دیا کہ جلد سے جلد مصر روانہ ہو جاؤ آپ نے فرمایا۔

"جلد مصر جاؤ مجھے تمہارے حسن تدبیر پر پورا بھروسہ ہے اس لئے تمہیں ہدایات دینے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی اپنے کام میں خدا سے مدد کی درخواست کرنا اور سختی کے ساتھ نرمی سے بھی کام لینا جب نرمی سے کام چلے تو نرمی سے اور جب بغیر سختی کے کام نہ چلے تو سختی کرنا۔"

مالک اشتر اسی وقت مصر کے لئے چل کھڑے ہوئے۔

معاویہ کو جب یہ خبر ملی کہ اب مالک اشتر مصر کے گورنر ہو کر جا رہے ہیں ان کے رنج واندوہ کی انتہا نہ رہی تدبیریں سوچنے لگے کہ اس خطرہ کو کیونکر ٹالا جائے اور کیا تدبیر کی جائے جو مالک اشتر مصر نہ پہونچنے پائیں۔

مالک اشتر کی شہادۃ

ادھر مالک اشتر امیر المومنین کی خدمت سے واپس ہو کر مصر کی طرف روانہ ہوئے ادھر معاویہ کا جاسوس یہ خبر لے کر گیا کہ اب مصر کا حاکم مالک اشتر کو بنا کر روانہ کیا گیا ہے معاویہ پر یہ خبر بہت گراں گذری ان کے دل میں مصر کی لالچ گھر کر چکی تھی انھوں نے خیال کہ اگر کہیں مالک مصر پہونچ گئے تو محمد ابن ابی بکر سے زیادہ سخت ہوں گے انھوں نے حاکم خراج قلزم کو لکھا بھیجا کہ اشتر کو مصر کا حاکم بنا کر بھیجا گیا ہے اگر تم نے ان کا کام تمام کر دیا تو جب تک ہم زندہ ہیں تم سے خراج نہ لیا جائے گا۔

مالک اشتر کوفہ سے نکل کر قلزم تک پہونچے جہاں مصر کے لئے حجاز سے کشتیاں جاتی ہیں وہاں انھوں نے منزل کی اتفاق سے یہ جگہ اسی شخص کی تھی جسے معاویہ نے ان کے قتل کے لئے لکھا تھا اس نے مالک اشتر کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یہ جگہ سب سے بہتر ہے جانوروں کا چارہ اور انسانوں کی غذا وافر ہے میں خراج گذاروں میں سے ہوں میرے یہاں قیام فرما کر میرے استراحت فرمائے کھانا کھلانے کے بعد اس مجسمہ صدق و صفا کو شہد کا شربت بنا کر دیا گیا جس میں زہر ملا دیا گیا تھا مالک اشتر اسے پیتے ہی شہید ہو گئے۔

درسالہ محمد ابن بکر مطبوعہ سرفراز پریس لکھنؤ سیرۃ علویہ شاہ محمد علی حیدر کاکوری
عیون الاخبار میں ہے کہ جب جناب امیر نے ان کو مصر کا حاکم کرکے بھیجا
راستہ کے ایک زمیندار سے معاویہ نے کہلا بھیجا اگر تو مالک کو زہر دیکر مار ڈالے
تو تجھ سے بیس برس کا خراج معاف کردیا جائے گا اس کے پاس ابن اثال کا
بنایا ہوا زہر بھیجدیا جس کو زمیندار نے شہد کے شربت میں پلایا جس سے مالک
شہید ہو گئے۔ جب معاویہ کو مالک اشتر کے انتقال کی خبر ملی تو کہا۔
"واہ رے جگر کی ٹھنڈک، اللہ تعالیٰ کے کچھ لشکر ہیں جن میں شہد بھی
ہے (عیون الانباء ابن قتیبہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۳) شام والوں کے سامنے تقریر
کرتے ہوئے کہا۔
"علی ابن ابیطالب کے دو ہاتھ تھے ایک میں نے جنگ صفین میں کاٹ
ڈالا یعنی عمار یاسر کو قتل کیا اور دوسرا ہاتھ آج کے دن کاٹ لیا یعنی مالک اشتر
ختم ہو گئے (تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۲۵۵ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۵۲)
معاویہ کو مالک کی شہادۃ سے جتنی مسرت ہوئی اسی سے زیادہ امیرالمومنین
کو رنج و اندوہ ہوا آپ نے ان کی خبر شہادۃ سنکر فرمایا۔
"انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمام مدح و ستائش پروردگار عالم ہی کے لئے
ہے۔ بارالہا میں مالک اشتر کی موت پر تجھ سے اجر کا طالب ہوں ان کی موت
زمانہ کے مصائب سے ہے۔ پھر آپ نے فرمایا خدا رحم کرے مالک اشتر پر
انھوں نے اپنے عہد کو پورا کیا زندگی کے دن پورے کئے اور پروردگار کے
پاس پہونچ گئے (پیغمبر خدا کی جدائی کی) شدید ترین مصیبت اٹھانے کے

جس سے بڑھ کر کوئی دوسری مصیبت نہیں ہو سکتی ہم نے ہر مصیبت پر اپنے صبر کا عادی بنا لیا ہے اب کوئی مصیبت مصیبت نہیں معلوم ہوتی "۔

قبیلہ نخع کے بزرگوں کا بیان ہے کہ جب امیر المومنین کے پاس مالک اشتر کی خبر مرگ آئی تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھا کہ آپ آہیں بھرتے اور صدمہ و افسوس فرما رہے ہیں پھر آپ نے فرمایا۔

" خدا بھلا کرے مالک اشتر کا کسے معلوم کہ مالک کیا تھے اگر وہ پہاڑ سے ہوتے تو پہاڑ کا بہت بڑا ٹکڑا ہوتے اگر پتھر سے ہوتے تو سخت چٹان ہوتے خدا کی قسم مالک تمہاری موت ایک عالم کو مغموم اور ایک عالم کو مسرور کر دیگی مالک ہی جیسے شخص پر رونے والی عورتوں کو رونا زیبا ہے مالک کے ایسا کوئی ہے بھی "۔

علقمہ بن قیس نخعی کہتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین اظہار رنج و اندوہ فرماتے رہے کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں آپ بھی رحلت نہ فرما جائیں مدتوں رنج و غم آپ کے چہرے سے نمایاں رہا (نہج البلاغہ جلد ۲ ص ۲۳۹ تاریخ کامل جلد ۳ ص ۲۵۲ تاج العروس جلد ۲ ص ۵۴۵)

علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ مالک اشتر شہسوار۔ شجاع رئیس اور کا بر و اعاظم شیعہ سے تھے حضرت امیر المومنین کی مودت و نصرت میں نقطہ انتہا پر فائز تھے حضرت نے اُن کے انتقال پر فرمایا رحم اللہ مالکا فقد کان لی کما کنت لرسول اللہ خدا عالم مالک پر رحم فرمائے وہ میرے لئے ایسے ہی تھے جیسا کہ میں خود رسول اللہ کے لئے تھا (شرح نہج البلاغہ جلد ۳ ص ۴۱۶)

مالک اشتر کی آخری آرامگاہ

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ مالک اشتر مقام عریش میں دفن ہوے دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ مقام قلزم میں دفن ہوئے تیسرا قول یہ ہے کہ اُن کی لاش مدینہ منورہ لائی گئی اور وہاں دفن ہوئی چوتھا قول یہ ہے کہ وہ بعلبک میں دفن ہوئے جو شام کا ایک شہر ہے۔

یاقوت حموی معجم البلدان میں لکھتے ہیں۔

"بعلبک میں ایک قبر ہے جس کے متعلق کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مالک اشتر کی قبر ہے لیکن یہ صحیح نہیں اس لئے کہ اشتر کا انتقال قلزم میں ہوا تھا جو مصر کے راستہ میں پڑتا ہے۔ حضرت علی نے انھیں مصر کا گورنر مقرر کر کے بھیجا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ معاویہ نے زہر آلود شہد خفیہ طور پر بھیجا اور اسی سے اُن کا انتقال مقام قلزم پر ہوا۔ معاویہ نے اُن کی خبر مرگ سنکر کہا شہد میں بھی اللہ کے لشکر ہیں کہا جاتا ہے کہ اُن کی لاش مدینہ لائی گئی اور وہاں دفن ہوئی مدینہ میں اُن کی قبر مشہور ہے۔

(معجم البلدان جلد ۲ صفحہ ۲۲۷) گمان غالب یہ ہے کہ اُن کی لاش مدینہ لا کر دفن کی گئی کیونکہ ان کے ساتھ جو لوگ گئے تھے انھیں اندیشہ تھا کہ اگر ہم اشتر کو وہیں دفن کرتے ہیں جہاں اُن کا انتقال ہوا تو موقع ملنے پر

معاویہ ان کی قبر کھود کر لاش کی بے حرمتی کرینگے اس لئے وہ لوگ لاش کو مدینہ لے آئے۔

عہد نامہ حکومت

مالک اشتر کو گورنر مصر مقرر کرتے وقت امیر المومنین نے جو عہد نامہ لکھ کر انھیں دیا تھا وہ سلطنت کا ایسا دستور اور حکمرانی کا ایسا بہترین نظام العمل ہے جس پر ہر زمانہ کی حکومتیں عمل پیرا ہو کر اپنی حکومت کو مثالی حکومت اور اپنی سر زمین کو جنت کا نمونہ بنا سکتی ہیں ہم یہاں حضرت کا وہ فرمان نقل کر کے اس کتاب کو ختم کرتے ہیں۔ اس فرمان سے جہاں حکومت الٰہیہ کا نظام العمل ہمیں معلوم ہوتا ہے وہاں یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ امیر المومنین کی نظروں میں مالک اشتر کی کیسی وقعت و اہمیت تھی اور آپ ان سے اپنے نظام حکومت کی تکمیل میں کیسے توقعات رکھتے تھے۔

"یہ وہ عہد ہے جس کو پورا کرنے کے لئے بندۂ خدا علی امیر المومنینؑ نے مالک ابن حارث اشتر کو مصر کا والی بناتے وقت حکم دیا (ذرائض ان کے یہ تھے) کہ وہ اس ملک کا خراج وصول کریں، اس کے دشمنوں سے جہاد کریں، وہاں کے باشندوں کی اصلاح کریں اور اس کے شہر کو آباد کریں۔

(۱) میں ان کو حکم دیتا ہوں کہ خدا سے ڈریں اور اسکی اطاعت کو مقدم

رکھیں اور ان واجب اور سنت احکام کا اتباع کریں جن کا حکم اس نے
اپنی کتاب میں دیا ہے کہ کوئی شخص بغیر اس کے اتباع کے (معراج) سعادت
پر فائز نہیں ہو سکتا اور اس کا انکار کرنے اور اس کو ضائع کرنے ہی سے
شقی ہوتا ہے۔ اور (یہ بھی حکم دیتا ہوں) کہ اپنے دل، ہاتھ اور زبان سے
اللہ کی نصرت کریں۔ پس جو اُسکی نصرت کرے اُسکی نصرت کا اور جو اسکی
عزت ملحوظ رکھے اس کے اعزاز کا وہ متکفل ہوتا ہے۔

میں حکم دیتا ہوں کہ شہوات کی طرف مائل ہوتے وقت اپنے نفس کی
قوتوں کو توڑ دیں اور سرکشی کرتے وقت اس کو (منازعت و مخالفت) سے
باز رکھیں، کیونکہ نفس ہمیشہ برائی کا حکم دینے والا ہے مگر یہ کہ جب خدا اپنا
رحم و کرم فرمائے۔

(۳) اے مالک! یہ سمجھ لو کہ میں تم کو ان شہروں کی طرف بھیج رہا ہوں
جہاں تم سے پہلے صاحب عدل اور صاحب جور حکومت گزر چکی ہیں (یاد رکھو)
کہ لوگ تمھارے امور کو بھی اسی طرح دیکھیں گے جس طرح تم اپنے پیش
رو والیان ملک کے (امور کو دیکھتے رہے ہو اور تمھاری بابت بھی وہی
باتیں کہیں گے جو تم (گذشتہ حکام) کی بابت کہتے رہے۔

اور صالحین (کی صلاحیت) پر انکی (ذکر جمیل) سے استدلال کیا جاتا
ہے جو اللہ زبان خلق پر جاری کر دیتا ہے۔ پس چاہیئے کہ عمل صالح
کا ذخیرہ تمھارے نزدیک محبوب ترین ذخیرہ ہو۔ اپنی خواہشات
نفسانی پر قابو رکھو اور اُن چیزوں سے جو تمھارے لئے حلال نہ ہوں اپنے

نفس کو باز رکھو۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ نفس جن امور کو پسند کرتا ہو اور جن سے
اسکو نفرت ہو اُن کی نسبت اسکو انصاف پر مائل کرو اور اپنے دل میں
رعیت پر لطف و محبت اور مہربانی کرنے کا جذبہ و احساس پیدا کرو
اور اُن کے ساتھ ضرر رساں درندہ کا سا سلوک نہ کرو جو اُن کو کھا لینا
ہی غنیمت سمجھتا ہے۔ کیونکہ اُن میں دو ہی قسم کے لوگ ہیں یا تو تمھارے
دینی بھائی یا وہ لوگ جو (چہرے مہرے، ہاتھ پاؤں اور جسم) کی
بناوٹ کے لحاظ سے تم ہی جیسے انسان ہیں (تمھاری طرح) اُن سے بھی
لغزشیں ہو جاتی ہیں، اور ان کو بھی (خطا و نسیان اور سہو و عصیان)
کی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں اور اُن سے عمداً یا سہواً برائیاں سرزد
ہو جاتی ہیں۔ پس تم اُن کو اسی طرح معاف کر دیا کرو اور درگذر کرتے
رہو جس طرح تم چاہتے ہو کہ خدا تمکو معاف کر دے اور تمھاری برائیوں
کو درگزر کرے۔ (اس دنیا میں ایک کے اوپر دوسرا نگراں موجود
ہے) تم ان لوگوں پر (حاکم) ہو۔ تمھارا امیر تم پر (نگراں) ہے اور خدا
اس پر بھی (حاکم) ہے۔ جس نے تم کو والی بنایا ہے، اُن کے امور کا
متکفل کیا ہے اور ان کے ذریعہ سے تمھاری آزمائش کرنی چاہی ہے۔
اور (قوانین فطرت) خدا سے جنگ مول لے کر اپنے نفس کو تعب
میں نہ ڈالو کیونکہ تمھارے اندر نہ اس کے عذاب کو دفع کرنے طاقت
ہے نہ اُس کے عفو و رحمت سے مستغنی ہونے کی قوت۔ (کسی کو معاف
کر کے) نادم و شرمندہ نہ ہو، (کسی کو) سزا دے کر خوش نہ ہو اور

(غصہ میں کوئی ایسی بات یا کام کرنے میں جلدی نہ کر۔ جس کے ترک کی گنجائش ہو اور یہ نہ کہتے پھرو کہ میں امیر ہوں حاکم ہوں، میری اطاعت لازم ہے، کیونکہ اس سے قلب فاسد اور دین کمزور ہوتا ہے، اور یہ تغیرات دنیا قریب آجاتے ہیں، اور جب کبھی ریاست وامارت تمھارے دل میں تکبر اور گھمنڈ پیدا کرے تو غور کرو کہ تمھارے اوپر اللہ کی حکومت کتنی عظیم الشان ہے اور خود تمھارے نفس کی ان باتوں پر وہ قدرت وتصرف رکھتا ہے جو تم نہیں رکھتے اس سے تمھارا جوش نخوت کم اور حدت شور ختم آجائے گی اور گئی ہوئی عقل واپس آجائے گی۔

(۴) دیکھنا! عظمت واقتدار میں خدا کے مقابل اور سطوت وجبروت میں اس سے مشابہ بننے سے بچتے رہنا کیونکہ وہ ہر جبار کو ذلیل اور ہر متکبر کو خوار کر دیتا ہے۔

(۵) اپنے نفس، اپنے خاص اعزا وقارب اور ان افراد رعیت کے مقابلہ میں جن کی طرف تمکو خاص میلان طبع ہو خدا اور عامۃ الناس کے ساتھ انصاف ملحوظ رکھو: لہ

اگر تم ایسا نہ کروگے تو ظالم ٹھیرو گے اور جو شخص بندوں پر ظلم

لہ مطلب یہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اپنے نفس یا اپنے عزیزوں اور منظور نظر افراد رعایا کی خاطر تم حقوق عباد کو ضائع و برباد کرو کہ یہ دنیا میں یہی تین چٹانیں ہیں جن سے ٹکرا کر عدل وانصاف کے جہاز پاش پاش ہوا کرتے ہیں۔

(۳) انصاف و عدل سے نفرت کرنے والا۔

(۴) سوال کرنے میں بیجا اصرار کرنے والا۔

(۵) اگر عطیات ملیں تو سب سے کم شکر گزار۔

(۶) نہ ملیں تو قبول عذر میں بہت سست۔

(۷) حوادث زمانہ پر سب سے کم صبر کرنے والا۔

(طبقۂ خاص کا تو یہ حال ہے، برخلاف اسکے) عامۃ الناس ستون دین اور نظام مسلمین ہوتے ہیں، دشمنوں کے مقابلہ میں تیار فوج کا کام دیتے ہیں، لہٰذا تمہارا رجحانِ خاطر اور میلانِ طبع انھیں کی طرف ہونا چاہیئے۔

چغل خور سے بچو

(۷) تم کو چاہیئے کہ رعیت کا جو آدمی لوگوں کی عیب جوئی میں زیادہ مشغول رہتا ہو۔ اس کو اپنے پاس سے بہت دور رکھو، کیونکہ لوگوں میں عیوب، تو ضرور ہوتے ہیں۔ اور والی سے زیادہ اُن عیوب کی پردہ پوشی کا حق کس کو ہوسکتا ہے۔ پس جو عیوب تمھاری نظر سے پوشیدہ ہیں اُن کی تلاش نہ کرو۔ کیونکہ تم پر تو انھیں عیوب کا ازالہ فرض ہے جو ظاہر ہوں اور جو تمھاری نظر سے پوشیدہ ہوں اُن کا فیصلہ خداوند عالم کرے گا۔ پس حتی الامکان لوگوں کے عیوب پر پردہ ڈال تاکہ خدا بھی تمھارے وہ عیوب چھپائے جن کو تم رعیت سے مخفی رکھنا چاہتے ہو۔

(۸) لوگوں کے (دلوں سے) ہر قسم کے حسد اور کینہ کی گرہ کھولتے اور ہر طرح کی عداوت کے سبب کو دفع کرتے رہو اور جو امور تمھارے لئے مناسب نہیں اُن کو نظرانداز ہی کرتے رہو اور چغل خور کی باتوں کی تصدیق

کرنے میں جلدی نہ کرو کیونکہ ایسا شخص دل کا کھوٹا ضرور ہوتا ہے اگرچہ وہ ناصح (مشفق) ہی کے لباس میں کیوں نہ نظر آئے۔

مشیر کیسا ہونا چاہیئے

(۹) اپنے مشورہ میں بخیل کو ہرگز داخل نہ کرو جو تم کو (رعایا پر) تفضل کرنے سے روکے اور فقیر ہو جانیکا خوف دلائے۔ اور نہ اُس بزدل کو (شریک کرو) جو تم کو انصرام امور میں کمزور بنائے اور نہ اُس حریص کو (شریک کرو) جو حرص و طمع کو تمھاری نگاہ میں زینت دے بات یہ ہے کہ بخل، جبن اور حرص ہیں تو مختلف طبیع (خصائل) مگر اُن کا جامع اور قدر مشترک اللہ کی طرف سے سوء ظن[1] ہے۔

انتخاب وزراء

(۱۰) تمھارا سب سے بُرا وزیر وہ شخص ہو گا جو تم سے پہلے اشرار کا وزیر اور معاصی میں اُن کا شریک رہ چکا ہو، پس لازم ہے کہ وہ تمھارے خواص میں داخل نہ ہونے پائے، کیونکہ ایسے لوگ گنہگاروں کے مددگار اور ظالموں کے بھائی ہوتے ہیں، تم کو انکے اخلاف میں وہ لوگ مل سکتے ہیں جو انھی کی طرح صاحب الرائے اور صاحب نفوذ و اثر ہوں اور ان کی طرح گناہوں کا بار بھی اپنی گردن پر نہ رکھتے ہوں (یہ ایسے لوگ ہوں گے) کہ اُنھوں نے کسی ظالم کی مدد ظلم میں اور کسی گنہگار کی تائید اسکے گناہ میں

---

[1] مطلب یہ ہے کہ جو شخص خدا کے فضل و کرم اور اُسکی قدرت کاملہ کا یقین نہیں رکھتا وہی ان بُری عادتوں کا شکار ہوتا ہے۔

نہ کی ہوگی، وہ لوگ تمھارے لئے نہایت سبک بار، اچھے مددگار اور سب سے زیادہ مہربان ثابت ہوں گے، ان کو تمھارے اغیار سے بہت کم الفت ہوگی پس تم انھیں لوگوں کو خلوت اور جلوت میں خاص ہمنشین بناؤ اور ان میں سے بھی اس شخص کو ترجیح دو جو حق کی تلخ باتیں سب سے زیادہ کہنے والا ہو اور ایسے امور میں تمھاری مساعدت سب سے کم کرنے والا ہو جنکو خداوند عالم اپنے دوستوں کے لئے پسند نہیں کرتا خواہ وہ تمھاری خواہش دل کے کتنے ہی مطابق کیوں نہ ہوں۔

خوشامد پسند نہ بنو

(۱۱) اہل ورع اور صدق سے ملو اور ان کو اسکا عادی بنا لو کہ تمھاری زیادہ تعریف نہ کیا کریں اور کسی ایسے کام کو جو تم نے کیا نہ ہو جھوٹ موٹ تمھاری طرف منسوب کر کے تمھارا دل خوش نہ کریں، کیونکہ مدح و ثنا کی کثرت عجب و نخوت پیدا کرتی ہے اور کبر و غرور سے قریب کر دیتی ہے۔

اچھے اور برے کا فرق

(۱۲) نیک عمل اور بد کار دونوں تمھارے نزدیک برابر نہ ہوں اس لئے کہ ایسا کرنا نیکوں کو اچھے کام سے بدگرداں اور بدکاروں کو برے کام کا خوگر بنا دیتا ہے۔ اس لئے ہر شخص کو اسی (چیز) کا مستحق قرار دو جس کو اس نے اپنے نفس کے لئے لازم کر لیا ہے۔

ؔ مطلب یہ ہے کہ تم ہمدردی کی امید اسی سے رکھ سکتے ہو جس سے تم نے نیک سلوک کیا ہو۔ جس کے ساتھ برائی کی ہے اس سے سوائے برائی کے تم کو اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔

حسن ظن کیونکر پیدا ہو سکتا ہے؟

یہ جان لو کہ اس سے زیادہ کوئی شئے حاکم کے دل میں رعیت کی طرف سے حسن ظن پیدا کرنے والی نہیں ہے کہ وہ اُن کے ساتھ احسان کرے اور اُنکے بار کو ہلکا کرتا رہے۔ اور ایسے امور پر اُن کو مجبور کرنا چھوڑ دے جو اُن کے بس کے نہیں ہیں۔ بس تم سے وہی بات ظاہر ہو جو تمھارے دل میں رعیت کیطرف سے حُسن ظن پیدا کر سکے، یہ حُسن ظن تمھارے بہت سے تعب کو دُور کر دے گا اور در حقیقت وہی شخص تمھارے حُسن ظن کا زیادہ حقدار ہے جس کے ساتھ تم نے نیک سلوک کیا ہے اور سوء ظن کا حقدار وہ ہے جس کے ساتھ تم نے بُرا سلوک کیا ہے [1]

قدامت پسندی اور تجدّد

اور تم اس اچھی سنّت (طریقہ وقاعدہ) کو نہ توڑو جس پر اس اُمّت کے اگلے لوگ عمل کرتے رہے ہیں، جس سے اُمّت کے درمیان رشتۂ الفت قائم ہے اور جس پر رعیت کی صلح وصفائی کا مدار ہے۔ اور کوئی نیا طریقہ ایسا ایجاد کرو جو (ان اچھی) سنن قدیمہ میں سے کسی کو نقصان پہنچائے کیونکہ اجر تو اسکو ملیگا جس نے یہ سنّت جاری کی تھی اور اس کے توڑ دینے کا بار اوبال تمھاری گردن پر ہو گا۔

---

[1] مطلب یہ ہے کہ اچھے عمل والے کو انعام و اکرام کا مستحق ٹھہراؤ کر دوسروں کو عمل صالح کی ترغیب ہو اور بد اعمال کو سزا دو کہ اس کو دیکھ کر اور لوگ عبرت حاصل کریں۔

(۱۵) اور ان امور کے ثابت و قائم رکھنے کے لئے جنکی وجہ سے تم سے پہلے (اس ملک کے) شہروں کے معاملات روبہ اصلاح رہے اور وہاں رہنے والے لوگوں کی خوشحالی قائم رہی علماء و حکماء سے بکثرت مشورے کرتے رہا کرو۔

طبقاتِ رعایا

(۱۶) واضح ہو کہ رعیت کے کئی طبقے ہوتے ہیں اُنکے درمیان رشتہ اتحاد و سلسلۂ احتیاج اس طریقہ پر قائم ہے کہ) ایک کے بغیر دوسرے کی اصلاحِ حال نہیں ہو سکتی اور نہ ایک دوسرے سے کبھی مستغنی ہو سکتا ہے (اب ان طبقات کی تفصیل سنیئے (۱) فوج اور پولیس (۲) عام کاتب GENERAL SECRETARITS (۳) خاص کاتب PRIVATE SECRETARIES لہ (۴) قاضی JUDGES (۵) اور محکمۂ عدل کے دوسرے عمال JUDICICAL OFFICERS (۶) ذمی اور ہمارے حلقۂ اطاعت میں آئے ہوئے لوگ. جو جزیہ اور خراج ادا کرتے ہیں (۷) تجار (۸) اہل صنعت و حرفت (۹) سوسائٹی کا پست ترین طبقہ یعنی محتاج و مساکین۔ خداوند عالم نے ان میں سے ہر طبقہ کا علیٰحدہ حق RIGHT اور فریضہ OBLIGATION اپنی کتاب اور اپنے نبی (صلی اللہ علیہ و آلہ) کی سنت میں مقرر فرمایا ہے، اور یہ بطور اس کے عہد محفوظ کے ہمارے پاس موجود ہے۔

لشکر

(۱۷) فوج اور پولیس اللہ کے حکم سے رعیت کے لئے قلعہ اور جائے محفوظ، والی کی زینت اور دین کے لئے باعث عزت

لہ اس زمانہ میں کاتب سکریٹری کو کہتے تھے۔

در سبیل امن و امان ہوتی ہے۔ رعیت (کی اجتماعی اور تمدنی حالت) بغیر
ان کے قائم نہیں رہ سکتی، اور یہ فوجیں بغیر اس خراج کے قائم نہیں رہ سکتیں
جو خدا نے اُن کے لئے معین کیا ہے، اس سے وہ دشمن سے لڑنے میں قوت
پاتی ہیں اور اس کے وسیلہ سے اپنے مصالح و لوازم کو مہیا کرتی ہیں، اور
یہ اُن کی تمام حاجتوں کو پورا کرتا ہے پھر یہ دونوں طبقے (یعنی رعایا اور فوج)
بغیر تیسرے طبقہ یعنی قضاۃ، عمال اور کاتب لوگوں کی مدد کے قائم نہیں
رہ سکتے، کیونکہ (اول الذکر) ان کے معاملات کا فیصلہ کرتے ہیں، ثانی الذکر
انکے ہر طرح کے منافع جمع کرتے ہیں اور ثالث الذکر انکے جملہ امور خاص و
عام کے امین ہوتے ہیں (قضاۃ، عمال و کتاب) سب کے سب بغیر تجار اور
اہل صنعت و حرفت کے قائم نہیں رہ سکتے کیونکہ تاجر اپنے منافع کے لئے
مجتمع ہوتے ہیں اور بازار قائم کرسکتے ہیں، اہل صنعت اپنے ہاتھوں
کی کاریگری سے سوسائٹی کی ایسی مدد کرتے ہیں کہ دوسروں کا اکتساب
اور کاریگری اس حد تک نہیں پہنچ سکتی، رہا سب سے پست طبقہ محتاج
و مساکین کا تو ان کی اعانت و دستگیری کرنا فرض ہے، اللہ نے ہر ایک
کو وسعت عطا کی ہے اور بقدر اپنی صلاحیت کے ہر ایک کا والی پر حق ہے
اور والی بغیر اسکے کہ اہتمام بلیغ کرے اور خدا سے مدد چاہے اور اپنے
نفس کو حق پر قائم رکھے اور ہر ایک سبک و گراں امر پر صبر و شکر کی
قوت پیدا کرے، ان تمام فرائض کو جو خدا نے اُس پر لازم کئے ہیں پورا
پورا ادا کر کے بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔

اپنی فوجوں پر اُس شخص کو افسر مقرر کرو جو تمھارے خیال میں اللہ اُ
کے رسول اور تمھارے امام سے بہ نسبت دوسروں کے اخلاص رکھتا ہو
سب سے زیادہ صاف باطن ہو اور بلحاظ علم و عقل سب سے افضل ہو۔
اس کو دیر میں غصہ آتا ہو، اور عذر قبول کرلیتا ہو، ضعیفوں پر مہربان
اور قوی لوگوں پر سخت ہو۔ قساوت کی وجہ سے تند مزاج اور کمزوری
کی وجہ سے عاجز نہ ہو جاتا ہو۔ (فوج میں اچھے سپاہیوں کی بھرتی اور
افسروں کے انتخاب و تقرر کے لئے ضروری ہے کہ) ان لوگوں سے
اختلاط وارتباط رکھو جو صاحبان حسب و نسب، شریف خاندان اور
خوبیوں کی طرف سبقت کرنے والے ہوں (یا جن کی سابقہ خدمات
کارکردگی عمدہ ہو) اور ان لوگوں سے بھی ربط و ضبط رکھو جو اہل شجاعت
سخاوت ہوں کہ یہی لوگ مجمع مکارم اور فروع حسنات ہوتے ہیں۔ ان لوگوں
کے امور کی ایسی دیکھ بھال کرتے رہو جیسے والدین اپنی اولاد کی (
نگہداشت) کرتے ہیں اور تم اپنے دل میں کسی ایسی چیز کو جس کے
ذریعہ سے تم نے ان کو قوت پہنچائی ہے بڑا نہ سمجھو (کہ وہ اس سے بڑے
احسان کے اہل ہیں) اور کسی مہربانی کو جو تم نے اُن کے ساتھ کی ہو
حقیر نہ سمجھو اگرچہ (واقعی) وہ قلیل ہی کیوں نہ ہو کیونکہ وہ بھی اُنکے دل
میں تمھاری طرف سے خلوص و حسن ظن پیدا کرنے کا باعث ہوتی ہے۔
اور اُنکے چھوٹے چھوٹے امور کی خبر گیری کرنا اس بھروسہ پر نہ
چھوڑ دو کہ تم نے ان کے بڑے امور کی دیکھ بھال کرلی ہے، کیونکہ تمھاری

تھوڑی مہربانی بھی برمحل ہوتی ہے کہ اس سے وہ منتفع ہوتے ہیں اور بڑی عنایت بھی باموقع ہوتی ہے جس سے وہ بے نیاز نہیں ہو سکتے اور فوج کے افسروں میں سے اسی کو تمہارے حضور میں ترجیح ہونی چاہیئے جو فوجیوں کی غمخواری کرتا ہو اور اپنے مال و دولت سے انکو اتنا فیض پہنچاتا ہو کہ اُنکے لئے اور اُنکے اہل و عیال کے لئے جن کو وہ پیچھے چھوڑ کر آئے ہیں کافی ہو سکے یہاں تک کہ اُنکو ایک ہی فکر باقی رہ جائے یعنی دشمن سے جہاد، اور سپاہ، اُن کے حال پر تمہاری یہ توجہ اُن کے قلوب کو تمہاری طرف مائل کرے گی۔

اور والیان ریاست کے لئے بہترین خنکی چشم (اور مسرت قلب) کا باعث یہی ہے کہ شہروں میں عدل و انصاف قائم ہو، اور رعیت کی محبت و مودت ظاہر ہونے لگے، اور جب تک اُنکے دل سالم اور صاف نہ ہوں اُنکی طرف سے محبت ظاہر نہیں ہوتی۔ اور اُن کا اخلاص اسوقت تک درست (و قابل اعتبار نہیں) ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے والی کے تحفظ پر آمادہ نہ ہوں، اسکے عہد دولت کو گراں سمجھا اور یہ خیال کرنا نہ چھوڑ دیں کہ اسکی مدت حکومت ختم ہوتے ہیں بڑی دیر لگی ہیں تم انکی امیدوں کو پورا کرتے میں وسعت سے کام لو اور برابر اُنکی مدح و ثناء کرتے رہو، اور اُن کے بہادروں نے جو بڑے بڑے کام انجام دیئے ہوں اُن کا ایک ایک کر کے شمار و اظہار کرتے رہو کیونکہ اچھے کاموں کا کثرت سے ذکر کرنا شجاع کو حرکت میں لائے گا اور پست ہمت کو جرأت دلائے

دلائے گا۔ انشاء اللہ۔

پھر یہ واقفیت حاصل کرتے رہو کہ کس نے کون سا بڑا کام انجام دیا
اور ایک کے کارنامہ کو دوسرے کی طرف منسوب نہ کرو اور اس کارنا
کی وجہ سے وہ جس انعام و اکرام کا مستحق ہو اس میں کمی نہ کرو (اور دیکھنا ایسا
نہ ہو کہ کسی آدمی کی وجاہت و شرافت تم کو اس طرف مائل کر دے کہ
تم اسکے چھوٹے کاموں کو بڑا سمجھنے لگو اور کسی کی کم حیثیتی اس بات کی ترغیب
نہ دلائے کہ تم اسکے بڑے کاموں کو بھی حقیر جاننے لگو، اور جو ناگہانی مشکلا
تمکو پیش آئیں اور جن امور میں تم کو شک و شبہ لاحق ہو انکو خدا اور اسکے
رسول کیطرف رد کر دیا کرو، کیونکہ خداوند عالم نے ان لوگوں کی بابت جنک
وہ راہ ہدایت دکھانا چاہتا ہے فرمایا ہے "اے ایمان والو اللہ کی اطاعت
کرو، اسکے رسول کی اور جو تم میں سے صاحب امر ہوں انکی اطاعت کرو پس
اگر کسی چیز پر تم میں تنازعہ ہو جائے تو اللہ اور رسول کی طرف اسکو رد کر دو
خدا کیطرف رد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اسکی محکم کتاب سے احکام لئے
جائیں اور رسول کیطرف رد کرنے سے یہ مقصد ہے کہ انکی ایسی سنت پر عمل
کیا جائے جو متفق علیہ ہے، نہ کہ ایسی سنت جس میں اختلاف ہے۔

محکمۂ قضا (۱۸) لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کیلئے ایسے شخص کو منتخب کرو
جو تمھارے خیال میں تمھاری ساری رعیت میں افضل ہو معاملا
کی پیچیدگی اسکو تنگی میں نہ ڈالتی ہو جھگڑا کرنیوالوں کی (ردو قدح) اسکو غضبناک
نہ کرتی ہو اور وہ خطا پر (اسکے ظاہر ہونیکے بعد) قائم نہ رہتا ہو اور حق پر مطلع

ہو جانے کے بعد اسکی طرف بازگشت کر لینے سے تنگ نہ ہوتا ہو، اور اپنے نفس کو
طمع (کے غار) میں نہ گرا دیتا ہو، اور معاملات میں انتہائی فہم سے کام لینے
کے بجائے (سرسری نظر اور) سطحی فہم پر اکتفا نہ کرتا ہو، مواقع شبہات میں جہاں
کوئی نص صریح نہ ملے اٹکل پچو حکم صادر کرنے والا نہ ہو (بلکہ) سب سے زیادہ
توقف و تامل کرنے والا ہو، اور اپنے (فیصلوں میں) دلائل (شرعیہ) و براہین
قطعیہ سے تمسک کرنے والا ہو، مقدمہ رکھنے والے کی جوابدہی سے بہت کم تنگ دل
اور حقائق امور کو منکشف کر لینے کی (زحمت) پر صبر کرنے والا، اور حکم صحیح کے ظاہر ہو جانے
کے بعد (نزاع و خصومت) کو قطع کرنے والا ہو۔ وہ ان لوگوں میں سے ہو جو دوسروں
کی مدح و ثنا اور خوشامد کرنے پر پھول نہ جاتے ہوں اور کسی کے ابھارنے سے (ناحق
کرنے پر) مائل نہ ہوتے ہوں (دنیا میں) ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں، پھر تم
اسکی طرف سے غافل نہ رہو بلکہ اسکے فیصلوں کی اکثر دیکھ بھال کرتے رہو اور
اسکے ساتھ بذل و عطا میں اتنی وسعت دو کہ اسکی ضرورتیں پوری ہو جائیں اور
اسکو لوگوں کی احتیاج باقی نہ رہے (اور طبیعت رشوت ستانی پر مائل نہ ہو) اپنے
نزدیک اسکو وہ قرب و منزلت عطا کرو جسکی تمہارے خواص میں سے کوئی
دوسرا طمع نہ کر سکتا ہو، تاکہ وہ تمہارے ہاں لوگوں کی بدگمانی سے محفوظ
رہے، اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس پر خوب غور و فکر کرو کیونکہ یہ دین پہلے
اشرار کے ہاتھوں میں گرفتار تھا، ہوائے نفس کے حکم کے مطابق اس پر
ہاتھ صاف کیا جاتا تھا اور اسکو طلب دنیا کا وسیلہ بنایا جاتا تھا۔

عمال سلطنت

(١٩) اب اپنے عاملوں کے امور پر غور کرو (دیکھنا) انکا

تقرر جانچنے پرکھنے کے بعد کرنا، (ایسا نہ ہو کہ) اپنے استبداد اور خود داری سے محض بطور پرورش داعانت کسی کو حاکم مقرر کردو کیونکہ کسی خصوصیت کی بنا پر یا بطور پرورش اپنی رائے سے حاکم مقرر کردینا طرح طرح کی خیانت اور ظلم جور کو جمع کردیتا ہے۔ (ان عہدوں کیلئے) ایسے لوگوں کو تلاش کرو جو شریف خاندان اور سابق الاسلام ہونیکے ساتھ ساتھ تجربہ کار، اور حیادار بھی ہوں کیونکہ ایسے لوگ سب سے زیادہ خوش اخلاق، آبرودار، مواقع طمع کیطرف بہت کم نگاہ ڈالنے والے اور عواقب نتائج امور پر گہری نظر ڈالنے والے ہوتے ہیں، تم انکو پورا پورا رزق عطا کردیوں کہ اس کی بدولت انھیں کے لیے طلب اصلاح کی قوت اور اپنے قبضہ میں رہنے والے اموال پر تصرف کرنے سے استغنا حاصل ہوجائے گا، اور (اسکے باوجود) اگر وہ تمھارے حکم کی مخالفت کریں اور تمھاری امانت میں خیانت کریں تو تم انکو انپر ایک حجت ہاتھ آجائے گی، اور دیہ نہ ہو کہ تم انکا تقرر کر کے بالکل غافل ہو جاؤ) بلکہ ان کے کاموں کے تحقیق و تفتیش بھی کرتے رہو اور ایسے (جاسوس اور) نگران انپر مقرر کردو جو صاحب صدق و وفا ہوں، انکے امور کی جانچ کیلئے خفیہ پولیس کا مقرر کردینا ان کو امانت داری اور رعیت کے ساتھ رفق و مدارا کرنے پر آمادہ کرتا رہے گا پس ان میں سے اگر کوئی خیانت کیطرف ہاتھ بڑھائے اور تمھارے پاس تمھارے جاسوسوں کی متفقہ رپورٹ پہونچ جائے اسکو کافی شہادت تصور کر کے خائن کو جسمانی سزا دو اور جو کچھ اس نے ناجائز تصرف کیا ہے وہ اس سے وصول کرلو، پھر اس کو ذلت و خواری کے مقام پر کھڑا

گر کے خیانت کا داغ لگا دو اور ننگ و عار کا طوق اسکے گلے میں ڈال دو۔

صیغۂ مال گزاری
REVENUE-DEPARTMENT-

(۲۰) پھر معاملات خراج کی جانچ میں اس طریقہ سے کرو جو اہل خراج کی بہبودی کا باعث ہو سکے کیونکہ خراج اور اہل خراج ہی کی بہبودی کے ساتھ دوسروں کی بہبودی وابستہ ہے، اور انھی کے ذریعہ سے دوسروں کی حالت درست ہو سکتی ہے کیونکہ کل آدمیوں کی معیشت اور گذر بسر کا دار و مدار خراج اور اہل خراج پر ہے اور دیکھنا خراج کی وصولی سے زیادہ تمہاری نظر میں زمین کی آبادی یعنی کاشت وغیرہ ہونی چاہئے اس لئے کہ خراج بغیر آبادی کے نہیں حاصل ہو سکتا۔ اور جس نے زمین کو آباد کئے بغیر خراج طلب کیا اُس نے ملک کو خراب اور بندگان خدا کو برباد کیا اور اُسکی حکومت چند دن سے زیادہ نہ چل سکے گی، اگر کاشتکار مقدار خراج کے بھاری ہونے یا کسی آفت ناگہانی اور زراعتی بیماری (یعنی ٹڈی دل کا گزرنا، کہرا لگ جانا وغیرہ) یا آبپاشی کے بند ہو جانے بارش نہ ہونے زمین کے غرقاب رہنے یا بخوبی سیراب نہ ہو سکنے سے بوئے ہوئے بیج کے خراب ہو جانیکی شکایت کریں تو اُن کے خراج) سے اتنی مقدار جس سے اُنکی اصلاح حال کی توقع ہو کم کر دو، یہ تخفیف تم پر گراں نہ گزرے کیونکہ یہ ایک ذخیرہ (INVESTMENT) ہے جسکو وہ تمہارے ملک کی آبادی اور ولایت کی زیب و زینت کی شکل میں تمکو واپس کر دینگے اسکے ساتھ ہی ساتھ تمکو اُنکی مدح و ثنا بھی حاصل ہو گی اور ان میں

عدل وانصاف جاری کرنے سے تمکو مسرت وشادمانی بھی نصیب ہوگی، انکو
راحت پہونچاکر جو کچھ تم نے انکے پاس ذخیرہ (INVEST) کیا۔ ہے وہ
(خوشحالی اور فراوانی کے زمانے میں) ان کی بچی ہوئی روزی سے وصول
کرکے (عندالضرورت) سہارا بنا سکو گے۔ انکے ساتھ نرمی کرکے اور انکو اپنے
عدل وانصاف کا عادی بنا کر انکا اعتماد بھی حاصل کر لوگے۔ اسکے بعد اگر
ناگہانی امور پیش آئیں گے اور تم ان سے مدد طلب کروگے تو وہ بخوشی اسکا بار
اٹھا سکیں گے، کیونکہ (ملک کی آبادی) وخوشحالی ہر بار اٹھا سکتی ہے اور
زمین والوں کا افلاس ہی زمین کی تباہی کا باعث ہوتا ہے اور افلاس کا
سبب یہ ہوتا ہے کہ حکام کے نفوس (مال و دولت جمع کرنے پر مائل ہو جاتے
ہیں انکو اپنے (عہدوں پر باقی رہنے کا اطمینان نہیں رہتا اور (زمانے کے)
عبرتناک (واقعات) سے وہ بہت کم نفع حاصل کرتے ہیں۔

SECRETARIATE

(۲۱) پھر تم اپنے کاتبوں (و بیرونی سکریٹریوں)
کے حالات پر نظر کرو، انمیں سے بہتر شخص کو اپنے (خاص) امور پر معین کرو،
اور ان خطوط و رسائل کو جن میں اپنی پوشیدہ تدابیر و اسرار درج کرتے ہو
اسی کے ساتھ مخصوص رکھو جو صاحب اخلاق حسنہ ہو اور عزت و کرامت اسکو
اتنا مغرور نہ کر دے کہ مجمع عام میں تمھاری مخالفت کر بیٹھے اور غفلت کی وجہ
سے تمھارے عمال کے عریضے پیش کرنے اور تمھاری طرف سے جو کچھ لین دین
کرتا ہو اسکے متعلق تمھاری طرف سے مناسب جوابات صادر کرنے میں کوتاہی
نہ کرتا ہو، اور تمھارے لئے کسی سے کڑا معاملہ نہ کرتا ہو اور نہ کسی ایسے

معاملے کے فسخ کر دینے سے عاجز ہو جو تمھارے لئے مضر ہو اور اس حقیقت
سے بے خبر نہ ہو کہ (نظم و نسق) امور میں میرے نفس کی رسائی کس حد تک ہے
کیونکہ جو اپنے نفس کی قدر و قیمت سے ناواقف ہے وہ دوسرے کی قدر سے
کیا واقف ہو گا۔ تم کو چاہیئے کہ محض اپنی عقل و فراست، اعتماد اور حسن
ظن کی بناء پر اُن کا انتخاب نہ کرو کیونکہ (بسا اوقات) لوگ محض تصنع اور
حسن خدمت (چاپلوسی) ہی کو حکام کی نظر فراست میں تعارف و روشناسی کا
ذریعہ بناتے ہیں، حالانکہ باطن میں اخلاص و دیانت کا پتہ بھی نہیں ہوتا۔ پس
اُنکا انتخاب اُن خدمات کی بنا پر کرو جو انھوں نے تم سے پہلے گزرے ہوئے صالح
(حکام) کے لئے انجام دی ہیں اس شخص کو مقرر کرنے کا قصد کرو جو عامۃ الناس
میں سب سے زیادہ با اثر اور امانت داری میں مشہور ہو تمھارا یہ طرز عمل اس بات
کی دلیل ہو گا کہ تم خداوند عالم اور اس (امام) کے مخلص ہو جس نے تمکو والی
مقرر کیا ہے۔ اور اپنے (سکریٹریٹ) کے ہر صیغے کا افسر ایسے آدمی کو بناؤ جو بڑے
کاموں سے مغلوب اور اُنکی کثرت کے سبب اُنکے منضبط و محفوظ رکھنے سے
عاجز نہ ہو۔ پس جب تمھارے کاتبوں میں نقص ہو گا اور تم اُس سے
تغافل کرو گے تو اس کا الزام تمھارے ذمہ عائد ہو گا۔

تجار و صنّاع

پھر تم سوداگروں کی بابت عام اس کے وہ مقیم ہوں
یا مال لیکر شہروں میں پھرنے والے ہوں نیز اہل صنعت
و حرفت کی بابت (جو اپنے ہاتھ پاؤں ہلا کر روزی کماتے ہیں) سفارش قبول کرو
اور اپنے (عمال) کو اُنکے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرو، کیونکہ (تجار و صناع) ہی

لوگ منافع کے مواد اور فوائد کے اسباب ہیں، انکو وہ دور دست مقامات،
بحر و بر دشت و کوہ سے کھینچ کر لاتے ہیں، جہاں دوسرے لوگ جمع نہیں ہوتے
اور جانیکی جرأت نہیں کر سکتے، اس کے ساتھ وہ لوگ ایسے امن دوست اور
صلح پسند ہوتے ہیں کہ تم کو اُن سے کسی آفت کا خطرہ اور شر و فساد کا خوف نہیں
ہو سکتا، لہذا تم اُن کے امور کی تفتیش و نگرانی اپنے سامنے اور اطراف بلاد میں
کرتے رہو۔ مگر اُسکے ساتھ ساتھ یہ بھی ذہن میں رکھو کہ ان میں سے اکثر
لوگوں میں بلا کی تنگ دلی اور بخل کی قبیح خصلت بھی موجود ہوتی ہے نفع کمانے
کے لئے احتکار[1] کرتے ہیں اور بیچنے میں تحکم کرتے ہیں (یعنی کم تو لتے ہیں اور
دام زیادہ لیتے ہیں) یہ امر عامۃ الناس کے لئے نقصان رساں اور حکام کے
لئے عیب ہے۔ پس تم ان کو احتکار سے باز رکھو کیونکہ رسو لخدا نے اس سے
ممانعت فرمائی ہے اور چاہیئے کہ خرید و فروخت سہل اور موازین عدل[2] کے
مطابق ہو اور ایسے نرخ پر ہو جو فریقین میں سے کسی کو خسارہ میں نہ رکھے۔
جو شخص تمھاری طرف سے ممانعت صادر ہونیکے بعد بھی احتکار کا مرتکب ہو اس
کو تعزیر اور سزا دو، مگر دیکھنا اس میں بھی ظلم و زیادتی نہ ہو۔

سماج کا سب سے پست طبقہ

پھر خدا سے اس طبقہ ادنیٰ کی بابت
ڈرو جو بیچارہ لوگوں، مسکینوں، فقیروں
بیماروں اور اپاہجوں پر مشتمل ہے کہ اس طبقہ میں (دونوں ہی) طرح کے لوگ

---

[1] احتکار :۔ مال کو اس امید میں روکے رکھنا کہ جب گراں ہو گا تو فروخت کرینگے۔
[2] یعنی ترازو ٹھیک ہو اور باٹ پورے ہوں۔

ہوتے ہیں) قناعت پیشہ بھی اور مانگنے والے بھی، ان کے لئے اللہ کا وہ حق محفوظ رکھو جسکی حفاظت کا اس نے تم کو حکم دیا ہے۔ (ان کی امداد دو مدوں سے کرو) ایک تو اپنے بیت المال سے اور ایک ہر خطہ کی ان زمینوں کے غلوں سے جو غنیمت میں حاصل ہوتی ہیں، کیونکہ ان میں دور رہنے والوں کا بھی ویسا ہی حق ہے جیسا قریب رہنے والوں کا، اور تم ہر ایک کے حق کے نگران و محافظ بنائے گئے ہو، پس (نعمت اور دولت کا) غرور تمکو غافل نہ کرے کیونکہ صرف اس وجہ سے کہ تم اہم امور کو محکم طور پر سرانجام دے چکے ہو قلیل و حقیر امور کو ضائع کر دینے پر معذور نہیں سمجھے جا سکتے، پس تم انکی جانب سے اپنی توجہ کو نہ ہٹاؤ۔ اور اپنا چہرہ انکی طرف سے نہ موڑو اور ان میں سے جو تم تک نہ پہنچ سکتے ہوں، جن کو آنکھیں دیکھنا پسند نہ کرتی ہوں اور لوگ ان کو حقیر جانتے ہوں ان کے امور کا تجسس کرو اور انکی خبر گیری کے لئے اپنے معتمد لوگوں میں سے (ایسے اشخاص کو (دوسرے کاموں سے) فارغ کر دو جو خدا کا خوف اور تواضع کی عادت رکھتے ہوں کہ وہ خبریں تم تک پہونچائیں، پھر تم انکے ساتھ ایسا سلوک کرو کہ جس دن تم خدا کے (دربار میں) شرف باریابی حاصل کرو تو۔ اسکے سامنے عذر و معذرت پیش کر سکو۔

تمام رعیت میں یہ لوگ سب سے زیادہ انصاف کے محتاج ہیں، لہذا ہر ایک کا حق اسکو ادا کر کے خدا کے سامنے پیش کرنے کے لئے عذر مہیا کر لو۔ اور ان یتیموں اور سن رسیدہ لوگوں کی خبر گیری کرو جو نہ خود اپنی

معاش کے لئے) کوئی حیلہ رکھتے ہیں اور نہ دست سوال پھیلاتے کے لئے دوسروں کے آگے کھڑے ہوتے ہیں، یہ امر (عام طور پر) والیوں کے لئے گراں ہوتا ہے، مگر اللہ نے ان قوموں کے لئے آسان کردیا ہے جو آخرت کی طالب ہوکر اپنے نفوس کو (جفاکشی) پر صابر بناتی ہیں اور جو وعدے اللہ نے اُن سے کئے اُن پر بھروسہ رکھتی ہیں۔

دربار عام

(۳۴) اور اپنے اوقات کا ایک حصہ اہل حاجت کے لئے مخصوص کردو جس میں تم اپنی ذات کو (دوسرے کاموں سے) فارغ کرلو ایک مجلس عام میں آبیٹھو اور اُس خدا کی خوشنودی کے لئے ...... جس نے تمکو خلق کیا ہے، اس مجلس عام میں متواضع اور منکسر المزاج رہو۔ اپنی فوج، پولیس اور چوکیداروں کو اہل حاجت کے ساتھ تعرض کرنے سے باز رکھو تاکہ بولنے والے بے خوف و دہشت تم سے کلام کرسکیں، میں نے بہت سے مواقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے "وہ اُمت جس میں بے خوف و خطر قوی سے ضعیف کا حق نہیں لیا جاتا خدا کی تقدیس نہیں کرتی"۔ اُن کی سخت کلامی و بیزبانی کو برداشت کرو اور تنگ دلی اور استکبار کو ان کی طرف سے دور کرو۔ ایسا کرنے سے خداوند عالم اپنی رحمت کے اطراف کو تم پر وسیع کریگا اور تمکو ثواب اطاعت کا مستحق قرار دے گا۔ انکو جو کچھ دو خوشگوار طریقہ سے دو، اور جو کچھ روکو اور بند رکھو تو خوبصورتی اور عذر معذرت کے ساتھ رد کرو۔

(۳۵) تمھارے معاملات میں بعض ایسے بھی ہونگے جن کو تمھیں بذات

انجام دینا بڑے گار (مثلاً) عمال کے (ایسے مراسلوں کا) جواب دینا جس کے جواب سے تمہارے سکریٹری (ناواقفیت کی وجہ سے) عاجز ہوں یا عامۃ الناس کی روکے دن حاجت روائی کر دینا کہ اکثر اس امر سے تمہارے معین و مددگار عملہ تنگ ہوتا ہے (اور اپنی اغراض کی بنا پر اسکو ٹالی دینا چاہتا ہے)

(۲۶) ہر دن کے لئے مخصوص کام ہوتے ہیں اسلئے ہر روز کا کام اسی روز تمام کر دیا کرو جو (معاملات) فقط تمہارے اور خدا کے درمیان ہیں اُنکو پورا کرنے میں اپنے اوقات کا افضل و اعظم حصہ صرف کرو (اور واقعہ تو یہ ہے) کہ اگر تمہاری نیت بخیر ہو اور رعیت کو اُن سے سلامتی حاصل ہو تو تمہارے تمام کام اور اوقات خدا کے لئے ہو جائیں گے۔

عبادت الٰہی

(۲۷) اور لازم ہے کہ اُن فرائض کا جو اللہ کے لئے مخصوص ہیں قائم کرنا اُن امور میں سے قرار دو جن کے وسیلے سے تم دینی اخلاص حاصل کرنا چاہتے ہو۔ پس تم اپنی جسمانی قوتوں کا کچھ حصہ رات اور دن خدا کی اطاعت میں صرف کرو۔ اور جن اعمال کو تقرب خدا کی غرض سے بجا لاتے ہو اُن کو تمام و کمال بجالاؤ۔ ناقص و مختل نہ رکھو، خواہ تمہارے بدن کو کتنا ہی تعب کیوں نہ پہنچے۔ اور جب لوگوں کو نماز پڑھانے کھڑے ہو تو اُس سے اُنکو نفرت دلانے کا سبب نہ بنو اور نہ اُسکو ضائع ہی کرو (مطلب یہ ہے کہ نہ اتنا طول دو کہ لوگ گھبرا جائیں نہ اس قدر اختصار کرو کہ نماز ناقص رہ جائے) کیونکہ جماعت میں ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جو بیمار ہوتے ہیں یا اُن کو کوئی کام ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلعم

جب مجھے یمن بھیج رہے تھے اُس وقت میں نے پوچھا کہ وہاں کے لوگوں کے ساتھ کس طرح نماز ادا کروں؟ فرمایا کہ اس طرح نماز ادا کرو جیسے کوئی بہت ضعیف انسان ادا کرتا ہے، اور مومنین کے حال پر رحم کرو۔

گوشہ نشینی

(۲۸) ان تمام باتوں کے علاوہ یہ خیال رکھو کہ بہت طویل مدت تک رعیت سے چھپے نہ رہا کرو، کیونکہ والی کا رعیت سے مخفی رہنا (امور متعلقہ میں) تنگی اور قلت اطلاع کا باعث ہوتا ہے، ان سے حجاب میں رہنا باہر کی باتوں کے علم کو قطع کر دیتا ہے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُن کے نزدیک بڑی باتیں چھوٹی اور چھوٹی باتیں بڑی ہو جاتی ہیں اچھے کام بُرے اور بری باتیں اچھی معلوم ہونے لگتی ہیں اور حق باطل سے مخلوط اور مشتبہ ہو جاتا ہے آخر والی بھی بشر ہی ہے وہ اُن اُمور کو نہیں جان سکتا جن کو لوگ اسکی نظروں سے چھپائے رہتے ہیں؟ اور حق اکی پیشانی پر ایسی کھلی ہوئی کوئی علامت بھی نمودار نہیں ہوتی کہ جس کیوجہ سے صدق کی اقسام کو کذب سے علیحدہ پہچان لیا جائے ظاہر ہے کہ تم دو میں سے ایک ہی قسم کے آدمی ہو یا تو ایسے شخص ہو جس کا نفس حقوق عطا کرنے میں سخی ہے تو پھر چھپنے کی کیا وجہ ہے؟ آیا اس حق واجب کیوجہ سے جس کو تم عطا کر رہے ہو، یا اُس اچھے عمل کیوجہ سے جس کی بخشش تم عام کئے ہوئے ہو؟ یا تم بخل کے مرض میں مبتلا ہو (اگر ایسا ہے) تو لوگ (دو چار ہی دن آئیں گے) پھر مایوس ہو کر جلد ہی سوال سے باز آجائیں گے[1]۔ اور پھر لوگوں کی بہت سی حاجتیں

---

[1] اس کا حاشیہ صـ ۲۷۳ پر ملاحظہ ہو۔

ایسی بھی تو ہوتی ہیں جن کا تم پر کوئی بار نہیں پڑتا جیسے کسی ظالم کی شکایت یا کسی معاملہ میں انصاف چاہنا۔

اپنے خواص و اقارب کو دوسروں پر مسلّط ہونیکا موقع نہ دو

(۲۹) پھر (یہ واضح رہے) کہ والی کے بعض خاص لوگ اور اقارب ایسے بھی ہوتے ہیں جنکو دوسرے کی ہانڈی اُتار کر اپنی ہانڈی چڑھانے، لوگوں (کے اموال پر) دست درازی کرنے اور معاملات میں ناانصافی برتنے کی عادت ہوتی ہے پس ان تمام (خرابیوں) کے اسباب کو دفع کر کے اُنکے (ملؤ شر) ہی کو ختم کر دو (یعنی ان کو وہ اختیارات ہی نہ دو جن کی بدولت وہ یہ زیادتیاں کر سکیں) اپنے حاشیہ نشینوں اور حامیوں کے لئے کوئی جاگیر مقرر کر دو اور اُنکو اپنی طرف سے کسی ایسی جائداد کی طمع نہ دلاؤ جس سے آس پاس کے لوگوں کو آبپاشی یا کسی اور مشترک کام میں ضرر پہونچنے کا امکان ہو کہ وہ نقصان کا بار دوسروں کے سر ڈالیں گے، اسطرح خوشگوار فائدہ تو اُن کو ہوگا اور دنیا و آخرت میں تم پر منقصت میں اسکا الزام رہے گا۔

لہ امراؤ حکام اسی خوف سے گوشہ نشین رہتے ہیں کہ محتقین اپنا حق مانگیں گے اور حاجت مند اپنی حاجتیں پیش کریں گے پس اگر تم سخی ہو تو تم کو روپوشی کی ضرورت نہیں، اور اگر بخیل ہو تو مایوس ہو کر لوگ خود ہی آنا چھوڑ دیں گے۔

(۳۰) اور ہر اُس شخص کے لئے جس پر واجب ہو حق کو لازم کرد عام
اس سے کہ یہ شخص تم سے قریب ہو یا بعید، اور تم مستقل مزاج رہو اور
نگراں رہو، خواہ اس حق (کا اثر) تمہارے خواص و اقارب ہی پر کیوں
نہ پڑے) عاقبت کی بہتری کا قصد کرو کہ اسوقت تو یہ امر تم پر گراں ہوگا مگر
انجام اس کا بہتر ہے۔

رعایا کے سامنے صفائی پیش کرو

(۳۱) اور اگر رعیت کو تمہاری طرف سے کسی ظلم کا سوء ظن پیدا ہو جائے
تو تم اپنا عذر اُسکے سامنے ظاہر کرو اور اُسکے شبہات کو دور کردو، اس عذر
طلبی سے تمہارے نفس کی ریاضت ہوگی۔ اور رعیت پر مہربانی اور شفقت
اور تمہارا یہ مقصود بھی پورا ہو جائیگا کہ وہ (راہ) حق پر قائم ہو جائے۔

دعوت صلح

(۳۲) اور تم کسی ایسی (دعوت) صلح کو رد نہ کرو جو دشمن کیطرف سے پیش ہو اور خدا کی مرضی اور خوشنودی بھی
اسمیں ہو، اسلئے کہ صلح سے فوج کو آرام ملیگا تمکو فکروں سے راحت ہوگی.
اور بلاد (ملک) کو امن نصیب ہوگا۔ لیکن صلح کے بعد (دشمن سے غافل نہ
ہو جاؤ بلکہ) اس سے پوری طرح خائف و محتاط رہو، کیونکہ اکثر دشمن صلح
لے کر اس لئے تمہارے پاس آتا ہے کہ غفلت میں تمہارے ساتھ دغا کرے
پس تم حزم و احتیاط سے کام لو اور حسن ظن کو اس معاملہ میں معیوب سمجھو
اگر تم اپنے دشمن سے کچھ شرائط طے کر دیا اس سے کوئی معاہدہ کرو تو وفا
کر کے اس کا بار اپنی گردن سے اتارو اور جو ذمہ داری تم نے لی ہے

اس کا امانت داری کے ساتھ لحاظ کرو۔ اور جو کچھ تم نے عہد کر لیا ہے اُسکی حفاظت کے لئے اپنے نفس کو سپر بناؤ۔ کیونکہ فرائض الٰہیہ میں وفائے معاہدات سے بڑی کوئی شئے نہیں ہے، جس پر لوگ باوجود خواہشوں کے اختلاف اور راویوں کے اختلاف کے اجماع و اتفاق رکھتے ہیں۔ اور اہل اسلام تو کیا مشرکین بھی اپنے باہمی معاہدات کو پورا کرنا لازم سمجھتے تھے کیوں کہ ان کو معلوم تھا کہ عہد شکنی کے نتائج مہلک ہوتے ہیں۔ پس تم جو ذمہ لو اس کو نہ چھوڑو جو عہد کرو اس میں خیانت نہ کرو۔ دشمن کو فریب نہ دو (کیونکہ یہ کام اللہ کے مقابلہ کی جرأت کرنیکے مترادف ہے) اور خدا کے مقابلہ کی جرأت بدبخت جاہل کے سوا اور کون کر سکتا ہے۔ خدا نے عہد اور ذمہ داری کو (ذریعہ) امن قرار دیا اور اسکو اپنی رحمت سے بندوں کے درمیان پھیلا دیا ہے اور ایسا حرم قرار دیا ہے جسکے استحکام کے بھروسہ پر لوگ بیتے ہیں اور اسکے جوار کی طرف بڑھتے ہیں۔ پس اسمیں کسی طرح دغل، خیانت اور فریب نہ کرو۔

عہد شکنی

(۳۳) اور تم کوئی ایسا معاہدہ نہ کرو جس میں تاویل کرکے توڑ دینے کی گنجائش ہو۔ اور اس (عہد نامہ) کی تائید و توثیق کے بعد اسکے خلاف عمل درآمد کرنے کے لئے کسی لفظی غلطی کی طرف مائل نہ ہو اور اس عہد کیوجہ سے اگر کسی امر میں کوئی تنگی پیش آئے تو وہ تم کو اس عہد کے ناحق فسخ کرنے پر مائل نہ کرے کیونکہ کسی ایسے امر کی تنگی پر تمھارا صابر و شاکر رہنا جس کے دور ہو جانے اور انجام بخیر ہونیکی تم کو امید ہو۔

اس عہد شکنی سے بہتر ہے جس کے وبال کا تم کو خوف ہو۔

فساد اور خوں ریزی

(۳۴) ناحق اور ناجائز خونریزی سے بچو کیونکہ کوئی امر اس سے زیادہ عذاب لانے والا، اس سے بڑھ کر وبال کا باعث، زوال نعمت کرنے والا اور مدت حکومت ختم کر دینے والا نہیں، اور قیامت کے دن خداوند عالم سب سے پہلے بندوں کی باہمی خونریزی کا فیصلہ کریگا پس تم ناجائز خونریزی سے اپنی سلطنت کو قوت دینا نہ چاہو کیونکہ وہ ضعف و خلل پیدا کرتی ہے، بلکہ اس کو فنا اور (دوسرے کی طرف) منتقل کر دیتی ہے، اگر تم عمداً قتل کرو تو میرے اور خدا کے نزدیک کوئی عذر پیش نہ کر سکو گے، اس میں جسمانی قصاص لازم ہو جاتا ہے، اور اگر تم غلطی سے اسمیں مبتلا ہو جاؤ اور بلا ارادہ تمھارے تازیانے، تلوار یا ہاتھ سے سزا میں افراط ہو جائے (جو مجرم کو ہلاک کر دے) کہ اکثر مکا مارنے یا اس سے کچھ زیادہ سزاؤں کے سبب سے بھی قتل واقع ہو جاتا ہے تو ایسا نہ ہو کہ اپنی قوت اور حکومت کا غرور تم کو مقتول کے اولیاء (اور وارثوں) کو حق دیت ادا کرنے سے روکے۔

(۳۵) تم اپنے نفس کو اچھا سمجھنے، اسکی کسی بات پر جو تم کو بھلی معلوم ہو بھروسہ کرنے اور مبالغہ آمیز تعریفوں کو پسند کرنے سے احتراز کرو، کیونکہ یہ امر شیطان کو پوری فرصت دیتا ہے کہ وہ انسان کے نفس میں دخل پائے اور نیکوں کی نیکی ملیامیٹ کر دے۔

احسان نہ جتاؤ، وعدہ خلافی نہ کرو

(۳۶) اور تم رعیت پر احسان جتانے

یا اپنے کاموں کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے سے پرہیز کرو۔ اور خبردار ایسا نہ کرو کہ اُن سے کوئی وعدہ کرو، اور پھر خلاف وعدہ کر بیٹھو، کیونکہ احسان جتانا احسان کو ملیا میٹ کر دیتا ہے۔ اور اپنے کاموں کو بڑھا چڑھا کر دکھانا سچائی کی روشنی زائل کرتا ہے اور وعدہ خلافی خدا اور عامۃ الناس دونوں کے نزدیک ملامت اور سرزنش کا مستحق بنا دیتی ہے۔ خداوند عالم خود فرماتا ہے "خدا کے نزدیک یہ امر بڑی سرزنش کا باعث ہے کہ تم وہ باتیں منہ سے کہو جن کو عملی جامہ نہیں پہناتے"

وقت پر کام کرو

خبردار جلد بازی کر کے کاموں کو اُن کے وقت (و موقع) سے پہلے نہ کر ڈالو، اور جب اُن کے ہونے کا امکان ہو اور موقع آ جائے تو اُنکے کرنے میں تساہل نہ کرو، اور جب ان کی خرابی معلوم ہو جائے تو ان کے کرنے میں سستی کرو، ہر امر کو اُس کے مقام پر رکھو اور ہر کام اُس کے موقع پر انجام دو۔

تخصیص اور ضبط نفس

(۳۸) اور تم کسی ایسی چیز کو اپنے لئے مخصوص نہ کرو جس میں سب لوگوں کے حقوق برابر ہوں اور (لوگوں کے) اُن مہتم بالشان امور میں تغافل کرنے سے پرہیز کرو جو نگاہوں کے سامنے عیاں ہو چکے ہیں، کیونکہ ان امور کا تمھارے غیر کے لئے تم سے مواخذہ کیا جائیگا اور تھوڑی سی دیر میں جملہ امور کے اوپر سے پردے ہٹ جائیں گے اور مظلوم کا انتقام

تم سے لے لیا جائیگا۔ اور اپنے جوشِ تکبر ہیجان غضب، ہاتھوں کی سطوت اور زبان کی تیزی کو قابو میں رکھو اور ان سب کے (شر) سے اپنی ذات کا تحفظ کرو، بے اختیار صادر ہونے والے امور کی روک تھام کرو اور حملہ آوری میں تاخیر کرو یہاں تک کہ تمہارا غصہ ساکن ہو جائے اور تم ضبط پر قابو پا جاؤ، اور تم اپنے نفس میں یہ قدرت اس وقت تک پیدا نہیں کر سکتے۔ جب تک اپنے رب کی طرف واپسی کو یاد کر کے اپنی فکروں کو زیادہ نہ کرو۔

ماضی سے سبق لو

تمہارے لئے ضروری ہے کہ ان باتوں کو یاد رکھو جو تم سے پہلے لوگوں پر گذریں خواہ وہ حکومت عادلہ سے متعلق ہوں یا کسی طریقہ فاضلہ سے، احادیث رسولؐ ہوں یا کتاب خدا میں بیان کیا ہوا فریضہ اور اس کی اس طرح پیروی کرو جیسے تم نے ہم کو کرتے دیکھا ہے، اس عہد نامہ میں جو کچھ احکام ہم نے تمہارے ذمہ عائد کئے ہیں اُن کی اور اپنے نفس کی (برات) کے لئے جو حجتیں میں نے تم پر مسلط و مستحکم کر دی ہیں اُن کی پیروی کرنے میں جد و جہد کرنا، تاکہ جب تمہارا نفس ہوا و ہوس کی طرف سبقت کرے تو تمہارے لئے کوئی عذر باقی نہ رہ جائے اور میں خدا سے اس کی رحمت کی وسعت اور ہر مرغوب چیز کے عطا کرنے پر اُس کی عظیم قدرت کا واسطہ دیکر اس امر کا سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور تجھے اپنی مخلوق کے نزدیک اس عذر پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے جس

میں اس کی رضا ہو۔ ساتھ ہی ساتھ اس کے بندوں کی زبان پر بھی ہماری مدح و ثنا رہے اور اقطار زمین پر ہمارا اچھا نقش قائم ہو، ہم پر اس کی نعمت تمام ہو اور عزت و کرامت زیادہ ہو۔ نیز اس سے یہ دعا کرتا ہوں) کہ میرا اور تمہارا خاتمہ سعادت اور شہادت پر کرے، بیشک ہم سب اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ سلام ہو اس کے رسول صلی اللہ علیہ اور ان کی پاک و پاکیزہ آل پر، بہت بہت سلام۔ والسلام۔

(علیؑ اور ان کا طرز جہانبانی مولانا ابن حسن صاحب جارچوی)

ابراہیم بن مالک اشترؒ

آپ کا اسم گرامی ابراہیم اور کنیت ابونعمان تھی۔ آپ جناب مالک اشترؒ کے فرزند تھے باپ ہی کی طرح عز و شرف، عظمت و جلالت میں یگانۂ روزگار اور شیعیان کوفہ کے قائد و پیشوا تھے، اپنے عہد کے منفرد سورما اور دنیا کے مشہور سپہ سالاران لشکر میں ممتاز و نمودار سپہ سالار جن کی بہترین عسکری صلاحیتوں کو آپ کے معاصرین نے بھی تسلیم کیا ہے اور آپ کے بعد کے لوگوں نے بھی۔

جب جناب مختار انتقام خون حسینؑ لینے پر کمربستہ ہوئے تو احمر بن شمیط، یزید بن انس، عبداللہ بن کامل اور عبداللہ بن شداد نے مختار سے کہا کہ کوفہ کے اشراف ابن مطیع کی زیر قیادت آپ سے جنگ پر کمربستہ ہیں اگر ابراہیم بن مالک اشترؒ ہمارے ساتھ ہو جائیں تو خدا کی ذات سے ہمیں قوی امید ہے کہ دشمنوں کے مقابلے میں ہمارا پلہ بھاری پڑ جائے گا اور مخالفین کی مخالفت ہمارا کچھ بگاڑ نہ سکے گی۔ وہ بڑے دبدبے کے سورما ہیں مالک اشتر جیسے باپ کے فرزند ہیں جن کی شجاعت و بہادری کا ڈنکا بج رہا ہے پھر ان کے قبیلہ والے بھی مانے ہوئے تلوریے ہیں الخ

ان حضرات کے یہ فقرے بتاتے ہیں کہ ابراہیم قیادت و سرداری کی بہت بلند منزل پر فائز تھے اور اپنے زمانے کے اکابر و سرداران قبائل پر انھیں وہ تفوق و برتری حاصل تھی کہ اگر وہ کسی امر میں ہاتھ ڈال دیتے تو پھر کسی مخالف کی مخالفت ذرہ برابر

نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی۔

علامہ یافعی ان کے متعلق اپنی مشہور کتاب "مراۃ الجنان" میں لکھتے ہیں۔
سید نخع وفارسہا وہ قبیلہ نخع کے سردار اس کے مرد میدان تھے۔

(مراۃ الجنان جلد اول ص ۱۴۸)

ابن کثیر دمشقی نے بدایہ ونہایہ جلد ۷ ص ۳۶۳ پر ۷۱ھ میں وفات پانے والی عظیم المرتبت شخصیتوں میں ان کا بھی ذکر کیا ہے نیز اس عہد کے مشہور بہادر اور معززین میں انھیں محسوب کیا ہے۔

جناب ابراہیم نے جب مختار کی حامی بھری اور انتقام خون حسینؑ کیلئے ان کا ساتھ دینا منظور کر لیا تو مختار کے قاصدوں نے درخواست کی کہ ابھی اس منصوبے کو مخفی رکھا جائے۔ آپ نے ایسا جواب دیا جس سے آپ کی عزت نفس بھی ظاہر ہو جاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس وقت آپ کس عظمت و جلالت کے مالک تھے آپ نے فرمایا۔

"میرے ایسے آدمی سے نہ تو دھوکے فریب کا خوف کیا جا سکتا ہے نہ چغلخوری کا نہ یہ اندیشہ ممکن ہے کہ لوگوں کی غیبت کر کے حکومت کا تقرب حاصل کرے یہ تو چھوٹے درجہ کے پست لوگ ہوتے ہیں جو اس قسم کی حرکتیں کیا کرتے ہیں۔"

ایمان و جرأت سے بھرپور انسان ایسے ہی ہوا کرتے ہیں اور جس شخص نے مالک اشتر جیسے شخص کی آغوش میں تربیت پائی ہو اس کو ایسے ہی اوصاف کا مرقع ہونا چاہیے۔ ان کی بلند و بالا شخصیت غیر معمولی اثر و اقتدار رکھ

قبائل عرب میں بے پناہ ہردلعزیزی کا تقاضا تھا کہ یہ خود انتقام خون حسینؑ کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور اپنے پرچم تلے لوگوں کو جمع کریں چنانچہ جب مختار کے گھر میں تحریک انتقام پر غور و خوض کرنے کے لئے جلسہ کا انعقاد ہوا تو اس جلسہ میں صدر کی حیثیت ابراہیم ہی کو حاصل تھی لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ مختار کو حضرت محمد ابن حنفیہ کی ہمدردیاں حاصل ہیں اور انکی طرف سے اجازت مل چکی ہے تو ابراہیم نے بڑھ کر صدر مجلس میں مختار کو بٹھایا اور ان کے ہاتھوں پر بیعت کر لی۔

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جناب مختار باوجود اپنی جلالت قدر کے اس جلسہ میں ثانوی حیثیت رکھتے تھے اولین حیثیت ابراہیم ہی کی تھی لیکن یہ معلوم ہونے پر کہ مختار کو اجازت مل چکی ہے یا خانوادہ علوی کی طرف سے ان کا تقرر اس کام کیلئے عمل میں لایا جا چکا ہے انھوں نے مختار کے آگے سر جھکا دیا۔

ابراہیم نے اپنے متعلق جو یہ کہا تھا کہ میرے ایسے آدمی سے نہ تو دھوکے فریب کا خوف کیا جا سکتا ہے نہ چغلخوری و نمامی کا یہ تو پست درجہ کے لوگوں کی باتیں ہیں تو یہ ابراہیم کا صرف دعویٰ ہی نہ تھا بلکہ وہ واقعاً تھے بھی ایسے ہی۔ علامہ ابو حنیفہ دینوری اپنی کتاب "اخبار الطوال" میں لکھتے ہیں کہ جب ابراہیم نے خازر کا معرکہ سر کیا جسمیں ابن زیاد مارا گیا) تو عبد اللہ بن عمر الساعدی نے ان کی مدح میں یہ اشعار کہے۔

اللہ اعطاک المہابۃ والتقی	واحل بیتک فی العدید الاکثر
واقر عینک یوم وقعۃ خازر	والخیل تعثر بالقنا المکسر

(خداوند عالم نے تمھیں جلالت و ہیبت بھی بخشی ہے اور تقویٰ و پرہیزگاری بھی الخ
ساعدی نے ہیبت کے ساتھ ساتھ ابراہیم کے تقویٰ و پرہیزگاری کی بھی مدح کی
ہے جو دلیل ہے اس بات کی کہ جس طرح ابراہیم ہیبت و جلالت میں اپنی آپ نظیر
تھے اسی طرح تقویٰ و پرہیزگاری میں بھی نمایاں حیثیت کے مالک تھے ورنہ
عام طور پہ فاتح انسان کو تقویٰ و پرہیزگاری سے کم ہی نسبت ہوتی ہے اسے
بھی مردانگی و شجاعت اور مقصد کے حصول کے لئے اپنے جذبۂ فداکاری کی
تعریف زیادہ پسند ہوتی ہے زیادہ سے زیادہ داد و دہش اور جود و سخا کی
طرح ستائش بھی لیکن تقویٰ کی صفت سے عموماً امراء و سرداران لشکر خالی
ہوتے ہیں شاذ و نادر ہی کسی امیر یا سردار لشکر کی یہ صفت بھی سراہی گئی ہو اگر
کسی امیر یا سردار لشکر کی یہ صفت سراہی بھی گئی تو اسی وقت جب کہ اسکی یہ صفت
اسکے دیگر صفات کے مقابلے میں نمایاں حیثیت کی ہوئی۔ اسکے تمام مکارم اخلاق
سے زیادہ روشن و ممتاز اور اس کی ہر خوبی سے افضل و فرد تر۔

جناب ابن نما رح نے جناب مختار کی مدافعت کرتے ہوئے انکے عقائد کی پاکیزگی
کے ثبوت میں جہاں اور بہت سی باتیں ذکر کی ہیں وہاں یہ بھی کہ ابراہیم ان کے
دست و بازو تھے اور انکی دعوت میں برابر کے شریک اور چونکہ ابراہیم کی
دینداری ان کا ایمان و یقین کسی شک و شبہہ کی گنجائش نہیں رکھتا اس بنا پر
مختار کی ذات بھی ہر شک و شبہ سے پاک و صاف ہے۔

جناب ابن نما رح کا یہ استدلال بتاتا ہے کہ ابراہیم کی کیا ایمانی عظمت و جلالت
تھی گویا انھوں نے ابراہیم کو اصل و بنیاد قرار دے کر ان پر جناب مختار کی

حالت کا قیاس کیا ہے۔

ابن نما رح لکھتے ہیں۔ ابراہیم رحمتہ اللہ نامی بہادر شجاعت و بسالہ کا مجسمہ محبت اہلبیت میں سر سے پیر تک غرق اور دونوں ہاتھوں میں نصیحت و خیر خواہی کا رائت اٹھائے ہوئے تھے۔ پھر واقعہ خازر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ابراہیم اس معرکہ کو سر کرنے کی فضیلت کے مالک ہوئے اور اس فتح سے جو بہترین فوائد حاصل ہوئے اسکا سہرا انھیں کے سر ہے عبداللہ بن زبیر اسدی نے کیا ہی اچھی مدح کی ہے ان اشعار میں اللہ اعطاک المھابہ والتقی الخ۔

ایک دو نہیں بیسیوں ایسے معرکے ابراہیم نے سر کئے ہیں جو انکی عظمت و بسالت اور اہل بیت سے ان کی گہری وابستگی کے شاہد ہیں۔ ابن مطیع کا واقعہ نہر وہ نازک وقت جب کہ ابراہیم کوفہ سے دور ابن زیاد سے جنگ میں مصروف تھے اور کوفہ والوں نے موقع غنیمت پاکر جناب مختار کے خلاف بغاوت کر دی ابراہیم خبر پاتے ہی کوفہ پہنچے اور باغیوں کو کچل کر رکھدیا پھر خازر کی جنگ جس میں انہوں نے اپنے مختصر سے لشکر کے ذریعے شام کے بے پناہ لشکر کو تہس نہس کر دیا اور ۷ ہزار مویوں کو تہ تیغ کیا ابن زیادہ کو واصل جہنم کیا ان تمام معرکوں میں ان کا جذبہ ایمانی اور اہلبیت سے انکی خالص محبت کے مظاہرے دیکھنے میں آئے "جبھی تو انھوں نے ابن زیاد کے مقابلے کے لئے جاتے وقت مختار سے کہا تھا۔ "اہل شام سے قتال کرنے کے لئے جتنا میں بے چین ہوں اتنا آپ نہوں گے۔

(اخبار الطوال دینوری)

ابن زیاد والی جنگ میں ابراہیم کی یہ کیفیت تھی کہ اپنا فوج میں گشت

کرتے ہوئے ایک ایک افسر اور علمبردار فوج کو مخاطب کرکے کہتے۔
"اے دین کے انصار! حق کے شہسوار و خدا کے سپاہیو یہ عبید اللہ بن مرجانہ ہے
حسینؑ ابن علیؑ فرزند فاطمہؑ کا قاتل جس نے حسینؑ، انکے بچوں اور انکی عورتوں
کو فرات کے پانی سے محروم کر دیا تھا۔ وہ حسرت دیاس سے فرات کی طرف دیکھتے مگر
پانی تک پہنچنا انھیں نصیب نہ تھا۔ اسی ابن زیاد نے صلح کی تمام راہیں بند کر دی
تھیں اسی نے حسینؑ کو نہ تو مدینہ طیبہ جانے دیا نہ کہیں اور چلے جانے دیا یہاں
تک کہ انھیں اور ان کے گھر والوں کو بیدردی سے قتل کر ڈالا خدا کی قسم بنی اسرائیل
کے شریفوں کے ساتھ فرعون نے بھی وہ سلوک نہ کیا ہوگا جو ابن مرجانہ نے اہلبیت پیغمبرؐ
کے ساتھ کیا وہ اہلبیت جن سے خدا نے ہر کثافت و گندگی کو دور رکھا اور یوں پاک
کیا جو حق ہے پاک کرنے کا خدا کی قسم میں تو یہی امید کرتا ہوں کہ تم لوگوں اور
ابن زیاد کا اس جگہ آمنا سامنا خدا نے اسی لئے کر دیا ہے کہ تمھارے ہاتھوں اس کا
خون بہا کر تمھارے کلیجوں کو ٹھنڈا کرے خدا شاہد ہے کہ تم اہلبیت پیغمبرؐ کی حمایت
میں غضبناک ہو کر نکلے ہو"
(تاریخ طبری)

یہ تھی جد و جہد ابراہیم کی بنی امیہ کو انکی جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی اور ابن زیاد
سے معرکہ میں انھوں نے اپنی بہت کچھ تمنائیں نکالیں ابن زیاد کو بھی قتل کیا اور
اس کے ساتھ ستر ہزار فوجی شام کے تہ تیغ ہوئے۔

ان کے دل میں بنی امیہ کے خلاف غیظ و غضب کی آگ برابر مشتعل رہی چنانچہ
جب مختار شہید ہو گئے اور مصعب بن زبیر نے ابراہیم کو خط لکھا کہ ہمارے ساتھ
ہو جاؤ اور وعدہ کیا کہ شام اور مغربی ممالک جو فتح ہوں گے اسکی حکومت بھی

تمھاری ہی ہو گی اور یہ سالار لشکر بھی تم ہی ہو گے دوسری طرف عبدالملک نے انھیں
عراق کی حکومت پیش کی بشرطیکہ وہ اسکے ساتھ ہو جائیں تو انھوں نے عبدالملک کی
پیشکش ٹھکرا دی اور مصعب کا ساتھ دیا محض اس لئے منظور کیا کہ اسی طرح وہ اپنی
زندگی کی آخری سانسوں تک بنی امیہ سے برسر پیکار رہیں گے اور ہوا بھی ایسا ہی
وہ برابر امویوں سے جنگ و جدال میں مصروف رہے اور ان سے لڑتے ہی ہوئے
...... دیر جاثلیق کی جنگ میں ۶۰ برس مرگ سے ہمکنار ہوئے یہ واقعہ ۷۲ھ میں
پیش آیا اور اسی میں مصعب بھی قتل ہوا۔ بنو امیہ کی دشمنی وراثت اور اہلبیت نبی
کی محبت انکے دل میں بچپنے ہی سے جوش زن تھی جب کہ انکے والد بزرگوار انھیں علی
کی محبت میں پختہ کر رہے تھے اور دین خالص کی تعلیم دے رہے تھے جنگ صفین
ابراہیم کی آنکھوں دیکھی جنگ تھی اس جنگ میں ابراہیم دیکھ چکے تھے کہ انکے والد بزرگوار
کس طور سے امیر المومنین کی حمایت میں سرگرم اور کس جوش و خروش سے بار بار آپ کے
قدموں پر اپنی جان نثار کرنے کیلئے بے چین تھے۔ اسی جنگ صفین ہی کا واقعہ ہے کہ
معاویہ نے عمرو عاص کو قبیلہ حمیر و کلاع و یحصب کے رسالوں کے ساتھ لڑنے کیلئے آگے
بڑھایا اشتر مقابلے کیلئے نکلے عمر عاص اشتر کو دیکھکر بدحواس ہو گئے مگر اسکے ساتھ شرم
بھی دامن گیر تھی کہ کہاں گئیں کیونکر جب اشتر نیزہ لیکر عمرو عاص پر پل پڑے تو وہ
کنائی کاٹ کر اپنے لشکر کی طرف بھاگ نکلے قبیلہ یحصب کے ایک نوجوان نے چیخ
کر کہا ـــ عمرو عاص تم پر خاک ہو۔ حمیر والو لاؤ رائت لشکر مجھے دو۔
رائت لشکر لئے ہوئے رجز پڑھتا ہوا وہ میدان میں آیا مالک اشتر نے اپنے
فرزند ابراہیم کو پکار کر کہا کہ ـــ علم لے کر تم بڑھو نوجوان کا مقابلہ نوجوان ہی سے

ٹھیک ہے" ــــ ابراہیم علم لیکر آگے بڑھے اور اس حمیری نوجوان پر ٹوٹ پڑے دونوں میں دیر تک نیزہ بازی ہوتی رہی یہاں تک کہ ابراہیم فتحیاب ہوئے اور حمیری نوجوان موت کے گھاٹ اترا (وقعۃ الصفین نصر بن مزاحم)

اسی طرح ابراہیم نے جنگ صفین میں اور بھی بہت سے کارہائے نمایاں کئے۔ بیشک ابراہیم عنفوان شباب ہی سے اہلبیت کی محبت میں غرق اور دشمنان اہلبیت سے متنفر و بیزار رہے جب طفولیت و عنفوان شباب میں انکے جوش ولاکی یہ کیفیت تھی تو اسوقت جبکہ انکی عمر پختہ ہو چکی تھی اور بنی امیہ کے سیکڑوں ہی جرائم اور سیہ کاریاں دیکھ چکے تھے انکی نفرت و بیزاری کہیں زیادہ بڑھ چکی ہو گی۔

امام حسن مجتبیٰ کے ساتھ اموییوں نے جو ظلم تعدی کی امام مظلوم پر جو مظالم ڈھائے مدینہ منورہ کو تباہ و برباد کیا خانہ کعبہ کی جس طرح ہتک حرمت کی شیعیان اہلبیت پر مظالم کے جتنے پہاڑ ڈھائے یہ سب انکی آنکھوں دیکھی اور کانوں سنی حقیقتیں تھیں جو جو دن گزرتا ابراہیم کے دل میں بنی امیہ کے خلاف آتش غیظ و غضب کو اور فروزاں بھی کرتا جاتا انھیں سب باتوں کا نتیجہ تھا کہ جس طرح اب تک انھوں نے اپنی زندگی کے دن بنی امیہ سے نفرت و بیزاری میں کاٹے تھے اسی طرح زندگی کے بقیہ دن بھی ان سے جنگ و جدال میں صرف کئے۔ علامہ محسن عاملی طاب ثراہ اعیان الشیعہ میں ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"ابراہیم شہسوار بہادر دلیر پیش قدمی کرنے والے صاحب ریاست بلند نفس عالی ہمت مجسم وفا، شاعر فصیح اور دوستدار اہلبیت تھے جس طرح انکے پدر بزرگوار ان تمام اوصاف میں امتیازی شان کے مالک تھے سچ کہا ہے کسی نے ــــ بیٹا رہی قدم بقدم

ہو جواب دے کر (بیان الشیعہ جلد ۵ صفحہ ۲۱۶)

سراقہ بن مرداس بارقی جنگ خازر جس میں ابراہیم نے ابن زیاد کو تہ تیغ کیا تھا کا ذکر کرتا ہوا کہتا ہے۔

اتاکم غلام من عرانین مذحج جری علی الاعداء غیر نکول

(تمھارے مقابلے کو قبیلہ مذحج کی اونچی ناک والوں کا ایک نوجوان آیا جو دشمن پر انتہائی جری اور جس کے قدم ڈگمگانے والے نہ تھے)

اسی طرح اور بھی بہت سے اشعار ہیں جنھیں علامہ طبری نے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے۔ اصابہ اور تہذیب التہذیب میں علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ ابراہیم نے اپنے پدر بزرگوار مالک کے حوالے سے حدیثیں بھی روایت کی ہیں جناب مالک نے وہ حدیثیں امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ جناب ابوذر، عمر ابن خطاب اور خالد سے روایت کی تھیں ۔ علامہ خطیب خوارزمی ابراہیم کے اس معرکہ کی جس میں انھوں نے ابن زیادہ کو قتل کیا تھا تصویر کشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"پھر خداوند عالم نے عبیداللہ بن زیاد پر ابراہیم بن اشتر کی ... گرانی جو خود بھی یکہ تاز میدان شجاعت تھے اور بیٹے بھی تھے یکہ تاز میدان شجاعت کے انھوں نے اس کو قتل کیا اس کے آفتاب کو غروب کیا اور اسکے کرتوتوں کا مزہ چکھایا اور اس نے جو ہولناک جرائم کئے تھے ان کا کچھ بدلہ دیا اسے ہمیشہ کے لئے ذلیل و خوار کیا اس کے ملعون ساتھیوں کو ابد الآباد کے لئے نیست و نابود کردیا اور ظالموں کی جڑ کاٹ ڈالی۔"

تمام شد